احکامِ عمامہ

مع

سبز عمامہ کا

ثبوت

مؤلف

حضرت علامہ مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی مدظلہ العالی

ناشر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

نام کتاب۔۔۔۔۔۔۔۔احکامِ عمامہ مع سبز عمامہ کا ثبوت

مؤلف۔۔۔۔۔۔۔۔۔حضرت علامہ مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی

ناشر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مکتبہ بہار شریعت

صفحات۔۔۔۔۔۔۔۔ 48

قیمت۔۔۔۔۔۔۔۔۔ 40روپے

اشاعتِ اول۔۔۔۔۔۔۔ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ، مارچ 2011ء

اشاعتِ ثانی۔۔۔۔۔۔۔جمادی الآخر ۱۴۳۲ھ، مئی 2011ء

اشاعت ثالث۔۔۔۔۔۔

ناشر

فہرس

الحمد لله رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین
اما بعد فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم
الصلوٰۃ والسلام علیك یارسول الله وعلی اٰلك واصحابك یا حبیب الله

باب اول: احکامِ عمامہ

عمامہ باندھنے کا حکم

سوال: عمامہ شریف باندھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: عمامہ باندھنا سنت ہے، خصوصاً نماز میں کہ جو نماز عمامہ کے ساتھ پڑھی جائے اس کا ثواب بہت زیادہ ہوتا ہے۔

(بہارشریعت، حصہ16، ص418، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے:

((وَفِی (کتَاب الْجِهَاد) لِابْنِ أبی عَاصِم :حَدثنَا أَبُو مُوسَی حَدثنَا عُثْمَان بن عمر عَن الزبیر ابْن جوان عَن رجل من الْأَنْصَار قَالَ:جَاءَ رجل إِلَی ابْن عمر فَقَالَ:یَا أَبَا عبد الرَّحْمَن،الْعِمَامَة سنة؟ فَقَالَ:نعم))

ترجمہ: امام ابن ابی عاصم کی کتاب الجہاد میں ہے: ایک آدمی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بارگاہ میں حاضر ہوا، اور عرض کی: اے ابوعبد الرحمٰن! کیا عمامہ سنت ہے؟ فرمایا: ہاں۔

(عمدۃ القاری، شرح صحیح بخاری، باب العمائم، ج21، ص307، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

جامع الرموز میں ہے:

"تنبغی ان یصلی مع العمامۃ فی الحدیث الصلاۃ مع العمامۃ خیر من سبعین صلاۃ

ترجمہ: عمامہ کیساتھ نماز ادا کرنی چاہیے کیونکہ حدیث میں ہے عمامہ والی نماز

اسی طرح منیہ میں ہے۔

(جامع الرموز، فصل مایفسد الصلوۃ، ج1، ص193، اسلامیہ گنبد قاموس، ایران)

سوال: عمامہ باندھنا سنت مستحبہ ہے یا سنت مؤکدہ؟

جواب: عمامہ سنن زوائد میں سے ہے اور سنن زوائد مستحب کے حکم میں ہوتی ہیں یعنی کریں تو ثواب ملے گا اور نہ کریں تو گناہ نہیں۔ چنانچہ علامہ ملا جیون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **نور الانور شرح المنار** میں بیان فرماتے ہیں:

"اَلْاَوَّلُ سُنَّةُ الْهُدٰى وَ تَارِكُهَا يَسْتَوْجِبُ اِسَاءَةً اَیْ جَزَاءَ اِسَاءَةً كَالـلَّوْمِ وَالْعِقَابِ اَوْ سُمِّیَ جَزَاءُ الْاِسَاءَةِ اِسَاءَةً كَمَا فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿ **جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا** ﴾ كَالْجَمَاعَةِ وَالْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ فَاِنَّ هٰٓؤُلَاءِ كُلَّهَا مِنْ جُمْلَةِ شَعَائِرِ الدِّيْنِ وَاَعْلَامِ الْاِسْلَامِ وَلِهٰذَا قَالُوْا اِذَا اَصَرَّ اَهْلُ مِصْرَ عَلٰی تَرْكِهَا يُقَاتَلُوْا بِالسِّلَاحِ مِنْ جَانِبِ الْاِمَامِ وَقَدْ وَرَدَتْ فِیْ كُلٍّ مِنْهَا آثَارٌ وَلَا تُحْصٰی وَالثَّانِی الزَّوَائِدُ وَتَارِكُهَا لَا يَسْتَوْجِبُ اِسَاءَةً كَسِيَرِ النَّبِیِّ عليه السلام فِیْ لِبَاسِهٖ وَ قُعُوْدِهٖ وَقِيَامِهٖ فَاِنَّ

ترجمہ: سنت کی پہلی قسم سنت ھدی ہے اس کو ترک کرنے والا اساءت کا مستحق ہوتا ہے یعنی برائی کی جزاء کا جیسا کہ ملامت اور عقاب یا اساءت کی جزا کو اساءت کہہ دیا گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان مبارک ﴿**جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا**﴾ میں (سنت ہدی کی مثال) جیسا کہ جماعت، اذان، اقامت پس یہ سب شعائر دین اور دین کی علامات میں سے ہیں اسی وجہ سے علماء کرام فرماتے ہیں کہ اگر تمام شہر والے اس کے چھوڑنے پر مصر ہوجائیں تو امام کی جانب سے ان سے اسلحہ کے ساتھ قتال کیا جائے گا اور ان میں سے ہر ایک کے

عَلٰی وَجْہِ الْعِبَادَۃِ وَقَصْدِالْقُرْبَۃِ بَلْ عَلٰی سَبِیْلِ الْعَادَۃِ فَاِنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانَ یَلْبَسُ جُبَّۃً حُمْرَاءَ وَ خَضْرَاءَ وَبَیْضَاءَ طَوِیْلَ الْکُمَّیْنِ وَرُبَّمَا یَلْبَسُ عِمَامَۃً سَوْدَاءَ وَحُمْرَاءَ وَکَانَ مِقْدَارُھَا سَبْعَۃَ اَذْرُعٍ اَوْ اِثْنٰی عَشَرَ ذِرَاعًا اَقَلَّ اَوْ اَکْثَرَوَکَانَ یَقْعَدُ مُحْتَبِیاً تَارَۃً و مُرَبّعاً لِلْعُذْرِ وَعَلٰی ھَیْئَۃِ التَّشَھُّدِ اَکْثَر فَھٰذَا کُلُّھَا مِنْ سُنُنِ الزَّوَائِدِ یُثَابُ الْمَرْءُ عَلٰی فِعْلِھَا وَلَا یُعَاقَبُ عَلٰی تَرْکِھَا وَھُوَ فِیْ مَعْنَی الْمُسْتَحَبِّ اِلَّا اَنَّ الْمُسْتَحَبَّ مَا اَحَبَّہُ الْعَلَمَاءُ وَھٰذَا مَا اعْتَادَ بِہِ النَّبِیُّ علیہ السلام"

ہیں جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔ سنت کی دوسری قسم سنن زوائد ہے اس کو ترک کرنے والا اساءت کا مستحق نہیں ہوتا جیسا کہ لباس، اٹھنے بیٹھنے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ، پس یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بطور عبادت یا قربت نہیں بلکہ بطور عادت مبارکہ صادر ہوئی پس آپ علیہ السلام سرخ اور سبز اور سفید لمبی آستین والا جبہ مبارکہ زیب تن فرمایا کرتے تھے اور سیاہ اور سرخ عمامہ جسکی لمبائی کم از کم سات ہاتھ اور زیادہ سے زیادہ بارہ ہاتھ ہوتی پہنتے تھے۔ آپ علیہ السلام اکثر اوقات تشہد کی ہیئت پر تشریف فرما ہوتے جبکہ عذر کی بنا پر آلتی پالتی مار کر اور کبھی کبھی احتباء کی حالت میں تشریف فرما ہوتے تھے۔ یہ سب سنن زوائد سے ہیں ان کے ادا کرنے سے انسان ثواب پاتا ہے اور ترک کرنے پر قابل گرفت نہیں ہوتا، یہ سنت مستحب کی طرح ہے

مگر یہ کہ مستحب وہ ہے جس کو علماء کرام پسند فرمائیں جبکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ ہے۔

(نور الانوار، مبحث الاحکام المشروعیۃ، صفحہ 167، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

فتاوی رضویہ میں ہے:

’’وَذٰلِكَ لِاَنَّ التَّعْمِيْمَ مِنْ سُنَنِ الزَّوَائِدِ وَسُنَنُ الزَّوَائِدِ حُكْمُهَا حُكْمُ مُسْتَحَبٍّ‘‘

ترجمہ: اور یہ اس وجہ سے ہے کہ عمامہ باندھنا سنن زوائد میں سے ہے اور سنن زوائد کا حکم مستحب کے حکم کی طرح ہوتا ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج7، ص394، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

عمامہ کے سنت ہونے کا انکار کرنے کا حکم

سوال: جو عمامہ کے سنت ہونے کا انکار کرے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: عمامہ حضور پُرنور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنّت متواترہ ہے جس کا تواتر یقیناً سرحدِ ضروریاتِ دین تک پہنچا ہے ولہذا علمائے کرام نے عمامہ تو عمامہ ارسالِ عذبہ یعنی شملہ چھوڑنا کہ اُس کی فرع اور سنت غیر مؤکدہ ہے، اس کے ساتھ استہزا کو کفر ٹھہرایا تو عمامہ کہ سنت لازمہ دائمہ ہے، اس کا انکار کس درجہ اشد و اکبر ہوگا اس کا سنّت ہونا متواتر ہے اور سنّتِ متواتر کا استخفاف کفر ہے۔

(ملخصاً فتاوی رضویہ، ج6، ص208، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: اگر کوئی شخص لوگوں کو اس بات کی تاکید کرتا ہو کہ عمامہ باندھنے کی کوئی ضرورت نہیں اور اس پر کچھ ثواب بھی نہیں ملتا نیز وہ قصداً لوگوں کے عمامے اتروا تا ہو تو اس کا یہ فعل کیسا ہے؟

جواب: مسلمانوں کے عمامے قصداً اتروا دینا اور اسے ثواب نہ جاننا قریب ہے کہ ضروریاتِ دین کے انکار اور سنّتِ قطعیہ متواترہ کے استخفاف کی حد تک پہنچے ایسے شخص پر فرض ہے کہ اپنی ان حرکات سے توبہ کرے اور ازسرنو کلمہ اسلام پڑھے اور اپنی عورت کے ساتھ تجدید نکاح کرے۔

(فتاوی رضویہ، ج6، ص220، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

عمامہ کی توہین کرنے کا حکم

سوال: عمامہ کی توہین کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: عمامہ کی توہین سے سنت کی توہین مقصود ہو تو کفر ہے۔ بہار شریعت میں ہے ''کسی سنت کی تحقیر کرے، مثلاً داڑھی بڑھانا، مونچھیں کم کرنا، عمامہ باندھنا یا شملہ لٹکانا، ان کی اہانت کفر ہے جبکہ سنت کی توہین مقصود ہو۔''

(بہار شریعت، حصہ9، ص463، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

عمامہ کے بغیر امامت کا حکم

سوال: ٹوپی کے ساتھ امامت کروانا کیسا ہے؟ جبکہ عمامہ مل سکتا ہو۔

جواب: افضل یہ ہے کہ عمامہ باندھ کر امامت کروائی جائے، لیکن ٹوپی کے ساتھ بھی جائز ہے۔ امام اہل سنت مجدد دین وملت سیدنا امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن سے ٹوپی کے ساتھ امامت کے بارے میں سوال ہوا تو فرمایا ''کسی کی نماز میں کوئی خلل نہیں، عمامہ مستحباتِ نماز سے ہے اور ترکِ مستحب سے خلل در کنار کراہت بھی نہیں آتی،

وَذٰلِكَ لِاَنَّ التَّعْمِيْمَ مِنْ سُنُنِ الزَّوَائِدِ وَسُنُنُ الزَّوَائِدِ حُكْمُهَا حُكْمُ مُسْتَحَبٍّ''	ترجمہ: اور یہ اس وجہ سے ہے کہ یہ سننِ زوائد میں سے ہے اور سننِ زوائد کا حکم مستحب کے حکم کی طرح ہوتا ہے۔

ایک اور مقام پر فرمایا: ''اس میں شک نہیں کہ نماز عمامہ کے ساتھ نماز بے عمامہ سے افضل (ہے) کہ وہ (یعنی عمامہ باندھنا) اسبابِ تجمل سے ہے اور یہاں تجمل محبوب اور مقامِ ادب کے مناسب۔۔مگر بایں ہمہ صورتِ مستفسرہ میں صرف ترکِ اولیٰ ہوا تو اس سے کراہت لازم نہیں آتی۔''

(فتاوی رضویہ، ج6، ص631، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

عمامہ کی بندش کیسی ہونی چاہیے

سوال: عمامہ کی بندش کیسی ہونی چاہیے؟

جواب: عمامہ کی بندش گنبد نما ہونی چاہیے۔شیخ محقق حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:

''وطریق عمامہ بستن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گرد بود گنبد نما چنانچہ علماء وشرفاء عرب بآں دستور می بندند''

یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ باندھنا گول حلقہ ہوتا گنبد نما (یعنی عمامہ کی شکل گنبد نما ہوتی) چنانچہ علماء وشرفاء عرب اسی طریقہ پر عمامہ باندھتے ہیں۔

(کشف الالتباس فی استحباب اللباس، ص40، دار احیاء العلوم، باب المدینہ کراچی)

اور امام اہلسنت علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں ''اس (عمامہ) کی بندش گنبد نما ہو جس طرح فقیر باندھتا ہے۔''

(فتاوی رضویہ، ج22، ص186، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

عمامہ باندھنے کے آداب

سوال: عمامہ شریف باندھنے کے آداب کیا ہے؟

جواب: سنت یہ ہے کہ عمامہ کو پاکی کی حالت میں قبلہ رو کھڑے ہو کر

اور مناسب یہ ہے کہ عمامہ باندھنے میں پہلا پیچ داہنی جانب لے جائے کہ حدیث میں ہے:

((کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحِبُّ التَّیَامُنَ فِی کُلِّ شَیْءٍ حَتّٰی فِیْ تَنَعُّلِہٖ))

ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہر کام میں دائیں طرف سے ابتداء کو پسند فرماتے تھے یہاں تک کہ جوتا پہننے میں بھی۔

(صحیح مسلم، ج 1، ص132، قدیمی کتب خانہ، کراچی)☆(فتاوی رضویہ، ج 22، ص199، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

بیٹھ کر عمامہ باندھنے کا حکم

سوال: بیٹھ کر عمامہ باندھنا کیسا؟

جواب: بلا عذر عمامہ بیٹھ کر نہیں باندھنا چاہیے۔ حضور سرور عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے:

((مَنْ تَعَمَّمَ قَاعِدًا اَوْ تَسَرْوَلَ قَائِمًا اِبْتَلَاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِبَلَاءٍ لَا دَوَاءَ لَہٗ))

ترجمہ: جس نے بیٹھ کر عمامہ باندھا یا کھڑے ہو کر شلوار پہنی تو اللہ تعالیٰ اسے ایسی مصیبت میں مبتلا فرمائے گا جس کی کوئی دوا نہیں۔

(کشف الالتباس فی استحباب اللباس، ص39، دار احیاء العلوم، باب المدینہ کراچی)

مرقاۃ المفاتیح میں ہے:

"قَالَ صَاحِبُ الْمُدْخِلِ: وَعَلَیْکَ اَنْ تَتَسَرْوَلَ قَاعِدًا وَتَتَعَمَّمَ قَائِمًا"

ترجمہ: صاحب مدخل نے فرمایا: تجھ پر لازم ہے کہ شلوار بیٹھ کر پہنو اور عمامہ کھڑے ہو کر باندھو۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب اللباس، ج7، ص2777، دار الفکر، بیروت)

نیز سبل الرشاد میں ہے کہ "عمامہ بیٹھ کر اور شلوار کھڑے ہو کر پہننے سے بھول

اور محتاجی بڑھتی ہے۔'' (سبل الھدی والرشاد، ج7، ص282)

بہارِ شریعت میں ہے ''عمامہ کھڑے ہوکر باندھے اور پاجامہ بیٹھ کر پہنے۔ جس نے اس کا الٹا کیا وہ ایسے مرض میں مبتلا ہوگا جس کی دوا نہیں۔''

(بہار شریعت، حصہ16، ص660، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اعتجار کا حکم

سوال: عمامہ میں اعتجار کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اعتجار یعنی عمامہ اس طرح باندھنا کہ بیچ سر پر نہ ہو، نماز میں مکروہ تحریمی ہے اور نماز کے علاوہ بھی اس طرح عمامہ باندھنا مکروہ ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

''(وَالِاعْتِجَارُ) لِنَهْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ ،وَهُوَ شَدُّ الرَّأْسِ، أَوْ تَكْوِيرُ عِمَامَتِهِ عَلَى رَأْسِهِ وَتَرْكُ وَسَطِهِ مَكْشُوفًا ۔۔۔ وَكَرَاهَتُهُ تَحْرِيمِيَّةٌ أَيْضًا لِمَا مَر''	ترجمہ: اعتجار مکروہ ہے کیونکہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے، اور اعتجار کہتے ہیں سر کو باندھنا یا اپنے عمامہ کو اپنے سر کے اردگرد لپیٹ لینا اور سر کا وسط خالی چھوڑ دینا، اور یہ کراہت بھی تحریمی ہے جیسا کہ گزرا۔

(ردالمحتار، فروع اشتمال الصلوۃ علی الصماء، ج1، ص652، دار الفکر، بیروت)

بہارِ شریعت میں ہے ''اعتجار یعنی پگڑی اس طرح باندھنا کہ بیچ سر پر نہ ہو، مکروہ تحریمی ہے، نماز کے علاوہ بھی اس طرح عمامہ باندھنا مکروہ ہے۔''

(بہار شریعت، حصہ3، ص626، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اعتجار کی وضاحت

سوال: وضاحت فرما دیں کہ سر کا کپڑے سے خالی ہونا اعتجار ہے یا ٹوپی

کا درمیان سے خالی ہونا؟

جواب: تحقیق یہ ہے کہ اعتجار اسی صورت میں ہے کہ عمامہ کو اس طرح باندھا جائے کہ سر کا درمیانی حصہ کھلا رہے نہ کہ درمیان سے ٹوپی کھلی رہے۔ درمختار میں اعتجار کو مکروہات میں ذکر کیا گیا اس کی شرح میں خاتم المحققین ابن عابدین علامہ امین شامی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

''وَالْاِعْتِجَارُ لِنَهْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ وَهُوَ شَدُّ الرَّأْسِ اَوْ تَكْوِيْرُ عِمَامَتِهٖ عَلٰى رَأْسِهٖ وَتَرْكُ وَسْطِهٖ مَكْشُوْفًا''

ترجمہ: اعتجار مکروہ اس لئے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ اعتجار یہ ہے کہ سر کو باندھا جائے یا سر پر عمامے کو اس طرح باندھنا کے سر کا درمیانی حصہ کھلا رہے۔

(درمختار مع ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ، جلد2، صفحہ511، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

امام اہل سنت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: ''عمامہ میں سنت یہ ہے کہ ڈھائی گز سے کم نہ ہو نہ چھ گز سے زیادہ، اور اس کی بندش گنبد نما ہو جس طرح فقیر باندھتا ہے۔ عرب شریف کے لوگ جیسا اب باندھتے ہیں طریقہ سنت نہیں اسے اعتجار کہتے ہیں کہ بیچ میں سَر کھلا ہے اور اعتجار کو علماء نے مکروہ لکھا ہے۔''

(فتاوٰی رضویہ، جلد22، صفحہ186، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں'' لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ٹوپی پہنے رہنے کی حالت میں اعتجار ہوتا ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ اعتجار اسی صورت میں ہے کہ عمامہ کے نیچے کوئی چیز سر کو چھپانے والی نہ ہو۔''

(فتاوی امجدیہ، حصہ1، ص399 مکتبہ رضویہ، کراچی)

مذکورہ وضاحت پر اشکال

سوال: فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال کیا گیا کہ ٹوپی پر عمامہ اس طرح باندھنا کہ چاروں طرف سر کے عمامہ ہو اور ٹوپی درمیان میں سر کے اوپر کھلی رہے باندھنا جائز ہے یا نہیں؟

تو جواباً آپ نے فرمایا کہ ''اس طرح عمامہ باندھنا ناجائز ہے'' اور اس کے ثبوت کے طور پر اعتجار کے مکروہ ہونے کو بیان کرنے والے جزئیات درج فرمائے۔ اس سے تو پتا چلتا ہے کہ ٹوپی پہنے رہنے کی حالت میں بھی اعتجار ہوتا ہے۔

جواب: فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مجموعہ فتاوی ''فتاوی برکاتیہ'' (جو کہ پاکستان میں ''فتاوی فیض الرسول حصہ سوم'' کے نام سے شائع ہوا ہے) کے صفحہ 110، 111 پر مذکورہ سوال جواب موجود ہے اور دار الافتاء فیض الرسول براؤں شریف سے جاری شدہ 1012 فتاوی کا مستند ذخیرہ بنام ''فتاوی فیض الرسول'' کے حصہ اول صفحہ 369 پر بھی فقیہ ملت علیہ الرحمۃ کا یہی فتوی موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ٹوپی پہنے رہنے کی حالت میں بھی اعتجار ہوتا ہے۔

لیکن یہ فتوی آپ نے 17 صفر المظفر 1391ھ میں تحریر کیا تھا اور اس وقت تک آپ کی یہی تحقیق تھی جبکہ بعد میں یہ تحقیق بدل گئی تھی یعنی آپ نے بھی حضرت صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے مؤقف کی طرف رجوع فرما لیا تھا لہٰذا بعد میں جو فتوی لکھوایا بمع استفتاء درج ذیل ہے:

مسئلہ: ۔عمامہ سر پر اس طور پر باندھا کہ بیچ میں ٹوپی زیادہ کھلی رہی تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی یا تنزیہی؟ بینوا توجروا

الجواب:۔حضرت صدر الشریعۃ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ ''لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ٹوپی پہنے رہنے کی حالت میں اعتجار ہوتا ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ اعتجار اسی صورت میں ہے کہ عمامہ کے نیچے کوئی چیز سر کو چھپانے والی نہ ہو۔''

(فتاوی امجدیہ،حصہ1،ص399مکتبہ رضویہ، کراچی)

اس کے حاشیہ میں حضرت مفتی شریف الحق امجدی قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں:

''اِخْتَارَ مَا فِی الظَّهِیْرِیَةِ وَاَمَّا مَا قَالَ الْعَلَّامَةُ السَّیِّدُالطَّحْطَاوِیُّ فِیْ حَاشِیَةِ الْمَرَاقِي اَلْمُرَادُ اَنَّهُ مَکْشُوْفٌ عَنِ الْعِمَامَةِ لَا مَکْشُوْفٌ اَصْلًا لِاَنَّهُ فِعْلُ مَا لَا یُفْعَلُ اھ۔فَفِیْهِ نَظْرٌ لِاَنَّ کَثِیْرًا مِّنْ جُفَّاتِ الْعَرَبِ یَلُفُّوْنَ الْمِنْدِیْلَ وَالْعِمَامَةَ حَوْلَ الرَّأْسِ مَکْشُوْفَ الْهَامَةِ بِغَیْرِ قُلُنْسُوَۃٍ۔اھ''

(ترجمہ:صدر الشریعہ نے وہ اختیار کیا جو ظہیریہ میں ہے اور جو علامہ سید طحطاوی نے حاشیۂ مراقی میں فرمایا کہ اس سے مراد مکشوف عن العمامہ ہے اصلاً مکشوف ہونا مراد نہیں ہے کیونکہ یہ ایسا فعل ہے جو نہیں کیا جاتا۔علامہ طحطاوی کی اس بات میں نظر ہے کیونکہ عرب کے کثیر بدو رومال اور عمامہ سر کے گرد اس طرح لپیٹتے ہیں کہ سر کا درمیان کھلا رہتا ہے اور سر پر ٹوپی بھی نہیں ہوتی۔)

اس سے ظاہر ہوا کہ صورت مسئولہ میں نماز مکروہ تنزیہی ہوگی نہ کہ تحریمی تو اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عالمگیری وشامی وغیرہ کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ وسط رأس بالکل مکشوف ہو ٹوپی وغیرہ کوئی چیز بیچ میں نہ ہو۔واللہ تعالی اعلم

الجواب صحیح: جلال الدین احمد الامجدی   کتبہ:محمد عماد الدین قادری

نــوٹ: مذکورہ وضاحت فقیہ ملت علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے مفتی ابرار احمد امجدی برکاتی ادام اللہ برکاتہ نے ایک صاحب کے استفسار پر اپنے ایک مکتوب میں فرمائی تھی۔

نیا عمامہ باندھنے کی دعا

سوال: نیا عمامہ باندھے تو کیا دعا پڑھے؟

جواب: نیا عمامہ یا کوئی بھی نیا کپڑے پہنے تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ لَكَ الْحَمْدُ کَمَا کَسَوْتَنِیْهِ اَسْأَلُكَ خَیْرَه وَخَیْرَ مَا صُنِعَ لَه وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَه۔

یعنی اے اللہ عزوجل! تیرا شکر ہے جیسے تو نے مجھے یہ (کپڑا) پہنایا، ویسے ہی میں تجھ سے اس کی بھلائی اور جس مقصد کے لیے یہ بنایا گیا، اس کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور اس کے شر اور جس مقصد کے لیے یہ بنایا گیا ہے، اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

((کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا سَمَّاهُ بِاسْمِهٖ، عِمَامَةً، أَوْ قَمِیصًا، أَوْ رِدَاءً، ثُمَّ یَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ كَسَوْتَنِیهِ، أَسْأَلُكَ خَیْرَهُ وَخَیْرَ مَا صُنِعَ لَهُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ))

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نیا کپڑا پہنتے، اُس کا نام لیتے عمامہ یا قمیص یا چادر پھر یہ دعا پڑھتے: اَللّٰھُمَّ لَكَ الْحَمْدُ کَمَا کَسَوْتَنِیْهِ اَسْأَلُكَ خَیْرَه وَخَیْرَ مَاصُنِعَ لَه و اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَه۔ یعنی اے اللہ عزوجل! تیرا شکر ہے جیسے تو نے مجھے یہ (کپڑا) پہنایا، ویسے ہی میں تجھ سے اس کی بھلائی اور جس مقصد کے لیے یہ بنایا گیا، اس کی بھلائی کا سوال

کرتا ہوں اور اس کے شر اور جس مقصد کے لیے یہ بنایا گیا ہے، اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

(جامع الترمذی، باب مایقول اذا لبس ثوباً جدیداً، ج 3، ص 291، دار الغرب الاسلامی، بیروت☆ ابوداؤد، کتاب اللباس، ج4، ص41، المکتبۃ العصریہ، بیروت)

عام طور پر عمامہ باندھنے کی دعا

سوال: عام طور پر عمامہ باندھے تو کیا دعا پڑھے؟

جواب: عام طور پر عمامہ یا کوئی بھی کپڑے پہنے تو یہ دعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی كَسَانِی هٰذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّي۔	ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جس نے مجھے یہ (لباس) پہنایا اور میری طاقت وقوت کے بغیر یہ عطا فرمایا۔

معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((وَمَنْ لَبِسَ ثَوْبًا فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی كَسَانِی هٰذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّي، وَلَا قُوَّةٍ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ))	ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کپڑا پہنے اور یہ پڑھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی كَسَانِی هٰذَا وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّي وَلَا قُوَّةٍ، تو اُس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، ج4، ص42، المکتبۃ العصریہ، بیروت)

عمامہ کھولنے کا طریقہ

سوال: بندھا ہوا عمامہ شریف کھول کر پھر سے باندھنا ہو تو کیسے کھولا جائے؟

جواب: مستحب یہ ہے کہ جس طرح لپیٹا تھا اسی طرح ایک ایک پیچ کر کے کھولا جائے۔ فتاوی ہندیہ میں ہے:

''وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُجَدِّدَ لَفَّ الْعِمَامَةِ نَقَضَهَا كَمَا لَفَّهَا، وَلَا يُلْقِيهَا عَلَى الْأَرْضِ دَفْعَةً وَاحِدَةً، كَذَا فِي خِزَانَةِ الْمُفْتِينَ''	ترجمہ: باندھے ہوئے عمامے کو جب دوبارہ باندھنے کا ارادہ کرے تو اس طرح کھولے جس طرح لپیٹا تھا، ایک ہی مرتبہ زمین پر نہ ڈال دے۔

(فتاوی ہندیہ، الباب التاسع فی اللبس مایکرہ من ذلك، ج5، ص330، دار الفکر، بیروت)

فتاوی ہندیہ میں ایک اور مقام پر ہے:

''وَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُجَدِّدَ اللَّفَّ لِعِمَامَتِهِ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَنْقُضَهَا كَوْرًا كَوْرًا فَإِنَّ ذَلِكَ أَحْسَنُ مِنْ رَفْعِهَا عَنِ الرَّأْسِ وَ إِلْقَائِهَا فِي الْأَرْضِ دَفْعَةً وَاحِدَةً''	ترجمہ: جو باندھے ہوئے عمامے کو دوبارہ باندھنے کا ارادہ کرے تو اس کے لیے مناسب یہ ہے کہ ایک ایک کر کے پیچ کھولے، یہ اس سے بہتر ہے کہ ایک ہی مرتبہ میں عمامہ کو سر سے اٹھا کر زمین پر ڈال دے۔

(فتاوی ہندیہ، مسائل شتی، ج6، ص446، دار الفکر، بیروت)

بہارِ شریعت میں ہے ''عمامہ کو جب پھر سے باندھنا ہو تو اسے اتار کر زمین پر پھینک نہ دے، بلکہ جس طرح لپیٹا ہے اُسی طرح اودھیڑا جائے۔''

(بہار شریعت، حصہ16، ص419، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

شملہ رکھنے کا حکم

سوال: عمامہ کے شملہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: عمامہ کا شملہ رکھنا سنتِ عمامہ کی فرع اور سنتِ غیر مؤکدہ ہے۔

(ملخصاً فتاوی رضویہ، ج6، ص208، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ترکِ شملہ کا حکم

سوال: عمامہ کا شملہ نہ رکھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: عمامہ کا شملہ نہ رکھنا سنتِ غیر مؤکدہ کا ترک ہے۔ صدرالشریعہ بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "بعض لوگ شملہ بالکل نہیں لٹکاتے یہ خلافِ سنت ہے" (بہار شریعت، حصہ 16، ص 61، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

دو شملے رکھنے کا حکم

سوال: دو شملے رکھنے کیسا ہے؟ بعض لوگ اسے بدعت سیئہ کہتے ہیں۔

جواب: دو شملے چھوڑنا سنت سے ثابت ہے۔ جیسا کہ امام اہلسنت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں "عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا) اپنے دستِ انور سے عمامہ باندھنا اور آگے پیچھے دو شملے چھوڑنا سنن ابی داؤد میں ہے۔ تو یہ سنت ہوا نہ کہ معاذ اللہ بدعتِ سیئہ، فقیر اسی سنت کے اتباع سے بارہا دو شملے رکھتا ہے، مگر شملہ ایک بالشت سے کم نہ ہونا چاہئے۔" (فتاوی رضویہ، ج22، ص199، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

طرہ رکھنے کا حکم

سوال: بعض لوگ دوسرے شملہ کی مقدار ایک بالشت نہیں رکھتے بلکہ چند انگل طرہ کے طور پر کھڑا کر کے رکھتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ سنت نہیں مگر جائز ہے کہ اس کی ممانعت ثابت نہیں، ہاں اگر یہ کسی جگہ فساق کی وضع ہو تو اس سے بچنے کا حکم دیا جائے گا۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "بعض لوگ طرہ کے طور پر چند انگل اونچا سر پر چھوڑتے ہیں اس کا ثبوت میری نظر میں نہیں، نہ کہیں ممانعت، تو اباحت اصلیہ پر

ہے۔مگراس حالت میں کہ یہ کسی شہر میں آوارہ وفساق لوگوں کی وضع ہوتو اس عارض کے سبب اس سے احتراز ہوگا۔'' (فتاوی رضویہ،ج22،ص199،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

شملہ کی لمبائی کتنی ہونی چاہیے؟

سوال: عمامہ کا شملہ کہاں تک رکھنا مسنون، کہاں تک مباح اور کہاں تک ممنوع ہے؟ اگرکسی شخص نے ڈیڑھ ہاتھ شملہ رکھا دوسرے نے کہا کہ ڈیڑھ ہاتھ شملہ رکھنا حرام ہے تو اس قائل کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: امام اہل سنت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں ''شملے کی اقل (کم ازکم) مقدار چار انگشت (انگل) ہے اور زیادہ سے زیادہ ایک ہاتھ اور بعض نے نشست گاہ تک رخصت دی یعنی اس قدر کہ بیٹھنے سے موضع جلوس (بیٹھنے کی جگہ) تک پہنچے، اور زیادہ راجح یہی ہے کہ نصف پشت سے زیادہ نہ ہو جس کی مقدار تقریبا وہی ایک ہاتھ ہے۔حد سے زیادہ داخلِ اسراف ہے۔اور بہ نیت تکبر ہوتو حرام، یونہی نشست گاہ سے بھی نیچا مثلا رانوں یا زانوں تک، یہ سخت شنیع وممنوع (ہے)۔ڈیڑھ ہاتھ کا شملہ اگر بہ نیت تکبر نہ ہوتو اسے حرام کہنا نہ چاہئے۔ خصوصا اس حالت میں کہ بعض علماء نے موضع جلوس تک بھی اجازت دی مگر حرام کہنے والے کو گنہگار بھی نہ کہیں گے جبکہ اس نے حرام بمعنی عام یعنی ممنوع لیا ہو جو مکروہ تحریمی کو شامل ہے۔'' (فتاوی رضویہ،22،ص182،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

اس پر دلائل دیتے ہوئے امام اہل سنت مزید فرماتے ہیں ''اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ میں ہے:

''اقل مقدارِ عذبہ چہار انگشت ست و تطویل آں | ترجمہ: پگڑی کے شملہ کی کم سے کم مقدار چار انگلیوں کے برابر ہے اور

متجاوز از نصف ظہر بدعت ست وداخل اسبال واسراف ممنوع واگر بطریق تکبر وخیلاء باشد حرام والا مکروہ مخالف سنت"

شملے کو اتنا لمبا رکھنا کہ آدھی پشت سے بھی آگے چلا جائے بدعت ہے کپڑا لٹکانے میں اسراف ہے جو ممنوع ہے۔ اور اگر تکبر اور تفاخر کے طور پر ہو تو حرام ہے۔ ورنہ مکروہ اور خلاف سنت ہے۔

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ المصابیح، کتاب اللباس، فصل دوم، ج3، ص545، مطبع نولکشور، لکھنؤ)

شرح شرعۃ الاسلام میں ہے:

"قال فی خذانۃ الفتاوٰی والمستحب ارسال ذنب العمامۃ بین کتفیہ الی وسط الظہر ومنہم من قال الی موضع الجلوس ومنہم من قدر بالشبر"

ترجمہ: خزانۃ الفتاوٰی میں فرمایا: پگڑی کا شملہ دو کندھوں کے درمیان نصف پشت تک لٹکانا مستحب (موجب ثواب) ہے۔ اور بعض اہل علم نے فرمایا: سرین تک ہو جبکہ بعض نے اس کی مقدار صرف ایک بالشت بتائی ہے۔

(شرح شرعۃ الاسلام، فصل فی سنن اللباس، ص283,284، مکتبہ الاسلامیہ، کوئٹہ)

عین العلم میں ہے:

"یرسل الذیل بین الکتفین الی قدر الشبر او موضع القعود او نصف الظہور وھو وسط مرضی والکل مروی"

ترجمہ: شملہ دو کندھوں کے درمیان ایک بالشت کی مقدار لٹکائے (اور چھوڑے) یا سرین تک ہو یا نصف پشت تک ہو اور یاہ متوسط اور پسندیدہ طریقہ ہے اور یہ سب کچھ مروی ہے۔

(عین العلم، الباب السابع فی الاتباع فی المعیشۃ، ص248، مطبع امرت پریس، لاہور)

شرح علامہ علی قاری میں ہے:

''الاول اشھر واکثر واظھر والکل قد جمعتہ فی رسالۃ مستقلۃ''	ترجمہ: پہلا قول اکثر ور زیادہ مشہور ہے اور زیادہ ظاہر ہے اور ان سب اقوال کو میں نے ایک مستقل رسالہ میں جمع کیا ہے۔

(شرح عین العلم لملا علی قاری، ص 248، مطبع امرت پریس، لاہور☆فتاوی رضویہ، 22، ص 182، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

بہارِ شریعت میں ہے ''شملہ کتنا ہونا چاہیے اس میں اختلاف ہے، زیادہ سے زیادہ اتنا ہو کہ بیٹھنے میں نہ دبے۔'' (بہار شریعت، حصہ16، ص418، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اَلْاِسْبَالُ فِی الْاِزَارِ، وَالْقَمِیصِ، وَالْعِمَامَةِ، مَنْ جَرَّ مِنْهَا شَيْئًا خُيَلَاءَ، لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))	ترجمہ: اسبال یعنی کپڑے کے نیچا کرنے کی ممانعت تہبند و قمیص و عمامہ سب میں ہے، جو ان میں کچھ بھی تکبر کے ساتھ چلا اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔

(سنن ابی داؤد، فی قدر موضع الازار، ج4، ص60، المکتبۃ العصریہ، بیروت☆سنن نسائی، اسبال الازار، ج8، ص208، مکتب المطبوعات الاسلامیہ، حلب)

بہارِ شریعت میں ہے ''دامنوں اور پائچوں میں اسبال یہ ہے کہ ٹخنوں سے نیچے ہوں اور آستینوں میں انگلیوں سے نیچے اور عمامہ میں یہ کہ بیٹھنے میں دبے۔

(بہار شریعت، حصہ3، ص632,633، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

شملے کا مذاق اڑانے کا حکم

سوال: عمامہ کے شملہ کا مذاق اڑانے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: فقہاء کرام نے اس کے ساتھ استہزا کو کفر ٹھہرایا ہے۔

(ملخصاً فتاوی رضویہ، ج6، ص208، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ترکِ شملہ کی صورت

سوال: کیا شملہ کو ترک کرنے کی کوئی صورت ہے؟

جواب: عمامہ کا شملہ کا چھوڑنا (رکھنا) یقیناً سنت مگر جہاں جہال اس پر ہنستے ہوں وہاں علمائے متاخرین نے غیر حالتِ نماز میں اس سے بچنا اختیار فرمایا جس کا منشاء حفظِ دینِ عوام ہے یعنی جاہل عوام اس کا مذاق اڑا کر کہیں دین سے ہاتھ نہ دھو بیٹھیں۔ (ملخصاً فتاوی رضویہ، ج12، ص314، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

شملہ کس طرف ہونا چاهیے؟

سوال: شملہ کس طرف ہونا چاہئے؟

جواب: عمامہ کا شملہ پیٹھ پر دونوں شانوں کے درمیان لٹکانا چاہیے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((عَلَيْكُمْ بِالْعَمَائِمِ فَإِنَّهَا سِيمَاءُ الْمَلٰئِكَةِ وَأَرْخُوْا لَهَا خَلْفَ ظُهُوْرِكُمْ)) عمامے اختیار کرو کہ وہ فرشتوں کے شعار ہیں اور ان کے شملے اپنے پسِ پُشت چھوڑو۔

(المعجم الکبیر، ج12، ص383، المکتبہ الفیصلیۃ، بیروت)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

((كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اعْتَمَّ سَدَلَ عِمَامَتَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ قَالَ نَافِعٌ: وَكَانَ ابْنُ

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عمامہ باندھتے تو دونوں شانوں کے درمیان شملہ لٹکاتے۔ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

كَتِفَيْهِ)) شانوں کے درمیان شملہ لٹکاتے۔

(جامع الترمذی،باب فی سدل العمامۃبین الکتفین،ج3،ص277،دارالغرب الاسلامی،بیروت)

فتاوی ہندیہ میں ہے:

"نُدِبَ۔۔إِرْسَالُ ذَنَبِ الْعِمَامَةِ بَيْنَ الْكَتِفَيْنِ إِلَى وَسَطِ الظَّهْرِ، كَذَا فِي الْكَنْزِ"

ترجمہ: عمامہ کے شملے کو دونوں شانوں کے درمیان لٹکانا مستحب ہے، ایسا ہی کنز میں ہے۔

(فتاوی ہندیہ،الباب التاسع فی اللبس ما یکرہ من ذلک ،ج5،ص330،دارالفکر،بیروت)

اور "کشف الالتباس فی استحباب اللباس" میں ہے:

"وَفِي الرَّوْضَةِ إِرْسَالِ ذَنَبِ الْعِمَامَةِ بَيْنَ الْكَتِفَيْنِ مَنْدُوبٌ وفرو گذاشتن شملہ پس پشت مستحب ست وسنت مؤکد ہ نیست"

ترجمہ: اور الروضہ میں ہے عمامہ کا شملہ دونوں شانوں کے درمیان لٹکانا مستحب ہے۔ اور شملہ پچھلی جانب لٹکانا مستحب ہے سنت مؤکدہ نہیں ہے۔

(کشف الالتباس فی استحباب اللباس،ص39،دار احیاء العلوم ، کراچی)

بہارِ شریعت میں ہے "عمامہ باندھے تو اس کا شملہ پیٹھ پر دونوں شانوں کے درمیان لٹکالے۔" (بہار شریعت،حصہ16،ص418،مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سوال: عمامہ کا شملہ بعض لوگ عمامہ کے اندر گھوس لیتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: بہارِ شریعت میں ہے "بعض (لوگ) شملہ کو اوپر لاکر عمامہ میں گھوس دیتے ہیں یہ بھی نہ چاہئے خصوصاً حالتِ نماز میں ایسا ہے تو نماز مکروہ ہوگی۔"

(بہار شریعت،حصہ 16،ص 61،مکتبۃ المدینہ ،کراچی)

عمامہ کی لمبائی

جواب: سات ہاتھ (ساڑھے تین گز) سے کم نہ ہو اور بارہ ہاتھ (چھ گز) سے زیادہ نہ ہو۔ مرقاۃ میں علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ہے:

((كَانَ لَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِمَامَةٌ قَصِيرَةٌ وَعِمَامَةٌ طَوِيلَةٌ، وَأَنَّ الْقَصِيرَةَ كَانَتْ سَبْعَةَ أَذْرُعٍ، وَالطَّوِيلَةَ اثْنَى عَشَرَ ذِرَاعًا))

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عمامہ چھوٹا تھا اور ایک بڑا۔ چھوٹا عمامہ سات ہاتھ کا اور بڑا عمامہ بارہ ہاتھ کا تھا۔"

(مرقاۃ المفاتیح، ج8، ص148، دار الفکر، بیروت)

بہار شریعت میں ہے "مرقاۃ شرح مشکوۃ میں مذکور ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چھوٹا عمامہ سات ہاتھ کا اور بڑا عمامہ بارہ ہاتھ کا تھا۔ بس اسی سنت کے مطابق عمامہ رکھے اس سے زیادہ بڑا نہ رکھے بعض لوگ بہت بڑے عمامے باندھتے ہیں، ایسا نہ کرے کہ سنت کے خلاف ہے۔ مارواڑ کے علاقے میں بہت سے لوگ پگڑیاں باندھتے ہیں، جو بہت کم چوڑی ہوتی ہیں اور چالیس پچاس گز لمبی ہوتی ہیں، اس طرح کی پگڑیاں مسلمان نہ باندھیں۔"

(بہار شریعت، حصہ 16، ص 62، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتاوی رضویہ میں کم از کم ڈھائی گز (پانچ ہاتھ) ارشاد فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "عمامہ میں سنت یہ ہے کہ ڈھائی گز سے کم نہ ہو نہ چھ گز سے زیادہ۔"

(فتاوی رضویہ، جلد22، صفحہ186، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

عمامہ کی چوڑائی

سوال: عمامہ کی چوڑائی کتنی ہونی چاہیے؟

جواب: عمامہ کی چوڑائی نصف گز تک ہونی چاہئے اس سے کچھ کم اس

سے کچھ زیادہ۔ (ضیاء القلوب فی لباس المحبوب، ص1)

رومال باندھنے کا حکم

سوال: اگر سر پر رومال باندھ کر نماز پڑھی جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: فتاوی رضویہ میں ہے ”رومال اگر بڑا ہو کہ اتنے پیچ آسکیں جو سر کو چھپالیں تو وہ عمامہ ہی ہوگیا، اور چھوٹا رومال جس سے صرف دو ایک پیچ آسکیں لپیٹنا مکروہ ہے۔“ (فتاوی رضویہ، ج7، ص299، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: بغیر ٹوپی کے رومال باندھا جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: فتاوی رضویہ میں ہے ”بغیر ٹوپی کے عمامہ بھی نہ چاہئے نہ کہ رومال، حدیث میں ہے:

((فَرْقُ مَابَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُشْرِكِيْنَ الْعَمَائِمُ عَلَى الْقَلَانِس)) ترجمہ: ہم میں اور مشرکوں میں ایک فرق یہ ہے کہ ہمارے عمامے ٹوپیوں پر ہوتے ہیں۔“

(سنن ابوداؤد، ج2، ص208، مطبوعہ آفتاب عالم پریس، لاہور)☆(فتاوی رضویہ، ج7، ص299، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سر پر گلوبند لپیٹ کر نماز پڑھانے کا حکم

سوال: کسی نے بغیر ٹوپی کے گلوبند سر میں لپیٹ کر نماز پڑھی یا پڑھائی، تو یہ نماز مکروہ تحریمی یا تنزیہی ہوئی یا نہیں؟

جواب: فتاوی رضویہ میں اس طرح کے سوال کے جواب میں امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”مخالف سنت ہوا، حدیث میں ہے:

((الفرق بيننا وبين المشركين العمائم على القلانس)) ترجمہ: ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق ٹوپیوں پر عمامہ باندھنا ہے۔

وقرر الشیخ قدس سرہ فی اللمعات ان تعمیم مشرکی العرب ثابت معلوم فالمعنی انا نجعل العمائم علی القلانس وھم یتعممون بدونھا۔

ترجمہ: اور شیخ قدس سرہ نے لمعات میں ثابت کیا ہے کہ مشرکین عرب کا عمامہ باندھنا ثابت ہے، اب معنی یہ ہوگا کہ ہم ٹوپیوں پر عمامہ باندھتے ہیں اور مشرکین ٹوپیوں کے بغیر۔

پھر اگر گلوبند چھوٹا ہو کہ ایک دو پیچ سے زائد نہ کر سکے تو یہ سنت عمامہ کا بھی ترک ہوگا۔ (فتاوی رضویہ، ج7، ص360، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

عمامہ پر مسح کرنے کا حکم

سوال: عمامہ پر مسح کرنا کیسا؟

جواب: دورانِ وضو عمامہ پر مسح کیا تو مسح نہ ہوگا ہاں اگر عمامہ ایسا ہو کہ پانی کی تری جس سے گزر کر سر تک پہنچ جائے تو ہو جائے گا۔ مؤطا امام مالک میں ہے:

((أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيَّ سُئِلَ عَنْ الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ فَقَالَ لَا حَتَّى يَمْسَحَ الشَّعْرَ بِالْمَاءِ))

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عمامہ پر مسح کا سوال کیا گیا تو ارشاد فرمایا: عمامہ پر مسح نہیں ہوگا، جب تک وہ بالوں کو پانی سے تر نہیں کرے گا۔

(مؤطا امام مالك رواية ابی مصعب الزہری، ج1، ص37، مؤسسة الرسالہ، بیروت)

طحطاوی میں ہے:

"(لَا يَصِحُّ الْمَسْحُ عَلٰى عِمَامَةٍ) اِلَّا اِذَانَفَذَتِ الْبِلَّةُ مِنهَااِلَى الرَّأْسِ وَاَصَابَتْ مِقْدَارَ الْفَرْضِ عَلَيْهِ حُمِلَ مَاوَرَدَ اَنَّهُ صَلّٰى

ترجمہ: عمامہ پر مسح کرنا صحیح نہیں، ہاں اگر اس کی تری سر تک بقدرِ فرض پہنچ گئی تو مسح ہو جائے گا، اور حضور صلّٰی

اللہ علیہ وسلم مَسَحَ عَلٰی عِمَامَتِہٖ کَمَا فِی السَّرَاجِ" اللہ علیہ وسلم کا عمامہ پر مسح کرنا اسی پر محمول ہے۔

(طحطاوی علی مراقی الفلاح، ص72، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

فتاوی رضویہ میں ہے "مسح کی نم سر کی کھال یا خاص سر پر جو بال ہیں (نہ وہ کہ سر سے نیچے لٹکے ہیں) اُن پر پہنچنا فرض ہے، عمامے، دوپٹے وغیرہ پر مسح ہرگز کافی نہیں مگر جب کہ کپڑا اتنا باریک اور نم اتنی کثیر ہو کہ کپڑے سے پھوٹ کر سر یا بالوں کی مقدار شرعی پر پہنچ جائے۔ (فتاوی رضویہ، ج1، الف، ص284تا289، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

عمامہ کے پیچ پر سجدہ کرنے کا حکم

سوال: عمامہ کے پیچ پر سجدہ کیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: عمامہ کے پیچ پر سجدہ کیا اگر ماتھا خوب جم گیا سجدہ ہو گیا اور ماتھا نہ جما بلکہ فقط چھو گیا کہ دبانے سے دبے گا یا سر کا کوئی حصہ لگا تو نہ ہوا۔

(بہار شریعت، حصہ3، ص40، ضیاء القرآن، لاہور)

ہدایہ میں ہے:

"فَاِنْ سَجَدَ عَلٰی کَوْرِ عِمَامَتِہٖ اَوْ فَاضِلِ ثَوْبِہٖ جَازَ لِاَنَّ النَّبِیَّ علیہ الصلوۃ والسلام کَانَ یَسْجُدُ عَلٰی کَوْرِ عِمَامَتِہٖ"

ترجمہ: اگر عمامہ کے پیچ یا فاضل کپڑے پر سجدہ کیا تو جائز ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عمامہ کے پیچ پر سجدہ کیا کرتے تھے۔

(الھدایہ مع البنایہ، ج2، ص242، المکتبۃ الغفاریہ، کوئٹہ)

ننگے سر نماز پڑھنے کا حکم

سوال: ننگے سر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: فتاوی رضویہ میں ہے "حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کریمہ

نماز مع کلاہ وعمامہ ہے اور فقہاء کرام نے ننگے سر نماز پڑھنے کو تین قسم کیا ہے اگر بہ نیت تواضع وعاجزی ہو تو جائز اور بوجہ کسل (سُستی کی وجہ سے) ہو تو مکروہ، اور معاذ اللہ نماز کو بے قدر اور ہلکا سمجھ کر ہو تو کفر۔"

(فتاوی رضویہ، ج7، ص389، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

حالتِ احرام میں عمامہ باندھنے کا حکم

سوال: احرام کی حالت میں مرد کا عمامہ وغیرہ سے سر چھپانا کیسا ہے؟

جواب: احرام کی حالت میں مرد کا عمامہ وغیرہ سے سر چھپانا ناجائز وگناہ اور جرمانے کا سبب ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا یَلْبَسُ الْمُحْرِمُ الْقَمِیصَ، وَلَا الْعِمَامَةَ، وَلَا السَّرَاوِیلَ۔۔الخ)) ترجمہ: محرم قمیص، عمامہ اور شلوار نہیں پہنے گا۔

(صحیح بخاری، باب فی العمائم، ج7، ص145، دار طوق النجاۃ)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "جو مرد اپنا سارا یا چوتھائی سر بحالت احرام چُھپائے جسے عادۃً سر چھپانا کہیں جیسے ٹوپی پہننا، عمامہ باندھنا، سر سے چادر اوڑھنا، دُھوپ کے باعث سر پر کپڑا اڈالنا، درد کے سبب سر کسنا، زخم کی وجہ سے پٹی باندھنا اس پر مطلقاً جرمانہ واجب ہے اگر چہ بھولے سے، اگر چہ سوتے میں، اگر چہ بیہوشی میں اگر چہ عذر سے۔

(فتاوی رضویہ، ج10، ص713، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

نوٹ: جرمانہ وغیرہ کی تفصیل کے لئے فتاوی رضویہ کا اسی مقام سے مطالعہ کریں۔

میت کو عمامہ باندھنے کا حکم

سوال: اگر کوئی مسلمان فوت ہو جائے تو اس کو عمامہ پہنا کر دفن کرنا کیسا؟

جواب: فقہاءِ احناف کے اس بارے میں دو قول ہیں: (1) ایسا کرنا مکروہ ہے (2) ایسا کرنا مستحسن (اچھا اور مستحب) ہے۔ چنانچہ مبسوط میں ہے:

''وَقَدْ كَرِهَهُ بَعْضُ مَشَايِخِنَا لِأَنَّهُ لَوْ فَعَلَ كَانَ الْكَفَنُ شَفْعًا وَالسُّنَّةُ فِيهِ أَنْ يَكُونَ وِتْرًا وَاسْتَحْسَنَهُ بَعْضُ مَشَايِخِنَا لِحَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِنَّهُ كَانَ يُعَمِّمُ الْمَيِّتَ''

ترجمہ: ہمارے بعض مشائخ نے میت کو عمامہ پہنانے کو مکروہ قرار دیا ہے کیونکہ اگر ایسا کیا تو کفن جفت ہو جائے گا جبکہ اس میں سنت یہ ہے کہ طاق ہو، اور ہمارے بعض مشائخ نے اس کو مستحسن قرار دیا ہے، ان کی دلیل حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ وہ میت کو عمامہ پہناتے تھے۔

(مبسوط للسرخسی، باب غسل المیت، ج2، ص60، دار المعرفۃ، بیروت)

بدائع الصنائع میں ہے:

''وَقَدْ كَرِهَهُ بَعْضُ مَشَايِخِنَا لِأَنَّهُ لَوْ فُعِلَ ذَالِكَ لَصَارَ الْكَفَنُ شُفْعًا وَالسُّنَّةُ فِيهِ أَنْ يَّكُونَ وِتْرًا وَاسْتَحْسَنَهُ بَعْضُ مَشَايِخِنَا''

ترجمہ: اور بعض مشائخ نے کفن میں عمامہ کو مکروہ قرار دیا ہے کیونکہ اگر ایسا کیا جائے تو کفن جفت ہو جائے گا حالانکہ کفن میں کپڑوں کا طاق ہونا سنت ہے۔ اور بعض مشائخ نے کفن میں عمامہ کو مستحسن قرار دیا ہے۔

(بدائع الصنائع، ج2، ص324، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

ان دونوں اقوال کی تصحیح کی گئی ہے۔ چنانچہ درمختار کی عبارت ''(وَتُكْرَهُ

”هُوَ أَحَدُ تَصْحِيحَيْنِ قَالَ الْقُهُسْتَانِيُّ: وَ اسْتَحْسَنَ عَلَى الصَّحِيحِ الْعِمَامَةَ“

ترجمہ: کراہت والے قول کی تصحیح دو تصحیحوں میں سے ایک ہے، قہستانی نے کہا کہ صحیح قول پر عمامہ (میت کو پہنانا) مستحسن ہے۔

(ردالمحتار، باب صلاۃ الجنازۃ، ج2، ص202، دار الفکر، بیروت)

اس بارے میں ایک تیسرا قول بھی کہ بعض فقہاء نے صرف علماء اور اشراف (سادات) کے لیے اجازت دی ہے۔ درمختار میں ہے:

”وَاسْتَحْسَنَهَا الْمُتَأَخِّرُوْنَ لِلْعُلَمَاءِ وَالْأَشْرَافِ“

ترجمہ: متأخرین نے علماء واشراف کے لیے عمامہ پہنا کر دفن کرنے کو مستحسن قرار دیا ہے۔

(درمختار مع ردالمحتار، ج3، ص112، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

شامی میں ایک کا اور اضافہ کیا کہ جس نے وصیت کی ہو اسے بھی اجازت ہے۔ چنانچہ ردالمحتار میں ہے:

”إِذَا وَصّٰى بِأَنْ يُّكَفَّنَ فِيْ أَرْبَعَةٍ أَوْ خَمْسَةٍ فَإِنَّهٗ يَجُوْزُ“

جب کسی نے وصیت کی کہ اسے چار یا پانچ کپڑوں میں کفن دیا جائے تو جائز ہے۔

(ردالمحتار، ج3، ص112، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے بنایہ شرح ہدایہ میں تینوں اقوال کو بیان فرمایا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

”ولنا أن ابن عمر كفن ابنه واقدا فی خمسة أثواب، قميص وعمامة وثلاث لفائف

ترجمہ: ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے بیٹے واقد کو پانچ کپڑوں قمیص، عمامہ اور تین لفافوں میں دفن

وأوصى أنس إلى ابن سيرين رَحِمَهُ اللّٰهُ أن يغسله فغسله وكفنه في خمسة أثواب، أحدها العمامة ـ رواه ابن حرب في مسائله ـ وفي المبسوط: وكره بعض مشايخنا العمامة، لأنه يصير شفعا، واستحسنه بعض المشايخ لحديث ابن عمر المذكور، وكان يعمم الميت، ويجعل دفنها على الوجه، بخلاف الحي، لأنه للزينة في الحي. وفي المرغيناني: قال بعض المشايخ: إن كن عالما معروفا أو من الأشراف يعمم، وإن كان من الأوساط لا يعمم"

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کو وصیت کی کہ وہ انہیں غسل دیں، پس انہوں نے انہیں غسل دیا اور پانچ کپڑوں میں کفن دیا، ان میں سے ایک عمامہ تھا۔ اس کو ابن حرب نے اپنے مسائل میں ذکر کیا ہے، اور مبسوط میں ہے کہ ہمارے بعض مشائخ نے میت کو عمامہ پہنانے کو مکروہ قرار دیا ہے کیونکہ اس سے کفن جفت ہو جائے گا اور ہمارے بعض مشائخ نے اس کو مستحسن قرار دیا ہے، ان کی دلیل حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکورہ حدیث ہے کہ وہ میت کو عمامہ پہناتے تھے اور اس کا شملہ اس کے چہرے پر رکھتے تھے بخلاف زندہ شخص کے، کیونکہ زندہ میں عمامہ زینت کے لیے ہوتا ہے۔ مرغینانی میں ہے: بعض مشائخ نے فرمایا کہ اگر وہ معروف عالم ہو یا اشراف (سادات) میں سے ہو اسے عمامہ پہنایا جائے گا اور اگر اوساط میں سے ہو تو اسے عمامہ نہیں پہنایا جائے گا۔

(بنایہ شرح ہدایہ، مایجزئ فی الکفن بالنسبۃ للرجل، ج3، ص198، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

دلائل دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ''وجیز امام کردری کتاب الاستحان میں ہے:

''ذَكَرَ الْإِمَامُ الصَّفَّارُ لَوْ كُتِبَ عَلَى جَبْهَةِ الْمَيِّتِ أَوْ عَلَى عِمَامَتِهِ أَوْ كَفَنِهِ عَهْدُ نَامَهْ يُرْجَى أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ،تَعَالَى،لِلْمَيِّتِ وَيَجْعَلَهُ آمِنًا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ''

ترجمہ: امام صفار نے ذکر فرمایا کہ اگر میّت کی پیشانی یا عمامہ یا کفن پر عہد نامہ لکھ دیا جائے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بخش دے اور عذابِ قبر سے مامون کرے۔

(فتاوی برازیه علی هامش فتاوی ہندیه، کتاب الاستحسان، ج 6، ص379، مطبوعه نورانی کتب خانه، پشاور)

دُرِمختار میں ہے:

''كُتِبَ عَلَى جَبْهَةِ الْمَيِّتِ أَوْ عِمَامَتِهِ أَوْ كَفَنِهِ عَهْدُ نَامَهْ يُرْجَى أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لِلْمَيِّتِ.أَوْصَى بَعْضُهُمْ أَنْ يُكْتَبَ فِي جَبْهَتِهِ وَصَدْرِهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيم فَفُعِلَ ثُمَّ رُئِيَ فِي الْمَنَامِ فَسُئِلَ فَقَالَ:لَمَّا وُضِعْتُ فِي الْقَبْرِ جَاءَتْنِي مَلَائِكَةُ الْعَذَابِ، فَلَمَّا رَأَوْا مَكْتُوبًا عَلَى جَبْهَتِي بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيم قَالُوا:أَمِنْتَ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ''

ترجمہ: مُردے کی پیشانی یا عمامہ یا کفن پر عہد نامہ لکھنے سے اُس کے لئے بخشش کی امید ہے۔ کسی صاحب نے وصیت کی تھی کہ ان کی پیشانی اور سینے پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھ دیں، لکھ دی گئی، پھر خواب میں نظر آئے حال پوچھنے پر فرمایا جب میں قبر میں رکھا گیا عذاب کے فرشتے آئے میری پیشانی پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی دیکھی کہا تجھے عذابِ الٰہی سے امان ہے۔

(درمختار، باب صلوۃ الجنائز، ج1، ص126، مطبوعه مطبع مجتبائی، دہلی)☆(فتاوی رضویه، ج 9

،ص109تا112،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

مشہور اور فقیہ صحابی رسول **حضرت ابن عمر** رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے بارے میں عمامہ پہنا کر دفن کرنے کی وصیت فرمائی۔ جیسا کہ محیط للبرہانی میں ہے:

"مِنْهُمْ مَّنْ قَالَ يُعَمَّمُ لِاَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَوْصٰی بِهٖ"

ترجمہ: بعض فقہاء کہتے ہیں کہ میت کو عمامہ پہنایا جائے گا کیونکہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس کی وصیت کی تھی۔

(محیط للبرہانی ،ج3 ،ص66،ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ ،کراچی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے بیٹے کو عمامہ پہنا کر دفن کیا۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

"وَوَجْهُهُ بِاَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَفَّنَ اِبْنَهٗ فِيْ خَمْسَةِ اَثْوَابٍ قَمِيْصٍ وَعِمَامَةٍ وَّثَلَاثِ لَفَائِفَ۔۔رَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ"

ترجمہ: مستحسن والے قول کی وجہ یہ ہے کہ **حضرت ابن عمر** رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے بیٹے کو پانچ کپڑوں یعنی قمیص، عمامہ اور تین لفافوں میں کفن دیا۔ اس کو سعید بن منصور نے روایت کیا۔

(ردالمحتار،ج3،ص112،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ **ابوعمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر القرطبی** رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 463ھ) فرماتے ہیں:

((وكفن ابن عُمَرَ اِبْنَهٗ وَاقِدًا فِي خَمْسَةِ أَثْوَابٍ قَمِيصٍ وثلاث لفائف وعمامة))

ترجمہ: **حضرت ابن عمر** رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے بیٹے واقد کو پانچ کپڑوں قمیص، تین لفائف اور عمامہ میں کفن دیا۔

(الاستذکار [illegible] ج3، ص17 [illegible])

بلکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے تمام اہل وعیال کو عمامہ کے ساتھ دفن کرتے۔چنانچہ مصنف عبدالرزاق میں ہے:

((عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُكَفِّنُ أَهْلَهُ فِي خَمْسَةِ أَثْوَابٍ مِنْهَا عِمَامَةٌ وَقَمِيصٌ وَثَلَاثُ لَفَائِفَ))	ترجمہ:حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے اہل وعیال کو پانچ کپڑوں میں کفن دیتے تھے،اس میں عمامہ،قمیص اور تین لفافے ہوتے۔

(مصنف عبد الرزاق،باب الکفن،ج3،ص425،المجلس العلمی،ہند)

حافظ عبدالرزاق نے اس کی دوسندیں اور ذکر کی ہیں:

”عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِثْلَهُ“	ترجمہ:عبداللہ بن عمر نے نافع سے،انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

(مصنف عبد الرزاق،باب الکفن،ج3،ص425،المجلس العلمی،ہند)

مزید فرماتے ہیں:

((عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَهُ))	ترجمہ:ابن جریج سے ہے،یہ فرماتے ہیں:مجھے نافع نے خبر دی،انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی طرح روایت کیا۔

(مصنف عبد الرزاق،باب الکفن،ج3،ص425،المجلس العلمی،ہند)

بلکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہر میت کو عمامہ کے ساتھ دفناتے تھے۔ جیسا کہ بدائع الصنائع اور الاستذکار میں ہے:

”اِبْنُ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يُعَمِّمُ الْمَيِّتَ“	ترجمہ:بے شک ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما میت کو عمامہ پہنایا کرتے تھے۔

(بدائع الصنائع، ج 2، ص324، دار الکتب العلمیہ، بیروت☆الاستذکار، باب ماجاء فی کفن المیت، ج3، ص17، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

علامہ ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر القرطبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 463ھ) التمہید میں نقل کرتے ہیں:

((وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُعَمِّمُ الْمَيِّتَ وَيُسْدِلُ طَرَفَ الْعِمَامَةِ عَلَى وَجْهِهِ رَوَاهُ مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ وَرَوَاهُ ابْنُ جُرَيْجٍ وَ عَبْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ))

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما میت کو عمامہ پہناتے اور عمامہ کا شملہ اس کے منہ پر رکھتے، اسے معمر نے ایوب کے واسطے سے نافع سے روایت کیا ہے، اور جریج اور عبداللہ نے نافع سے روایت ہے اورانہوں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔

(التمہیدلما فی المؤطامن المعانی، الحدیث الخامس عشر، ج 22، ص144، وزارۃ عموم الاوقاف والشئون الاسلامیہ)

مصنف عبدالرزاق میں ہے:

((أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُسْدِلُ طَرَفَ الْعِمَامَةِ عَلَى وَجْهِ الْمَيِّتِ))

ترجمہ: مجھے معمر نے خبر دی ہے، وہ ایوب سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے نافع سے روایت کی ہے، وہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عمامہ کے شملے کو میت کے چہرے پر رکھتے تھے۔

(مصنف عبد الرزاق، باب الکفن، ج3، ص425، المجلس العلمی، ہند)

امام ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عمامہ کے ساتھ دفن کیا۔ چنانچہ بنایہ میں ہے:

رحمۃ اللہ أن یغسله فغسله و کفنه فی خمسة أثواب، أحدها العمامة ۔۔ رواه ابن حرب فی مسائله"

ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کو وصیت کی کہ وہ انہیں غسل دیں، پس انہوں نے انہیں غسل دیا اور پانچ کپڑوں میں کفن دیا، ان میں سے ایک عمامہ تھا۔اس کو ابن حرب نے اپنے مسائل میں ذکر کیا ہے۔

(بنایہ شرح ہدایہ،مایجزئ فی الکفن بالنسبۃ للرجل،ج3،ص198،دار الکتب العلمیہ،بیروت)

حضرت قتادہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں:

((کَانَ الْحَسَنُ یَقُوْلُ فِی الْمَیِّتِ:تُوضَعُ الْعِمَامَۃُ وَسَطَ رَأْسِہِ، ثُمَّ یُخَالَفُ بَیْنَ طَرَفَیْھَا ھٰکَذَا عَلٰی جَسَدِہٖ قَالَ: وَقَالَ ابْنُ سِیرِینَ:یُعَمَّمُ کَمَا یُعَمَّمُ الْحَیُّ))

ترجمہ:امام حسن میت کے بارے میں فرماتے ہیں:اس کا عمامہ سر کے درمیان رکھا جائے ،پھر اس کے شملے مخالف سائیڈوں پر رکھے جائیں ،ایسا ہی اس کے جسم پر،امام ابن سیرین نے فرمایا: میت کو ایسے ہی عمامہ پہنایا جائے جیسا کہ زندہ کو پہناتے ہیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ،العمامۃ للرجل کیف تصنع،ج2،ص467،مکتبۃ الرشد،الریاض)

علامہ ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر القرطبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 463ھ)التمہید میں نقل کرتے ہیں:

"قَالَ أَبُو عُمَرَ اسْتَحَبَّ مَالِكٌ أَنْ يُعَمَّمَ الْمَيِّتُ وَزَعَمَ أَصْحَابُهُ أَنَّ الْعِمَامَةَ عِنْدَهُمْ مَعْرُوفَةٌ بِالْمَدِينَةِ فِي كَفَنِ الرَّجُلِ"

ترجمہ:ابوعمر نے کہا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے میت کو عمامہ شریف پہنانے کو مستحب قرار دیتے ہیں اور ان کے اصحاب کا خیال یہ ہے کہ عمامہ مدینہ منورہ میں مرد کے کفن میں معروف ہے۔

والشئون الاسلامیہ)

میت کے عمامہ کا شملہ کہاں رکھا جائے

سوال: میت کو جب عمامہ پہنایا جائے تو اس کا شملہ کہاں رکھا جائے گا؟

جواب: اس کا شملہ چہرے پر رکھ دیا جائے۔ مصنف عبد الرزاق میں ہے:

((أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُسْدِلُ طَرَفَ الْعِمَامَةِ عَلَى وَجْهِ الْمَيِّتِ))

ترجمہ: حضرت نافع فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عمامہ کے شملے کو میت کے چہرے پر رکھتے تھے۔

(مصنف عبد الرزاق، باب الکفن، ج3، ص425، المجلس العلمی، ہند)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

"يُجْعَلُ ذَنَبُهَا عَلَى وَجْهِهِ بِخِلَافِ حَالِ الْحَيَاةِ"

ترجمہ: اور عمامہ کے شملے کو چہرے پر رکھا جائے گا بخلاف حیات کے۔

(فتاویٰ ہندیہ، ج1، ص160، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

کیونکہ حیات میں شملہ کندھوں کے درمیان رکھا جاتا ہے۔

قبروں پر عمامہ رکھنے کا حکم

سوال: قبروں پر عمامہ رکھنا کیسا ہے؟

جواب: لوگوں کی نگاہوں میں عظمت پیدا کرنے کی نیت سے اولیاء کرام اور علماء وصالحین کی قبروں پہ عمامہ وغیرہ رکھنا جائز ہے۔

روح البیان میں علامہ عارف باللہ امام عبد الغنی بن اسماعیل نابلسی حنفی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے رسالہ "کشف النور عن اصحاب القبور" کے حوالے سے درج ہے:

"فَبِنَاءُ الْقِبَابِ عَلَى قُبُورِ الْعُلَمَاءِ ...

ترجمہ: پس علماء کرام، اولیاء عظام اور نیک ...

وَالْاَوْلِيَاءِ وَالصُّلَحَاءِ وَوَضْعُ السُّتُوْرِ وَالْعَمَائِمِ وَالثِّيَابِ عَلٰى قُبُوْرِهِمْ اَمْرٌ جَائِزٌ اِذَا كَانَ الْقَصْدُ بِذٰلِكَ التَّعْظِيْمَ فِيْ اَعْيُنِ الْعَامَةِ حَتّٰى لَايَحْتَقِرُوْا صَاحِبَ الْقَبْرِ"

نیک لوگوں کی قبروں پر قبے یعنی گنبد تعمیر کرنا اوران کی قبروں پر چادریں چڑھانا، عمامے و کپڑے وغیرہ رکھنا جائز ہے جبکہ ان کاموں سے مقصد یہ ہو کہ عام لوگوں کی نظروں میں ان کی عظمت پیدا ہو یہاں تک کہ وہ صاحب قبر کے ادب و احترام سے غافل نہ رہیں۔

(تفسیر روح البیان،سورۃ التوبۃ،تحت الآیۃ انما یعمر مسٰجداللہ،ج 3،ص510،مکتبۃ القدس، کوئٹہ)

ردالمحتار میں ہے:

"كَرِهَ بَعْضُ الْفُقَهَاءِ وَضْعَ السُّتُوْرِ وَالْعَمَائِمِ وَالثِّيَابِ عَلَى قُبُوْرِ الصَّالِحِيْنَ وَالْاَوْلِيَاءِ قَالَ فِي فَتَاوَى الْحُجَّةِ وَتُكْرَهُ السُّتُوْرُ عَلَى الْقُبُوْرِ اهـ. وَلَكِنْ نَحْنُ نَقُوْلُ الْآنَ إذَا قَصَدَ بِهِ التَّعْظِيْمَ فِي عُيُوْنِ الْعَامَّةِ حَتّٰى لَا يَحْتَقِرُوْا صَاحِبَ الْقَبْرِ، وَلِجَلْبِ الْخُشُوْعِ وَالْاَدَبِ لِلْغَافِلِيْنَ الزَّائِرِيْنَ، فَهُوَ جَائِزٌ

ترجمہ:بعض فقہاء نے صالحین اور اولیاء کی قبور پر چادریں، عمامے اور کپڑے رکھنے کو مکروہ قرار دیا ہے، فتاوی الحجہ میں ہے کہ قبور پر چادریں چڑھانا مکروہ ہے، (علامہ شامی فرماتے ہیں:) لیکن اب ہم کہتے ہیں کہ جب رکھنے والا یہ قصد کرے کہ عوام کی نظروں میں ان کی عظمت پیدا ہو یہاں تک کہ وہ صاحب مزار کی تحقیر نہ کریں، اور مزار پر آنے والے غافل زائرین کے دلوں میں خشوع اور ادب پیدا ہو تو ایسا کرنا جائز

كَانَ بِدْعَةً فَهُوَ كَقَوْلِهِمْ بَعْدَ طَوَافِ الْوَدَاعِ يَرْجِعُ الْقَهْقَرَى، حَتَّى يَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ إِجْلَالًا لِلْبَيْتِ حَتَّى قَالَ فِي مِنْهَاجِ السَّالِكِينَ إِنَّهُ لَيْسَ فِيهِ سُنَّةٌ مَرْوِيَّةٌ، وَلَا أَثَرٌ مَحْكِيٌّ وَقَدْ فَعَلَهُ أَصْحَابُنَا اهـ كَذَا فِي كَشْفِ النُّورِ عَنْ أَصْحَابِ الْقُبُورِ لِلْأُسْتَاذِ عَبْدِ الْغَنِيِّ النَّابُلُسِيِّ قُدِّسَ سِرُّهُ''

ہے، اگر چہ یہ بدعت (حسنہ) ہے، یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ علماء فرماتے ہیں کہ خانہ کعبہ کا طواف کرنے والا بیت اللہ کی تعظیم کی وجہ سے طوافِ وداع کے بعد الٹے قدم واپس آئے یہاں تک کہ وہ مسجد الحرام سے باہر نکلے، یہاں تک کہ منہاج السالکین میں فرمایا کہ ایسا کرنا سنت اور اثر سے ثابت نہیں ہے اور (پھر بھی) ہمارے اصحاب نے ایسا کیا ہے (کیونکہ اس میں بیت اللہ کی تعظیم ہے)، ایسا ہی استاد عبد الغنی نابلسی قدس سرہ کی کتاب ''کشف النور عن اصحاب القبور'' میں ہے۔

(ردالمحتار، فصل فی اللبس، ج6، ص363، دار الفکر، بیروت)

دیگر انبیاء علیہم السلام کے عمامے

سوال: کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ بھی کسی نبی علیہ السلام کے عمامہ کا ذکر کتب میں ملتا ہے؟

جواب: جی ہاں! کتب تفاسیر میں لکھا ہے کہ تابوت سکینہ میں دیگر تبرکات کے ساتھ ساتھ حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ بھی تھا معالم التنزیل میں ہے:

''كَانَ فِيهِ عَصَا مُوسَى وَنَعْلَاهُ وَعِمَامَةُ هٰرُوْنَ وَعَصَاهُ''

ترجمہ: تابوت میں موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کا عصا اور ان کی نعلین اور ہارون علیہ الصلوۃ والسلام کا عمامہ و عصا تھا۔

امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''وہ تبرکات کیا تھے، موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کا عصا اور ان کی نعلین مبارک اور ہارون علیہ الصلوۃ والسلام کا عمامہ مقدسہ وغیرہا، ان کی برکات تھیں کہ بنی اسرائیل اس تابوت کو جس لڑائی میں آگے کرتے فتح پاتے اور جس مراد میں اس سے توسل کرتے اجابت دیکھتے۔''

(فتاوی رضویہ، ج 21، ص 400، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اور حدیقہ ندیہ وغیرہ کتب میں ہے کہ قربِ قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام اس حال میں تشریف لائیں گے کہ ان کے سر پر سبز عمامہ ہوگا۔

(الحدیقۃ الندیۃ، الباب الثانی، ج 1، ص 273، مکتبہ النوریہ الرضویہ، لاہور)

بلکہ فیض القدیر میں ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ عمامہ انبیاء ومرسلین علیہم السلام کی سنت اور طریقہ ہے، چنانچہ فیض القدیر میں ہے:

''ذکرہ ابن العربی قال والعمامة سنة المرسلین وعادة الأنبیاء والسادة''	ترجمہ: ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عمامہ مرسلین علیہم السلام کی سنت اور انبیاء علیہم السلام اور بڑے لوگوں کی عادت ہے۔

(فیض القدیر، جلد 4، صفحہ 429، المکتبۃ التجاریۃ الکبری، مصر)

عورتوں کے عمامہ باندھنے کا حکم

سوال: عورتوں کا عمامہ باندھنا کیسا ہے؟

جواب: ناجائز ہے کیونکہ یہ مردوں سے مشابہت اختیار کرنا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((لَعَنَ اللهُ الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ وَالْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ))	ترجمہ: اللہ کی لعنت ان عورتوں پر کہ مردوں کی وضع بنائیں اور ان مردوں پر کہ عورتوں کی وضع اختیار کریں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

((لَعَنَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ یَلْبَسُ لِبْسَۃَ الْمَرْأَۃِ وَالْمَرْأَۃَ تَلْبَسُ لِبْسَۃَ الرَّجُلِ))	ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس مرد پر لعنت کی جو عورت کا لباس پہنتا ہے اور اس عورت پر لعنت کی جو مردانہ لباس پہنتی ہے۔

(سنن ابی داؤد، باب فی لباس النساء، ج4، ص60، المکتبۃ العصریہ، بیروت)

امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں" زنان عرب جو اوڑھنی اوڑھتیں حفاظت کے لئے سر پر پیچ دے لیتیں اس پر ارشاد ہوا کہ ایک پیچ دیں دو نہ ہوں کہ عمامہ سے مشابہت نہ ہو عورت کو مرد، مرد کو عورت سے تشبہ حرام ہے، امام احمد وابوداؤد وحاکم نے بسند حسن ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی:

((ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دخل علیھا وھی تختمر فقال لیۃ لالیتین))	ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے تو (کیا دیکھا) کہ وہ اوڑھنی اوڑھ رہی ہیں تو ارشاد فرمایا سر پر صرف ایک پیچ، دو (2) پیچ نہ ہوں۔

(سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب کیف الاختمار، ج 2، ص212، آفتاب عالم پریس، لاہور☆ مسند احمد بن حنبل، عن ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، ج6، ص294، المکتب الاسلامی، بیروت)

تیسیر شرح جامع صغیر میں ہے:

"حذرا من التشبہ بالمتعممین"	ترجمہ: اس خطرہ سے کہ کہیں عمامہ باندھنے والے مردوں سے مشابہت نہ ہوجائے۔

(التیسیر شرح الجامع الصغیر، تحت حدیث لیۃ لالیتین، ج 2، ص335، مکتبۃ الامام الشافعی،

دیکھو تمام زنانہ لباس دفع تشبّہ کے لئے کافی نہ ہوا صرف دوپٹہ کے سر پر دو پیچ مورث تشبّہ ہوئے۔ (فتاوی رضویہ، ج24، ص536، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

عمامے کا تکیہ بنانا کیسا

سوال: عمامہ شریف کا تکیہ بنانا کیسا ہے؟

جواب: خلافِ ادب ہے اور اس سے نسیان پیدا ہوتا ہے۔ بہار شریعت میں ہے "پاجامہ کا تکیہ نہ بنائے کہ یہ ادب کے خلاف ہے اور عمامہ کا بھی تکیہ نہ بنائے۔" (بہار شریعت، حصہ16، ص660، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

ردالمحتار میں ہے:

"یُوَرِّثُ النِّسْیَانَ أَشْیَاءُ: مِنْھَا الْعِصْیَانُ۔۔۔ وَتَوَسُّدُ السَّرَاوِیلِ أَوْ الْعِمَامَۃِ، وَنَظَرُ الْجُنُبِ إِلَی السَّمَاءِ"

ترجمہ: جو چیزیں نسیان پیدا کرتی ہیں ان میں سے گناہ ہے، شلوار یا عمامہ کو تکیہ بنانا ہے اور جنبی کا آسمان کی طرف نظر کرنا ہے۔

(ردالمحتار، فرع البعد المانع من وصول النجاسۃ، ج1، ص225، دارالفکر، بیروت)

دورانِ نماز عمامہ زمین سے اٹھانا

سوال: نماز میں زمین سے عمامہ اٹھا کر سر پر رکھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر ایک ہاتھ سے اور بغیر تکرار کے ہو تو نماز فاسد نہیں ہوگی مگر ایسا کرنا مکروہ ہے۔ محیط برہانی میں ہے:

"ولو رفع العمامۃ من الرأس ووضعھا علی الأرض أو رفع العمامۃ عن الأرض ووضعھا علی

ترجمہ: اگر عمامہ سر سے اٹھایا اور زمین پر رکھا یا زمین سے اٹھا کر سر پر رکھا تو نماز فاسد نہیں ہوگی (یہ تب ہے

الرأس لا تفسد صلاته أنه يحصل بيد واحدة من غير تكرار"	جب) یہ ایک ہاتھ سے بغیر تکرار کے حاصل ہو۔

(محیط برہانی، الفصل السادس فی التغنی والالحان، ج1، ص397، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

فتاوی ہندیہ میں ہے:

"وَإِنْ رَفَعَ الْعِمَامَةَ مِنْ رَأْسِهِ وَوَضَعَهَا عَلَى الْأَرْضِ أَوْ رَفَعَهَا مِنْ الْأَرْضِ وَوَضَعَهَا عَلَى رَأْسِهِ لَا يُفْسِدُ وَلَكِنَّهُ يُكْرَهُ. كَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ"	ترجمہ: اگر عمامہ سر سے اٹھایا اور زمین پر رکھا یا زمین سے اٹھا کر سر پر رکھا تو نماز فاسد نہیں ہوگی مگر یہ مکروہ ہے، ایسا ہی السراج الوھاج میں ہے۔

(فتاوی ہندیہ، الفصل الثانی فیما یکرہ فی الصلاۃ، ج1، ص108، دار الفکر، بیروت)

بہارِ شریعت میں ہے "عمامہ کو سر سے اتار کر زمین پر رکھ دینا، یا زمین سے اٹھا کر سر پر رکھ لینا مفسدِ نماز نہیں، البتہ مکروہ ہے۔"

(بہار شریعت، ج3، ص634، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

ریشمی عمامہ پہننے کا حکم

سوال: مردوں کو ریشمی عمامہ پہننا کیسا؟

جواب: ناجائز و حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيرَ وَلَا الدِّيبَاجَ، وَلَا تَشْرَبُوا فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ))	ترجمہ: ریشم نہ پہنو اور سونے چاندی کے برتنوں میں نہ پیو۔

(صحیح بخاری، باب الاکل فی اناء مفضض، ج7، ص77، دار طوق النجاۃ)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((حُرِّمَ لِبَاسُ الْحَرِيرِ وَ الذَّهَبِ	ترجمہ: ریشم کا لباس اور سونا میری امت

عَلٰی ذُکُوْرِ اُمَّتِیْ وَاُحِلَّ کے مردوں پر حرام اور میری امت کی
لِاِنَاثِهِمْ)) عورتوں پر حلال ہے۔

(جامع الترمذی، باب ماجاء فی الحریر والذہب، ج3، ص269، دار الغرب الاسلامی، بیروت)

ریشم کی لیس کا حکم

سوال: اگر عمامہ کے کناروں ریشم کی لیس لگی ہو تو کب جائز اور کب ناجائز ہے؟

جواب: بہار شریعت میں ہے ''مردوں کے کپڑوں میں ریشم کی گوٹ چار انگل تک کی جائز ہے اس سے زیادہ ناجائز، یعنی اس کی چوڑائی چار انگل تک ہو، لمبائی کا شمار نہیں۔ اسی طرح اگر کپڑے کا کنارہ ریشم سے بُنا ہو جیسا کہ بعض عمامے یا چادروں یا تہبند کے کنارے اس طرح کے ہوتے ہیں، اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر چار انگل تک کا کنارہ ہو تو جائز ہے، ورنہ ناجائز۔ یعنی جبکہ اس کنارہ کی بناوٹ بھی ریشم کی ہو اور اگر سوت کی بناوٹ ہو تو چار انگل سے زیادہ بھی جائز ہے۔ عمامہ یا چادر کے پلّو ریشم سے بُنے ہوں تو چونکہ بانا ریشم کا ہونا ناجائز ہے، لہٰذا یہ پلّو بھی چار انگل تک کا ہی ہونا چاہیے زیادہ نہ ہو۔ (بہار شریعت، حصہ16، ص411، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

مزید فرماتے ہیں ''ٹوپی میں لیس لگائی گئی یا عمامہ میں گوٹا لچکا لگایا گیا، اگر یہ چار انگل سے کم چوڑا ہے جائز ہے ورنہ نہیں۔''

(بہار شریعت، حصہ16، ص412، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

عمامے کے کنارے زری کے ہوں تو

سوال: عمامے کے کنارے زری ہوں تو کیا حکم ہے؟

جواب: بہار شریعت میں ہے ''سونے چاندی سے کپڑا بُنا جائے جیسا کہ

طرح بنارسی عمامہ کے کنارے اور دونوں طرف کے حاشیے زری کے ہوتے ہیں ان کا یہ حکم ہے کہ اگر ایک جگہ چار انگل سے زیادہ ہو تو ناجائز ہے، ورنہ جائز، مگر کمخواب اور پوت میں چونکہ تانا بانا دونوں ریشم ہوتا ہے، لہٰذا زری اگر چہ چار انگل سے کم ہو، جب بھی ناجائز ہے۔ (بہار شریعت، حصہ16، ص412، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

ریشم کی ٹوپی ہو تو

سوال: اگر ریشم کی ٹوپی ہو مگر عمامہ کے نیچے ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب: تب بھی ناجائز ہی ہے۔ درمختار میں ہے:

"تُکْرَہُ (الْقَلَنْسُوَۃُ وَإِنْ کَانَتْ تَحْتَ الْعِمَامَۃِ)" ترجمہ: ریشمی ٹوپی مکروہ ہے اگر چہ عمامے کے نیچے ہو۔

(درمختار، فصل فی للبس، ج6، ص354، دار الفکر، بیروت)

بہار شریعت میں ہے "ریشم کی ٹوپی اگر چہ عمامہ کے نیچے ہو، یہ بھی ناجائز ہے۔ اسی طرح زری کی ٹوپی بھی ناجائز ہے، اگر چہ عمامہ کے نیچے ہو۔ زریں کلاہ جو افغانی اور سرحدی اور پنجابی عمامہ کے نیچے پہنتے ہیں اور وہ مغرق ہوتی ہے اور اس کا کام چار انگل سے زیادہ ہوتا ہے یہ ناجائز ہے، ہاں اگر چار انگل یا کم ہو تو جائز ہے۔

(بہار شریعت، حصہ16، ص413، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

دوسروں کو عمامہ باندھنا

سوال: کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی صحابی کو خود عمامہ باندھا ہے؟

جواب: جی ہاں! سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعض صحابہ کرام کو خود اپنے مبارک ہاتھوں سے عمامہ باندھا ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ

((عَمَّمَنِی رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَدَلَهَا بَیْنَ یَدَیَّ، وَمِنْ خَلْفِی)) ترجمہ: مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمامہ باندھا اور آگے پیچھے دو شملے چھوڑے۔

(سنن ابی داؤد، باب فی العمائم، ج4، ص55، المکتبۃ العصریہ، بیروت)

عبد الاعلیٰ بن عدی سے روایت ہے، کہتے ہیں:

((أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَعَا عَلِیَّ بْنَ أَبِی طَالِبٍ یَوْمَ غَدِیرِ خُمٍّ فَعَمَّمَهُ، وَأَرْخَی عَذَبَةَ الْعِمَامَةِ مِنْ خَلْفِهِ، ثُمَّ قَالَ :هَكَذَا فَاعْتَمُّوا، فَإِنَّ الْعَمَائِمَ سِيمَا الاسلام وَهِیَ حَاجِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِینَ وَالْمُشْرِكِینَ)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غدیر خم والے دن بلایا، پس ان کو عمامہ باندھا اور عمامہ کا شملہ پیچھے رکھا، پھر ارشاد فرمایا: ایسے عمامہ باندھو، بے شک عمامہ اسلام کی علامت اور مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان فرق کرنے والا ہے۔

(معرفۃ الصحابہ لابی نعیم، عبد الاعلی بن عدی البھرانی، ج4، ص1883، دار الوطن للنشر، الریاض☆کنز العمال، آداب التعمیم، ج15، ص483، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت☆اسد الغابۃ، عبد الاعلی بن عدی، ج3، ص170، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

ان احادیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی دوسرے سے عمامہ بندھوانے میں حرج نہیں۔

عمامے سے ہاتھ پونچھنے کا حکم

سوال: کیا کھانے کے بعد عمامہ شریف سے ہاتھ پونچھ سکتے ہیں؟

جواب: کھانے کے بعد جب تک ہاتھوں میں کھانے وغیرہ کی چکنائی لگی ہو عمامہ سے پونچھنا ناجائز ہے۔ امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فتاوی

رضویہ فرماتے ہیں ''رہا وہ جو قنیہ میں آیا ہے کہ اپنے کپڑے اور عمامے سے پونچھنا ناجائز ہے، تو یہ کھانے کے بعد ہاتھ پونچھنے سے متعلق ہے، اس لئے کہ اس میں پہلے امام علاؤ الدین سغدی کے لئے ''عس'' کا رمز دے کر ذکر کیا ہے کہ کاغذ سے ہاتھ پونچھنا جائز ہے۔ پھر محیط کے لئے ''ط'' کا رمز دے کر ذکر کیا ہے کہ ولیمہ کے اندر انگلیاں پونچھنے کے لئے کاغذ کا استعمال مکروہ ہے اور اپنے کپڑے یا دستار (عمامہ) سے ہاتھ پونچھنا، ناجائز ہے۔''

(فتاوی رضویه، ج1، الف، ص332تا337، رضا فائونڈیشن، لاہور)

مزید فرماتے ہیں:

''اقول: انما لم يجز بثياب اللبس والعمامة لانه يفسدها وافساد المال لايجوز ويتحصل من هذا ان محله ماذا مسح قبل الغسل وكذا بعده ان كان فيه دسم اورائحة تكره من الثوب وان احبّت فی الطعام والا فلامانع فيما يظهر''

ترجمہ: میں کہتا ہوں: پہننے کے کپڑوں اور عمامہ سے ناجائز اسی لئے ہے کہ پونچھنے سے وہ خراب ہو جائیں گے اور مال خراب کرنا جائز نہیں اور اس سے یہ حاصل ہوتا ہے کہ عدمِ جواز اس صورت میں ہے جب کھانے میں چکنائی یا ایسی بو ہو جو کپڑے میں ناپسند ہوتی ہے اگرچہ کھانے میں پسندیدہ ہو ورنہ بظاہر اس سے کوئی مانع نہیں۔

(فتاوی رضویه، ج1، الف، ص332تا337، رضا فائونڈیشن، لاہور)

ایک غلط وموضوع روایت

سوال: ایک واعظ نے یہ بیان کیا کہ ایک مرتبہ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ تم وحی کہاں سے اور کس طرح

دریافت فرمایا کہ کبھی تم نے پردہ اٹھا کر دیکھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میری یہ مجال نہیں کہ پردہ کو اٹھاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ اب کی مرتبہ پردہ اٹھا کر دیکھنا۔ حضرت جبرئیل نے ایسا ہی کیا، کیا دیکھتے ہیں کہ پردہ کے اندر خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ افروز ہیں اور **عمامہ** سر پر باندھے ہیں اور سامنے شیشہ رکھا ہے اور فرمارہے ہیں کہ میرے بندے کو یہ ہدایت کرنا، یہ روایت کہاں تک صحیح ہے، اگر غلط ہے تو اس کا بیان کرنے والا کس حکم کے تحت میں داخل ہے؟

جواب: امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے یہی سوال ہوا تو جواباً ارشاد فرمایا ''یہ روایت محض جھوٹ اور کذب وافتراء ہے اور اس کا بیان کرنے والا ابلیس کا مسخرہ اور اگر اس کے ظاہر مضمون کا معتقد ہے تو صریح کافر (ہے)۔''

(فتاوی رضویہ، ج14، ص307تا311، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

عمامہ چادر کے نیچے ہونا چاہیے

سوال: دورانِ نماز اگر چادر اوڑھی ہو، تو اسے عمامہ یا ٹوپی کے اوپر سے اوڑھنا چاہیے یا کندھوں کے اوپر سے؟

جواب: دورانِ نماز چادر عمامہ یا ٹوپی کے اوپر سے اوڑھنا چاہیے۔ ابو نعیم نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((لاینظر اللہ الی قوم لایجعلون عمائمھم تحت ردائھم یعنی فی الصلوۃ))	ترجمہ: اللہ تعالیٰ اُس قوم کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا جو نماز میں اپنے عمامے اپنی چادروں کے نیچے نہیں کرتے۔

(الفردوس بمأثور الخطاب، ج5، ص146، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمامے کا نام

سوال: کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی عمامہ کا کوئی نام بھی ہے۔

جواب: جی ہاں! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عمامے کا نام ''سحاب'' تھا۔

امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں:

((و کانت له عمامة تسمی السحاب فوهبها من علی فربما طلع علی فیها فیقول صلی اللہ علیہ وسلم أتاکم علی فی السحاب))	ترجمہ: حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک عمامہ تھا جسے ''سحاب'' کہا جاتا تھا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ عمامہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہبہ کر دیا یعنی تحفہ میں دے دیا، کبھی کبھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے باندھ کر آتے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: تمہارے پاس علی ''سحاب'' میں آئے ہیں۔

(احیاء علوم الدین، کتاب اداب المعیشۃ واخلاق النبوۃ، ج2، ص375، دار المعرفۃ، بیروت)

التیسیر شرح جامع صغیر میں ہے:

((كَانَ لَهُ عِمَامَةَ تسمی السَّحَاب کساها علیا))	ترجمہ: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عمامہ شریف تھا جس کا نام سحاب تھا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرما دیا تھا۔

(التیسیر شرح جامع صغیر، باب کان وھی الشمائل الشریفہ، 2، ص274، مکتبۃ الامام الشافعی، الریاض)

دلیل الفالحین اور اسد الغابہ میں بھی یہی موجود ہے۔

(دلیل الفالحین لطرق ریاض الصالحین، باب استحباب الابتداء بالیمین، ج5، ص292، دار المعرفہ، بیروت ☆ اسد الغابہ، ذکر لباسہ وسلاحہ ودوابہ، ج1، ص37، دار الفکر، بیروت)

عمامے کو گرد سے بچانے کے لیے

سوال: عمامہ کو گرد سے بچانے کے لیے پہنے ہوئے کپڑے پر سجدہ کیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: عمامہ کو گرد سے بچانے کے لیے پہنے ہوئے کپڑے پر سجدہ کیا تو حرج نہیں اور چہرے کو خاک سے بچانے کے لیے کیا، تو مکروہ ہے۔

(بہار شریعت، حصہ3، ص529، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

درمختار میں ہے:

”وَفِی الزَّیْلَعِیِّ: إنْ لِدَفْعِ تُرَابٍ عَنْ وَجْهِهِ کُرِهَ، وَعَنْ عِمَامَتِهِ لَا“	ترجمہ: زیلعی میں ہے: اگر چہرے کو خاک سے بچانے کے لیے ایسا کیا تو مکروہ ہے اور اگر عمامہ کو بچانے کے لیے کیا تو مکروہ نہیں۔

(درمختار، فروع قرء بالفارسیۃ، ج1، ص502، دار الفکر، بیروت)

دورانِ مسح عمامہ کو چھونا

سوال: اگر کسی نے سر کا مسح کیا، پھر ہاتھوں سے عمامہ کو چھولیا تو کانوں کا مسح کرنے کے لیے کیا نیا پانی لینا ضروری ہے؟

جواب: اگر عمامہ کو چھونے کے بعد بھی ہاتھوں میں تری موجود ہو تو اسی سے مسح کر لینے میں حرج نہیں، اور اگر ہاتھوں سے تری ختم ہو جائے تو نیا پانی لینا پڑے گا۔ درمختار میں ہے:

”لٰكِنْ لَوْ مَسَّ عِمَامَتَهُ فَلَا بُدَّ مِنْ مَاءٍ جَدِيدٍ“	ترجمہ: لیکن کانوں کے مسح سے پہلے ہاتھوں سے عمامہ کو چھولیا تو نیا پانی لینا ضروری ہے۔

(درمختار، سنن الوضوء، ج1، ص122، دار الفکر، بیروت)

اس کے تحت ردالمحتار میں علامہ ابن شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''وَلَعَلَّهُ مَحْمُولٌ عَلَى مَا إِذَا انْعَدَمَتُ الْبِلَّةُ بِمَسِّ الْعِمَامَةِ . قَالَ فِي الْفَتْحِ:وَإِذَا انْعَدَمَتُ الْبِلَّةُ لَمْ يَكُنْ بُدٌّ مِنَ الْأَخْذِ''

ترجمہ:شاید یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب عمامہ کو چھونے سے ہاتھوں سے تری ختم ہوجائے،فتح القدیر میں ہے:جب تری معدوم ہوجائے تو دوبارہ ہاتھ تر کرنا ضروری ہے۔

(ردالمحتار علی الدر المختار،سنن الوضوء،ج1،ص122،دار الفکر،بیروت)

تنبیہ:اس سے ایک اور مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ عمامہ پہننے والے سر کے مسح کے لیے بعض اوقات پہلے ہاتھ تر کرتے ہیں پھر عمامہ اتارتے ہیں، پھر مسح کرتے ہیں ،تو اس میں بھی یہی مسئلہ ہوگا کہ اگر عمامہ اتارنے اور چھونے سے ہاتھ کی تری ختم ہوگئ تو دوبارہ ہاتھ تر کرنے ضروری ہیں اور اگر تری باقی ہے تو دوبارہ ہاتھ تر کرنا ضروری نہیں۔

ذمی کو عمامہ کی ممانعت

سوال:ذمی کافر(وہ کافر جو اسلامی ملک میں رہتا ہو اور جزیہ دیتا ہو) کو کیا عمامہ پہننے سے منع کیا جائے گا؟

جواب:جی ہاں!منع کیا جائے گا۔درمختار میں ہے:

''(وَيُمْنَعُ مِنْ لُبْسِ الْعِمَامَةِ)وَلَوْ زَرْقَاءَ أَوْ صَفْرَاءَ عَلَى الصَّوَابِ نَهْرٌ وَنَحْوُهُ فِي الْبَحْرِ''

ترجمہ:ذمی کافر کو عمامہ پہننے سے منع کیا جائے گا اگرچہ نیلا یا پیلا ہی کیوں نہ ہو،درست قول پر،نہر،ایسا ہی بحر الرائق میں ہے۔

(درمختار،مطلب فی احکام الکنائس والبیع،ج4،ص207،دار الفکر،بیروت)

بہار شریعت ہے''ذمی کافر مسلمانوں سے وضع قطع،لباس وغیرہ ہر بات میں ممتاز رکھا جائیگا جس قسم کا لباس مسلمانوں کا ہوگا وہ ذمی نہ پہنے ---عمامہ نہ

سربند کسے کہتے ہیں

سوال: سربند کسے کہتے ہیں؟

جواب: تیل کے استعمال کے بعد عمامہ کے نیچے سر پر عمامہ کو تیل سے بچانے کے لیے جو کپڑا رکھا جاتا ہے اسے سربند کہتے ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کا کثرت کے ساتھ استعمال فرماتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِر دهن رأسه وتسريحَ لحيته وَيُكْثِرُ الْقِنَاعَ كَأَنَّ ثَوْبَهُ ثَوْبُ زَيَّاتٍ))

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کثرت کے ساتھ سر مبارک پر تیل لگاتے، داڑھی شریف میں کنگا کرتے اور کثرت کے ساتھ قناع (سربند) استعمال فرماتے، سربند گویا کہ تیل والے کا کپڑا لگتا۔

(مشکاۃ المصابیح، الفصل الثانی، ج2، ص1264، المکتب الاسلامی، بیروت ☆ الشمائل المحمدیہ للترمذی، باب ماجاء فی تقنع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج1، ص88، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

"القناع" کی تعریف کرتے ہوئے علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"خِرْقَةٌ تُلْقَى عَلَى الرَّأْسِ تَحْتَ الْعِمَامَةِ بَعْدَ اسْتِعْمَالِ الدُّهْنِ وِقَايَةً لِلْعِمَامَةِ مِنْ أَثَرِ الدُّهْنِ"

ترجمہ: ایسا کپڑا جو تیل استعمال کرنے کے بعد عمامہ کے نیچے سر پر رکھا جائے عمامہ کو تیل کے اثر سے بچانے کے لیے۔

(مرقاۃ المفاتیح، باب الترجل، ج7، ص2824، دارالفکر، بیروت)

سب سے پہلے عمامہ کس نے پہنا

سوال: سب سے پہلے عمامہ کس نے پہنا؟

جواب: سب سے پہلے حضرت ذوالقرنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمامہ پہنا

۔حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

((انَّ ذَا الْقَرْنَيْنِ أَوَّلُ مَنْ لَبِسَ الْعِمَامَةَ)) ترجمہ: حضرت ذوالقرنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے عمامہ پہنا۔

(العظمة لابی شیخ الاصبھانی، قصه ذی القرنین، ج4، ص1470، دار العاصمة، الریاض ☆تفسیر درمنثور، ج5، ص436، دار الفکر، بیروت ☆تفسیر روح البیان، سورة الکھف، ج5، ص290، دار الفکر، بیروت)

امام ابوالشیخ اصبہانی (متوفی 369ھ) نے ''العظمۃ لابی شیخ الاصبہانی'' میں، امام جلال الدین سیوطی نے ''تفسیر درمنثور'' میں اور علامہ اسماعیل حقی نے ''تفسیر روح البیان'' میں ایک دلچسپ واقعہ نقل کیا ہے:

((عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ رحمۃ اللہ تعالیٰ، أَنَّ ذَا الْقَرْنَيْنِ أَوَّلُ مَنْ لَبِسَ الْعِمَامَةَ، وَذَاكَ أَنَّهُ كَانَ فِي رَأْسِهِ قَرْنَانِ كَالظِّلْفَيْنِ يَتَحَرَّكَانِ، فَلَبِسَ الْعِمَامَةَ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ، وَأَنَّهُ دَخَلَ الْحَمَّامَ، وَدَخَلَ كَاتِبُهُ مَعَهُ، فَوَضَعَ ذُو الْقَرْنَيْنِ الْعِمَامَةَ، فَقَالَ لَهُ ذُو الْقَرْنَيْنِ: هٰذَا أَمْرٌ لَمْ يَطَّلِعْ عَلَيْهِ خَلْقٌ غَيْرُكَ، فَإِنْ سَمِعْتُ بِهِ مِنْ أَحَدٍ قَتَلْتُكَ، قَالَ: فَخَرَجَ الْكَاتِبُ

ترجمہ: حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت ذوالقرنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے عمامہ شریف پہنا تھا، اس کا سبب یہ بنا کہ ان کے سر پر کھروں کی طرح دو حرکت کرنے والے سینگ تھے، پس وہ اس وجہ سے عمامہ پہنتے تھے، (ایک مرتبہ) وہ حمام میں داخل ہوئے، ان کے ساتھ ان کا کاتب بھی داخل ہوا، حضرت ذوالقرنین نے سر سے عمامہ اتارا، (کاتب نے سینگ دیکھ لیے تو) حضرت ذوالقرنین نے اس سے فرمایا: اس معاملے پر مخلوق میں تیرے سوا کوئی مطلع نہیں ہے، اگر میں نے کسی سے اس بارے میں سنا تو

الْمَوْتِ، قَالَ: فَأَتَى الصَّحْرَاءَ، فَوَضَعَ فَمَهُ بِالْأَرْضِ، ثُمَّ نَادَى: أَلَا إِنَّ لِلْمَلِكِ قَرْنَيْنِ، أَلَا إِنَّ لِلْمَلِكِ قَرْنَيْنِ، فَأَنْبَتَ اللّٰهُ عزوجل مِنْ كَلِمَتِهِ قَصَبَتَيْنِ، فَمَرَّ بِهِمَا رَاعٍ، فَأُعْجِبَ بِهِمَا، فَقَطَعَهُمَا وَاتَّخَذَهُمَا مِزْمَارًا، وَ كَانَ إِذَا زَمَرَ خَرَجَ مِنَ الْقَصَبَتَيْنِ: أَلَا إِنَّ لِلْمَلِكِ قَرْنَيْنِ، أَلَا إِنَّ لِلْمَلِكِ قَرْنَيْنِ، قَالَ: فَانْتَشَرَ ذٰلِكَ فِي الْمَدِينَةِ، فَأَرْسَلَ ذُو الْقَرْنَيْنِ إِلَى الْكَاتِبِ، فَقَالَ: لَتَصْدُقَنِّي أَوْ لَأَقْتُلَنَّكَ، قَالَ: فَقَصَّ عَلَيْهِ الْكَاتِبُ الْقِصَّةَ، فَقَالَ ذُو الْقَرْنَيْنِ: هٰذَا أَمْرٌ أَرَادَ اللّٰهُ عزوجل أَنْ يُبْدِيَهُ))

پیٹ کا ہلکا تھا، بات چھپانا اس کے لیے مشکل ہوگیا، یہاں تک کہ یہ بات چھپانے کی وجہ سے) اس کی حالت مرنے والی ہوگئی، وہ صحراء میں آیا اور اپنا منہ زمین پر رکھا، پھر ندا کی: سن لو بادشاہ کے دو سینگ ہیں، سن لو بادشاہ کے دو سینگ ہیں، (تب اسے سکون ملا)، اللہ عزوجل نے اس کے کلام سے دو بانس اگائے، وہاں سے ایک چرواہا گزرا، اسے یہ بانس پسند آئے، اس نے انہیں کاٹا اور ان کے مزامیر بنائے، وہ جب بھی انہیں بجاتا تو اس سے یہ آواز آتی: سن لو بادشاہ کے دو سینگ ہیں، سن لو بادشاہ کے دو سینگ ہیں، یہ بات پورے شہر میں پھیل گئی، حضرت ذوالقرنین نے کاتب کو بلایا اور اسے کہا: سچ سچ بتا دو، ورنہ تمہیں قتل کردوں گا، کاتب نے سارا قصہ بتادیا، تو حضرت ذوالقرنین نے فرمایا: اللہ عزوجل نے چاہا کہ یہ معاملہ ظاہر ہوجائے (لہذا اسے چھوڑ دیا)۔

(العظمۃ لابی شیخ الاصبہانی، قصہ ذی القرنین، ج4، ص1470، دار العاصمۃ، الریاض☆تفسیر درمنثور، ج5، ص436، دار الفکر، بیروت☆تفسیر روح البیان، سورۃ الکہف، ج5، ص290، دار الفکر، بیروت)

باب دوم: فضائلِ عمامہ

سوال: عمامہ کی فضیلت پر کچھ احادیث بیان فرمادیں۔

جواب: عمامہ کی فضیلت میں احادیثِ کثیرہ وارد ہیں، جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

مسلمانوں اور مشرکوں میں فرق

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((فَرْقُ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُشْرِكِينَ الْعَمَائِمُ عَلَى الْقَلَانِسِ)) ترجمہ: ہم میں اور مشرکوں میں فرق ٹوپیوں پر عمامے ہیں۔

(سنن ابی داؤد، ج 2، ص208، آفتاب عالم پریس، لاہور☆جامع الترمذی، باب العمائم علی القلانس، ج 3، ص300، دار الغرب الاسلامی، بیروت☆شعب الایمان، فصل فی العمائم، ج 8، ص296، مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع، ریاض)

ہر پیچ پر نور

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الْعِمَامَةُ عَلَى الْقَلَنْسُوَةِ فَصْلُ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُشْرِكِينَ يُعْطِى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِكُلِّ كَوْرَةٍ يُدَوِّرُهَا عَلٰى رَأْسِهٖ نُوْرًا)) ترجمہ: ٹوپی پر عمامہ ہمارا اور مشرکین کا فرق ہے ہر پیچ کہ مسلمان اپنے سر پر دے گا اس پر روزِ قیامت ایک نور عطا کیا جائے گا۔

(الجامع الصغیر، ج2، ص239، دار الفکر، بیروت☆کنز العمال بحوالہ باوردی، ج 15، ص305، مکتبہ التراث الاسلامی، بیروت)

عرب کے تاج

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((اَلْعَمَائِمُ تِیْجَانُ الْعَرَبِ)) ترجمہ: عمامے عرب کے تاج ہیں۔

(الفردوس ،ج3،ص87، دار الکتب العلمیۃ ،بیروت)

عزت اتار دیں گے

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((اَلْعَمَائِمُ تِیْجَانُ الْعَرَبِ فَاِذَا وَضَعُوا الْعَمَائِمَ وَضَعُوْا عِزَّهُمْ وَفِیْ لَفْظٍ وَضَعَ اللّٰهُ عِزَّهُمْ)) ترجمہ: عمامے عرب کے تاج ہیں جب عرب عمامہ چھوڑ دیں گے تو اپنی عزت اُتار دیں گے ۔اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی عزت اتار دے گا۔

(الجامع الصغیر ،ج4،ص 392،دار المعرفۃ، بیروت)

حلم بڑھے گا

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((اِعْتَمُّوْا تَزْدَادُوْا حِلْمًا)) ترجمہ: عمامہ باندھو تمہارا حلم بڑھے گا۔

(المعجم الکبیر،ج1،ص194، المکتبۃ الفیصلیۃ،بیروت☆المستدرک علی الصحیحین،اما حدیث ابن عباس،ج4،ص214،دار الکتب العلمیہ،بیروت)

امام حاکم اس حدیث پاک کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

''هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ وَلَمْ یُخَرِّجَاهُ'' ترجمہ: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور شیخین نے اس کی تخریج نہیں کی۔

(المستدرک علی الصحیحین،امام حدیث ابن عباس،ج4،ص214،دار الکتب العلمیہ،بیروت)

حلم بڑھے گا اور

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((اِعْتَمُّوْا تَزْدَادُوْا حِلْمًا وَالْعَمَائِمُ ترجمہ: عمامہ باندھو تمہارا حلم زیادہ ہوگا اور

تِیْجَانُ الْعَرَبِ)) عمامے عرب کے تاج ہیں۔

(شعب الایمان،ج5،ص176،دار الکتب العربیۃ،بیروت)

عمامہ اتار دیں گے تو

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((اَلْعَمَائِمُ وَقَارُ الْمُؤْمِنِ وَعِزُّ الْعَرَبِ فَاِذَاوَضَعَتِ الْعَرَبُ عَمَائِمَهَا وَضَعَتْ عِزَّهَا)) ترجمہ: عمامے مسلمان کے وقار اور عرب کی عزت ہیں تو جب عرب عمامے اتار دیں اپنی عزّت اتار دیں گے۔

(الفردوس ،ج3،ص88 دار الکتب العربیہ ،بیروت)

امت ہمیشہ حق پررہے گی جب تک

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((لَاتَزَالُ اُمَّتِی عَلَی الْفِطْرَةِ مَالَبِسُوْاالْعَمَائِمَ عَلَی الْقَلَانِسِ)) ترجمہ: میری امّت ہمیشہ دینِ حق پر رہے گی جب تک وہ ٹوپیوں پر عمامے باندھیں۔

(الفردوس،5،ص93،دار الکتب العربیہ ،بیروت)

کفر وایمان میں فرق کرنے والا

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰہَ اَمَدَّنِی یَوْمَ بَدْرٍ وَحُنَیْنٍ بِمَلٰئِکَةٍ یَعْتَمُّوْنَ هٰذِهِ الْعِمَامَةَ وَقَالَ اِنَّ الْعِمَامَةَ حَاجِزَةٌ بَیْنَ الْکُفْرِ وَالْاِیْمَانِ)) ترجمہ: بیشک اللہ عزوجل نے بدر و حنین کے دن ایسے ملائکہ سے میری مدد فرمائی جو اس طرز کا عمامہ باندھتے ہیں اور فرمایا بیشک عمامہ کفر و ایمان میں فارق ہے۔

(مسند أبی داود الطیالسی،أحادیث علی بن أبی طالب،جلد 1،صفحہ130،دار ہجر،مصر

☆السنن الکبریٰ للبیہقی،ج10،ص14، دار صادر، بیروت)

فرشتوں کا تاج

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمامہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

((ھٰکَذَا تَکُوْنُ تِیْجَانُ الْمَلٰئِکَۃِ)) ترجمہ:فرشتوں کے تاج ایسے ہوتے ہیں۔

(کنز العمال،ج15،ص484،مکتبۃ التراث الاسلامی ،بیروت)

فرشتوں کا شعار

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((عَلَیْکُمْ بِالْعَمَائِمِ فَاِنَّھَا سِیْمَاءُ الْمَلٰئِکَۃِ وَاَرْخُوْا لَھَا خَلْفَ ظُھُوْرِکُمْ)) ترجمہ:عمامے اختیار کرو کہ وہ فرشتوں کے شعار ہیں اور ان کے شملے اپنے پسِ پُشت چھوڑو۔

(المعجم الکبیر ،ج 12،ص383،المکتبہ الفیصلیۃ، بیروت☆شعب الایمان،فصل فی العمائم،ج8،ص295،مکتبۃ الرشد للنسر والتوزیع،ریاض)

اکثر ملائکہ باعمامہ

حدیث پاک میں ہے:

((عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ:عَمَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَأَرْخٰی لَہٗ أَرْبَعَ أَصَابِعَ، وَقَالَ :إِنِّی لَمَّا صَعِدْتُ إِلَی السَّمَاءِ رَأَیْتُ أَکْثَرَ الْمَلَائِکَۃِ مُعْتَمِّیْن)) ترجمہ:حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عمامہ شریف باندھا اور شملہ چار انگلیوں جتنا چھوڑا۔فرمایا جب میں آسمان پر گیا تو اکثر ملائکہ کو عمامہ باندھے دیکھا۔

(المعجم الاوسط،باب المیم،من اسمہ مقدام،،جلد8،صفحہ369،دار الحرمین ،القاہرۃ)

عماموں سے مکرم

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَکْرَمَ ھٰذِہٖ الْاُمَّۃُ بِالْعَصَائِبِ))

ترجمہ: بیشک اللہ عزوجل نے اس امّت کو عماموں سے مکرم فرمایا۔

(کنز العمال، ج15، ص307، مکتبۃ التراث الاسلامی، بیروت)

یھودونصارٰی کی مخالفت

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((اِعْتَمُّوْا خَالِفُوْا عَلَی الْاُمَمِ قَبْلَکُمْ))

ترجمہ: عمامے باندھو اگلی امتوں یعنی یہود و نصارٰی کی مخالفت کرو کہ وہ عمامہ نہیں باندھتے۔

(شعب الایمان، ج5، ص176، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

ہر پیچ پر نیکی

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((اَلْعَمَائِمُ تِیْجَانُ الْعَرَبِ فَاعْتَمُّوْا تَزْدَادُوْا حِلْمًا وَمَنِ اعْتَمَّ فَلَہٗ بِکُلِّ کَوْرٍ حَسَنَۃٌ فَاِذَا حَطَّ فَلَہٗ بِکُلِّ حَطَّۃٍ حُطَّ خِطِیْئَۃٌ))

ترجمہ: عمامے عرب کے تاج ہیں تو عمامہ باندھو تمہارا وقار بڑھے گا اور جو عمامہ باندھے اس کے لئے ہر پیچ پر ایک نیکی ہے اور جب (بلاضرورت یا ترک کے قصد پر) اتارے تو ہر اتارنے پر ایک خطا ہے یا جب (بضرورت بلا قصدِ ترک بلکہ بارادہ معاودت یعنی پھر پہننے کے ارادے سے) اتارے تو ہر پیچ اتارنے پر ایک گناہ اترے۔

(کنز العمال، ج15، ص308، مکتبۃ الاسلامی، بیروت)

ستر رکعتوں سے افضل

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((رَكْعَتَانِ بِعِمَامَةٍ خَيْرٌ مِّنْ سَبْعِيْنَ رَكْعَةً بِلَا عِمَامَةٍ))

ترجمہ: عمامہ کے ساتھ دو رکعتیں بے عمامے کی ستّر رکعتوں سے افضل ہیں۔

(الفردوس بماثور الخطاب، ج2، ص265، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

مسلمانوں کے تاج

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((فإن العمائم تيجان المسلمين))

ترجمہ: بے شک عمامے مسلمانوں کے تاج ہیں۔

(کنز العمال، فرع العمائم، ج15، ص307، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت)

سورج ڈوبنے تک سلام

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ الْمَلَائِكَةَ يَشْهَدُوْنَ الْجُمُعَةَ متعممين ويسلمون على أهل العمائم حَتَّى تغيب الشَّمْسُ))

ترجمہ: بے شک فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھے آتے ہیں اور سورج ڈوبنے تک عمامہ والوں پر سلام بھیجتے رہتے ہیں۔

(الفردوس بماثور الخطاب، باب الالف، ج1، ص202، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

اسلام کی علامت

حدیث پاک ہے:

((ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم دعا علی بن أبی طالب فعممه وأرخی عذبة العمامة من خلفه ثم قال هكذا فاعتموا فإن العمامة

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا، ان کو عمامہ باندھا اور عمامے کا شملہ ان کے پیچھے رکھا اور فرمایا: ایسے ہی عمامہ باندھو بے شک

سيما الإسلام، وهي حاجزة بين المسلمين والمشركين))

عمامہ اسلام کی علامت ہے اور یہ مسلمین اور مشرکین میں فرق کرنے والا ہے۔

(کنز العمال،فرع العمائم،ج15،ص483،مؤسسة الرسالہ،بیروت)

شیطان پیٹھ پھیر لے گا

مہران بن مہران رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، کہتے ہیں:

((دخلت على سالم بن عبدالله بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فحدثني مليا ثم التفت الي فقال يا ابا ايوب الا اخيرك بحديث تحبه وتحمله عني وتحدث به فقلت بلى قال دخلت على عبدالله بن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما وهويتعمم فلما فرغ التفت فقال اتحب العمامة قلت بلى قال احبها تكرم ولا يراك الشيطان الاولى (هاربا انى)سمعت رسول الله صلى اللہ تعالیٰ علیہ وسلم يقول صلاة

ترجمہ: میں سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے حدیث املاء کرائی پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے ابوایوب! کیا تجھے ایسی حدیث کہ خبر نہ دوں جو تجھے پسند ہو، اور اسے میری طرف سے روایت کرے اور اسے بیان کرے، میں نے عرض کیا کیوں نہیں، تو سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں میں اپنے والد ماجد عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حضور حاضر ہوا اور وُہ عمامہ باندھ رہے تھے، جب باندھ چکے میری طرف التفات کر کے فرمایا تم عمامہ کو دوست رکھتے ہو؟ میں نے عرض کی کیوں نہیں! فرمایا اسے دوست رکھو عزّت پاؤ گے اور جب شیطان تمہیں دیکھے گا تم سے پیٹھ پھیر لے گا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

تعدل خمسا وعشرین صلاۃ	نفل نماز خواہ فرض بے عمامہ کی پچیس نمازوں
بلا عمامۃ وجمعۃ بعمامۃ	کے برابر ہے اور عمامہ کے ساتھ ایک جمعہ بے
تعدل بسبعین جمعۃ بلا	عمامہ کے ستّر جمعوں کے برابر ہے۔ پھر ابن عمر
عمامۃ ای بنّی اعتم فان	رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: اے فرزند! عمامہ
الملئکۃ یشھدون یوم	باندھ کہ فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھے
الجمعۃ معتمین فیسلمون	آتے ہیں اور سورج ڈوبنے تک عمامہ والوں پر
علی اھل العمائم حتی	سلام بھیجتے رہتے ہیں۔
تغیب الشمس))	

(لسان المیزان حرف العین ،ترجمہ العباس بن کثیر ،ج 3،ص244، مطبوعہ دائرۃ المعارف النظامیہ،حیدر آباد دکن ☆تاریخ دمشق لابن عساکر،عبدان بن زرین بن محمد،ج 37، ص354، دارالفکر،بیروت)

عمامہ ڈھال ہے

حضرت اصمعی سے روایت ہے، حضرت ابوالاسود نے فرمایا:

((اَلْعِمَامَۃُ جُنَّۃٌ فِی الْحَرْبِ،	ترجمہ: عمامہ جنگ میں ڈھال ہے، گرمی
وَمَکَنَّۃٌ فِی الْحَرِّ وَالْقَرِّ، وَزِیَادَۃٌ	سردی سے بچاتا ہے، قد میں اضافہ کرتا ہے
فِی الْقَامَۃِ، وَھِیَ عَادَۃٌ مِنْ	اور یہ اہل عرب کی عادات واطوار میں سے
عَادَاتِ الْعَرَبِ))	ہے۔

(المجالسۃ وجواہر العلم،الجزء الخامس والعشرون،ج8،ص38،دارابن حزم،بیروت)

عمامہ والوں پر درود

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((اِنَّ اللہَ عزوجل وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ	بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود

عَلٰی اَصْحَابِ الْعَمَائِمِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ)) بھیجتے ہیں جمعہ کے روز عمامہ والوں پر۔

(مجمع الزوائد، ج2،ص176،دار الکتب العلمیہ،بیروت☆الجامع الصغیر،حرف الھمزہ،ج1،ص323،دار الفکر،بیروت)

پچیس نمازیں اور ستر جمعے

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((صَلَاۃُ تَطَوُّعٍ اَوْ فَرِیْضَۃٍ بِعِمَامَۃٍ تَعْدِلُ خَمْسًا وَّ عِشْرِیْنَ صَلٰوۃً بِلَا عِمَامَۃٍ وَجُمُعَۃٍ بِعِمَامَۃٍ تَعْدِلُ سَبْعِیْنَ جُمُعَۃً بِلَا عِمَامَۃٍ)) یعنی ایک نماز نفل ہو یا فرض عمامہ کے ساتھ پچیس نماز بے عمامہ کے برابر ہے اور ایک جمعہ عمامہ کے ساتھ ستّر جمعہ بے عمامہ کے ہمسر۔

(الجامع الصغیر،حرف الصاد،ج2،ص188،دار الفکر،بیروت☆کنز العمال،ج15،ص306، مکتبۃ التراث الاسلامی،بیروت)

دس ہزار نیکیاں

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((اَلصَّلَاۃُ فِی الْعِمَامَۃِ تَعْدِلُ بِعَشْرِ اٰلَافِ حَسَنَۃٍ)) عمامہ کے ساتھ نماز دس ہزار نیکی کے برابر ہے۔

(الفردوس،ج2،ص406،دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

سوال: عمامہ کے ساتھ نماز کی فضیلت پر جو آخری تین احادیث ہیں،ان کے بارے میں سنا ہے کہ وہ ضعیف ہیں، بلکہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ موضوع ہیں۔

جواب: اس طرح کے سوال کے جواب میں امام اہل سنت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں ''فضل صلاۃ بالعمامۃ میں احادیثِ مروی وہ اگرچہ ضعاف ہیں مگر در بارۂ فضائل ضعاف مقبول اور عند التحقیق ان

اگر چہ ضعیف ہیں مگر فضائل کے معاملہ میں ضعیف احادیث بھی مقبول ہوتی ہیں اور تحقیق یہ ہے کہ ان احادیث پر موضوع ہونے کا حکم لگانا درست نہیں ہے۔)

حدیث اوّل: رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((اِنَّ اللہَ عزوجل وَ مَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلٰی اَصْحَابِ الْعَمَائِمِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ)) یعنی بیشک اللہ عزوجل اور اسکے فرشتے جمعہ میں عمامہ باندھے ہوؤں پر درود بھیجتے ہیں۔

(الجامع الصغیر، ج2، ص270، دار المعرفۃ، بیروت)

اَوْرَدَ الْحَدِیْثَ فِیْ جَامِعِہِ الصَّغِیْرِ مُلْتَزِمًا اَنْ لَا یُوْرَدَ فِیْہِ مَوْضُوْعًا ترجمہ: امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنی کتاب جامع صغیر میں اسے نقل کیا ہے حالانکہ انہوں نے اس کتاب جامع صغیر میں اس بات کا التزام کر رکھا ہے کہ کوئی موضوع روایت اس میں ذکر نہ کی جائے گی۔

حدیث دوم: رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((صَلَاۃُ تَطَوُّعٍ اَوْ فَرِیْضَۃٍ بِعِمَامَۃٍ تَعْدِلُ خَمْسًا وَّ عِشْرِیْنَ صَلٰوۃً بِلَا عِمَامَۃٍ وَجُمُعَۃٍ بِعِمَامَۃٍ تَعْدِلُ سَبْعِیْنَ جُمُعَۃً بِلَا عِمَامَۃٍ)) یعنی ایک نماز نفل ہو یا فرض عمامہ کے ساتھ پچیس نماز بے عمامہ کے برابر ہے اور ایک جمعہ عمامہ کے ساتھ ستّر جمعہ بے عمامہ کے ہمسر۔

(الجامع الصغیر، حرف الصاد، ج2، ص188، دار الفکر، بیروت ☆ کنز العمال، ج15، ص306، مکتبۃ التراث الاسلامی، بیروت)

فِیْہِ مَجَاھِیْلُ قُلْتُ وَلَیْسَ فِیْھِمْ کَذَّابٌ وَلَا وَضَّاعٌ وَلَامُتَّھَمٌ بِہٖ وَلَا فِیْہِ مَا یَرُدُّہُ الشَّرْعُ اَوْ یَحِیْلُہٗ ترجمہ: اس میں مجہول راوی ہیں، میں کہتا ہوں ان میں سے کوئی بھی کذاب اور وضّاع (حدیث گھڑنے والا) نہیں اور نہ

اُلعَقلُ وَقَدْ اَوْرَدَہُ السُّیُوْطِی فِی اُلجَامِعِ الصَّغِیْرِ۔

ہی کوئی متہم بالوضع ہے اور نہ اس میں کوئی ایسی چیز ہے جس کو شریعت رد کرتی ہو یا اسے عقل محال تصور کرتی ہو، اسے امام سیوطی نے جامع صغیر میں نقل کیا ہے۔

حدیث سوم: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((اَلصَّلَاۃُ فِی الْعِمَامَۃِ تَعْدِلُ بِعَشْرَۃِ اٰلَافِ حَسَنَۃٍ))

یعنی عمامہ میں نماز دس ہزار نیکیوں کے برابر ہے۔

(الفردوس، ج2، ص406 دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

ھٰذَا ضَعِیْفٌ جِدًّافِیْہِ اَبَانُ مَتْرُوْکٌ،

ترجمہ: یہ نہایت ہی ضعیف ہے کیونکہ اس میں ابان متروک ہے۔

(ملخصاً فتاوی رضویہ، ج6، ص203، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ٹوپی کے بارے میں

سوال: ٹوپی پہننے کے بھی کچھ فضائل بیان فرمادیں؟

جواب: ٹوپی پہننا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے مگر اس کے بارے میں کوئی فضیلت کی روایت نظر سے نہیں گزری بلکہ بعض علماء فرماتے ہیں کہ احادیث اور کتب فقہ میں جو ٹوپی پہننے کا ذکر ہے اس سے مراد عمامہ کے نیچے ٹوپی پہننا ہے، بہر حال سنت اور فضیلت والا عمل عمامہ شریف پہننا ہے اور ٹوپی پہننے میں بھی حرج نہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

((اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَلْبَسُ قَلَنْسُوَۃً بَیْضَاءَ))

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفید رنگ کی ٹوپی پہنتے تھے۔

فتاوی ہندیہ میں ہے:

”وَلَا بَـأْسَ بِـلُبْسِ الْقَلَانِـسِ وَقَـدْ صَحَّ اَنَّـهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَـانَ يَـلْبَسُهَا، كَذَا فِي الْوَجِيزِ لِلْكَرْدَرِي“

ترجمہ: ٹوپی پہننے میں حرج نہیں، نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ٹوپی پہننا صحت کے ساتھ ثابت ہے، ایسا ہی الوجیز للکردری میں ہے۔

(فتاوی ہندیہ، الباب التاسع فی اللبس مایکرہ من ذلک، ج5، ص330، دار الفکر، بیروت)

اس مفہوم کی عبارت درج ذیل کتب فقہ میں بھی موجود ہے۔

(تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، وھبت مہرھا لزوجہا، ج 6، ص228، المطبعۃ الکبری، القاہرہ ☆ملتقی الابحر، مسائل شتی، ج 1، ص 491، دار الکتب العلمیہ، بیروت ☆بحر الرائق، مسائل متفرقۃ فی اللباس، ج8، ص555، دار الکتاب الاسلامی، بیروت ☆مجمع الانہر، کتاب الفرائض، ج 2، ص745، دار احیاء التراث العربی، بیروت ☆در مختار، مسائل شتی، ج6، ص755، دار الفکر، بیروت)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”ٹوپی پہننا خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے، مگر حضور علیہ الصلوۃ والسلام عمامہ بھی باندھتے تھے یعنی عمامہ کے نیچے ٹوپی ہوتی اور یہ فرمایا کہ: ہم میں اور اُن میں فرق ٹوپی پر عمامہ باندھنا ہے۔ یعنی ہم دونوں چیزیں رکھتے ہیں اور وہ صرف عمامہ ہی باندھتے ہیں، اس کے نیچے ٹوپی نہیں رکھتے۔ چنانچہ یہاں کے کفار بھی اگر پگڑی باندھتے ہیں تو اس کے نیچے ٹوپی نہیں پہنتے۔

بعض نے حدیث کا یہ مطلب بیان کیا کہ صرف ٹوپی پہننا مشرکین کا طریقہ ہے، مگر یہ قول صحیح نہیں کیونکہ مشرکینِ عرب بھی عمامہ باندھا کرتے تھے۔

(بہار شریعت، حصہ16، ص419، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

عظیم محدث علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لَبِسَ الْقَلَنْسُوَةَ بِغَيْرِ الْعِمَامَةِ" تعالیٰ علیہ وسلم نے بغیر عمامہ کے ٹوپی پہنی ہو۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب اللباس، ج 7، ص 2777، دار الفکر، بیروت)

یعنی جو احادیث اور کتب فقہ میں ٹوپی پہننے کا ذکر ہے اس سے مراد یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمامے کے نیچے ٹوپی پہنی ہے۔

ننگے سر رہنا سنت نہیں

سوال: بعض غیر مقلد ننگے سر رہتے ہیں اور ننگے سر ہی نماز پڑھتے ہیں، گویا یہ تاثر دیتے ہیں کہ ننگے سر رہنا ہی سنت ہے۔

جواب: سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، صحابہ کرام علیہم الرضوان اور تابعین عظام علیہم الرضوان کی سنت سر پر ٹوپی کے ساتھ عمامہ شریف باندھنا ہے، ننگے سر رہنا سنت نہیں ہے۔

عمامہ سنتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

((اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اعْتَمَّ أَرْخَى عِمَامَتَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ))

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب عمامہ پہنتے تو ایک شملہ آگے اور ایک پیچھے چھوڑتے تھے۔

(المعجم الاوسط، باب الالف، من اسمہ أحمد، جلد 1، صفحہ 110، دار الحرمین، القاہرۃ)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر وقت عمامہ شریف پہنتے یہاں تک کہ دورانِ وضو بھی عمامہ شریف نہ اتارتے، چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ قِطْرِيَّةٌ، فَأَدْخَلَ يَدَهُ مِنْ تَحْتِ الْعِمَامَةِ، فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِهِ، وَلَمْ يَنْقُضِ الْعِمَامَةَ))

کرتے دیکھا جبکہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر قطری عمامہ تھا پس آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنا دستِ مبارک عمامہ کے نیچے سے داخل کر کے اپنے سر کے اگلے حصہ کا مسح فرمایا اور عمامہ کو کھولا نہیں۔

(ابو داؤد، باب المسح علی العمامہ، ج 1، ص36، المکتبۃ العصریہ، بیروت☆ابن ماجہ، باب ماجاء فی المسح علی العمامہ، ج 1، ص187، دار احیاء الکتب العربیہ، حلب ☆المستدرک علی الصحیحین ، واما حدیث عائشۃ، ج 1 ، ص275، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

((اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ فَمَسَحَ عَلَى عِمَامَتِهِ وَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ))

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سر مبارک پر عمامہ تھا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے عمامہ اور ناصیہ (سر کے اگلے حصے پر) پر مسح فرمایا۔

(شرح معانی الاثار، باب فرض مسح الرأس فی الوضوء، ج1، ص30، عالم الکتب)

تھوڑے الفاظ کے اختلاف کے ساتھ یہ روایت صحیح مسلم میں بھی ہے۔

(صحیح مسلم، باب المسح علی الناصیۃ والعمامۃ، ج1، ص231، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

نماز میں بھی عمامہ سر مبارک پر ہوتا۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

((رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ عَلَى كَوْرِ الْعِمَامَةِ))

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عمامہ کے پیچ پر سجدہ کرتے دیکھا۔

(المعجم الاوسط، من اسمہ محمد، ج7، ص170، دار الحرمین، القاہرہ)

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

((انَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَسْجُدُ عَلَی کَوْرِ الْعِمَامَۃِ)) ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عمامہ کے پیچ پر سجدہ کیا کرتے تھے۔

(حلیۃ الاولیاء لابی نعیم، ج8، ص54، دار الکتاب العربی، بیروت)

عید کے موقع پر بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عمامہ شریف باندھتے تھے، چنانچہ سنن کبری للبیہقی میں ہے:

((کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْتَمُّ فِی کُلِّ عِیدٍ)) ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر عید والے دن عمامہ باندھتے تھے۔

(السنن الکبری للبیہقی، کتاب صلوٰۃ العیدین، باب الزینۃ للعید، جلد 3، صفحہ 397، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

فتح مکہ والے دن باعمامہ تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

((انَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ یَوْمَ فَتْحِ مَکَّۃَ، وَعَلَیْہِ عِمَامَۃٌ سَوْدَاء)) ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتح مکہ والے دن مکۃ المکرمہ میں اس حال میں داخل ہوئے کہ آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔

(صحیح مسلم، باب جوازِ دخول مکۃ بغیر احرام، ج 2، ص990، دار احیاء التراث العربی، بیروت ☆ جامع الترمذی، باب ماجاء فی العمامۃ السوداء، ج 3، ص277، دار الغرب الاسلامی، بیروت)

خطبہ دیتے ہوئے باعمامہ۔ حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

((انَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں

سَوْدَاءُ)) وسلم کے مبارک سر پر سیاہ عمامہ شریف تھا۔

(صحیح مسلم، باب جوازِ دخول مکۃ بغیر احرام، ج2، ص990، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **بعض اوقات صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اپنے مبارک ہاتھوں سے عمامہ باندھتے۔** حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں:

((عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: عَمَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ، وَأَرْخَى لَهُ أَرْبَعَ أَصَابِعَ، وَقَالَ: إِنِّي لَمَّا صَعِدْتُ إِلَى السَّمَاءِ رَأَيْتُ أَكْثَرَ الْمَلَائِكَةِ مُعْتَمِّينَ))

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عمامہ شریف باندھا اور شملہ چار انگلیوں جتنا چھوڑا۔ اور ارشاد فرمایا: جب میں آسمان پر گیا تو اکثر ملائکہ کو عمامہ باندھے دیکھا۔

(المعجم الاوسط، باب المیم، من اسمہ مقدام، جلد8، صفحہ369، دار الحرمین، القاہرۃ)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

((عَمَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَدَلَهَا بَيْنَ يَدَيَّ، وَمِنْ خَلْفِي))

ترجمہ: مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمامہ باندھا اور آگے پیچھے دو شملے چھوڑے۔

(سنن ابی داؤد، باب فی العمائم، ج4، ص55، المکتبۃ العصریہ، بیروت)

عبدالاعلیٰ بن عدی سے روایت ہے، کہتے ہیں:

((أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَوْمَ غَدِيرِ خُمٍّ فَعَمَّمَهُ، وَأَرْخَى عَذَبَةَ الْعِمَامَةِ

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غدیر خم والے دن بلایا، پس ان کو عمامہ

مِنْ خَلْفِهِ، ثُمَّ قَالَ :هَكَذَا فَاعْتَمُّوا؛ فَإِنَّ الْعَمَائِمَ سِيمَا الاسلام وَهِيَ حَاجِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ))

باندھا اور عمامہ کا شملہ پیچھے رکھا، پھر ارشاد فرمایا: ایسے عمامہ باندھو، بے شک عمامہ اسلام کی علامت اور مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان فرق کرنے والا ہے۔

(معرفۃ الصحابہ لابی نعیم،عبد الاعلی بن عدی البھرانی،ج4،ص1883،دار الوطن للنشر،الریاض☆کنز العمال،آداب التعمیم،ج15،ص483،مؤسسۃ الرسالہ،بیروت☆اسد الغابۃ،عبد الاعلی بن عدی،ج3،ص170،دار الکتب العلمیہ،بیروت)

ابو راشد خبرانی سے روایت ہے،وہ فرماتے ہیں:

((سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ عَمَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمَ غَدِيرِ خَمٍّ بِعِمَامَةٍ سَدَلَ بَيْنَ طَرَفَيْهَا عَلَى مَنْكِبَيَّ وَقَالَ إِنَّ اللَّهَ أَمَدَّنِي يَوْمَ بَدْرٍ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ بِمَلَائِكَةٍ مُعْتَمِّينَ بِهَذِهِ الْعِمَّةِ وَقَالَ إِنَّ الْعِمَامَةَ حَاجِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِين))

ترجمہ:میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا،وہ فرمار ہے تھے: مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غدیر خم والے دن عمامہ شریف باندھا،اس کے شملے میرے کندھوں کے درمیان لٹکائے،اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے یوم بدر اور یوم حنین اس طرز کے عمامے باندھے ہوئے ملائکہ سے میری مدد فرمائی،اور فرمایا:عمامہ مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان فرق کرنے والا ہے۔

(الکامل ی ضعفاء الرجال،عبد اللہ بن بسر الشامی،ج5،ص285،الکتب العلمیہ،بیروت)

حضرت سعد سے روایت ہے،فرماتے ہیں:

((رَأَيْتُ رَجُلًا بِبُخَارَى عَلَى بَغْلَةٍ بَيْضَاءَ عَلَيْهِ

ترجمہ:میں نے بخارا میں ایک آدمی کو سفید خچر پر دیکھا،اس کے سر پر خز (اون اور ریشم سے بنے

عِمَامَةُ خَزٍّ سَوْدَاءُ، ہوئے کپڑے) کا سیاہ عمامہ تھا، اور وہ فرما رہے
فَقَالَ:كَسَانِيهَا رَسُولُ اللّٰهِ تھے: یہ عمامہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) پہنایا (عطا فرمایا) ہے۔

(سنن ابی داؤد، باب ماجاء فی الخز، ج4، ص45، المکتبۃ العصریہ، بیروت)

بلکہ عمامہ شریف کا اتنا اہتمام فرماتے کہ اس وقت تک کسی کو کسی علاقے کی ولایت نہ سونپتے جب تک اسے عمامہ نہ باندھتے۔ چنانچہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ **سے مروی ہے، فرماتے ہیں:**

((كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُوَلِّي وَالِيًا حَتَّى يُعَمِّمَهُ))

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت تک کسی کو (کسی جگہ کا) والی نہیں بناتے تھے جب تک اسے عمامہ نہ باندھ دیں۔

(المعجم الکبیر للطبرانی ،باب الصاد،أبو سفیان الرعینی، عن أبی أمامۃ،جلد8،صفحہ144،مکتبۃ ابن تیمیۃ ،القاہرۃ)

ابو بکر بن محمد سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

((انَّ رَسُولَ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ دَفَعَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ عَمَائِمًا يَقْسِمُهَا))

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنی حارث بن خزرج کے ایک آدمی کی طرف عمامے بھیجے تا کہ وہ انہیں تقسیم کردے۔

(السیر لابی اسحاق الفرازی، باب الغلول، ج1، ص237، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت)

عمامہ شریف باندھنے کی ترغیب دلائی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **فرماتے ہیں:**

((اِعْتَمُّوْا تَزْدَادُوْا حِلْمًا)) ترجمہ: عمامہ باندھو تمہارا حلم بڑھے گا۔

(المعجم الکبیر، ج1، ص194، المکتبۃ الفیصلیۃ، بیروت ☆ المستدرک علی الصحیحین، اما حدیث

اس کو کفر واسلام میں فرق کرنے والا قرار دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ الْعِمَامَةَ حَاجِزَةٌ بَيْنَ الْكُفْرِ وَالْاِيْمَانِ))	ترجمہ: بے شک عمامہ کفر و ایمان میں فارق ہے۔

(مسند أبی داود الطیالسی،أحادیث علی بن أبی طالب،جلد1،صفحہ130،دار ہجر،مصر ☆ السنن الکبریٰ للبیہقی،ج10،ص14، دار صادر، بیروت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((فَرْقُ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُشْرِكِينَ، الْعَمَائِمُ عَلَى الْقَلَانِسِ))	ہم میں اور مشرکوں میں فرق ٹوپیوں پر عمامے ہیں۔

(سنن ابی داؤد،ج2،ص208، آفتاب عالم پریس ،لاہور☆جامع الترمذی،باب العمائم علی القلانس،ج3،ص300،دار الغرب الاسلامی،بیروت)

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے:

((وَفِی (کتاب الْجِهَاد) لِابْنِ أبی عَاصِم:حَدثنَا أَبُو مُوسَى حَدثنَا عُثْمَان بن عمر عَن الزبير ابْن جوان عَن رجل من الْأَنْصَار قَالَ:جَاءَ رجل إِلَى ابْن عمر فَقَالَ:يَا أَبَا عبد الرَّحْمَن،الْعِمَامَة سنة؟ فَقَالَ:نعم))	ترجمہ:امام ابن ابی عاصم کی کتاب الجہاد میں ہے:ایک آدمی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بارگاہ میں حاضر ہوا،اور عرض کی:اے ابوعبد الرحمٰن!کیا عمامہ سنت ہے؟فرمایا: ہاں۔

(عمدۃ القاری،شرح صحیح بخاری،باب العمائم،ج21،ص307،دار احیاء التراث العربی،بیروت)

سنتِ صحابہ ہونے پر دلائل

حضرت عمر کا عمامہ:

حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں:

((رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنهُ مُعْتَمًّا ,قَدْ أَرْخَى عِمَامَتَهُ مِنْ خَلْفِهِ))

ترجمہ: میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ عمامہ پہنے ہوئے تھے، عمامے کا شملہ پیچھے کی جانب تھا۔

(السنن الکبری للبیہقی ، کتاب صلوٰۃ العیدین ،باب الزینۃ للعید، جلد 3، صفحہ397، دار الکتب العلمیۃ، بیروت ☆(شعب الایمان ،فصل افی العمائم ،جلد8، صفحہ290، مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع ،ریاض)

حضرت علی کا عمامہ:

حضرت علی بن ربیعہ فرماتے ہیں:

((شَهِدْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُ يَوْمَ عِيدٍ، فَرَأَيْتُهُ مُعْتَمًّا، قَدْ أَرْخَى عِمَامَتَهُ ,وَالنَّاسُ مِثْلُ ذَلِكَ))

ترجمہ: میں عید والے دن حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، میں نے انہیں عمامہ میں دیکھا، انہوں نے عمامہ کا شملہ پیچھے کی جانب رکھا ہوا تھا اور لوگ بھی اسی طرح عمامے پہنے ہوئے تھے۔

(السنن الکبری للبیہقی ، کتاب صلوٰۃ العیدین ،باب الزینۃ للعید، جلد 3، صفحہ398، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

حضرت اصبغ بن نباتہ فرماتے ہیں:

((رَأَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنهُ خَرَجَ يَوْمَ الْعِيدِ مُعْتَمًّا ،يَمْشِي وَمَعَهُ

ترجمہ: میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ عید والے دن عمامہ پہنے نکلے اور

نَحْوٌ مِنْ أَرْبَعَةِ أَلْفٍ يَمْشُونَ مُعْتَمِّينَ)) ان کے ساتھ چار ہزار لوگ عمامہ پہنے چل رہے تھے۔

(السنن الکبری للبیہقی ، کتاب صلوۃ العیدین،باب الزینۃ للعید،جلد 3،صفحہ398،دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

حضرت عبد اللہ بن عمر کا عمامہ:

حضرت ابووائل سے روایت ہے،فرماتے ہیں:

((رَأَيْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ مُعْتَمًّا قَدْ أَرْخَى عِمَامَتَهُ مِنْ قِبَلِ ظَهْرِهِ)) ترجمہ: میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو عمامہ پہنے دیکھا جس کا شملہ پشت کی جانب تھا۔

(شعب الایمان ،فصل افی العمائم ،جلد8،صفحہ291،مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع،ریاض)

حضرت عبد اللہ بن زبیر کا عمامہ:

حضرت ہشام فرماتے ہیں:

((رَأَيْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ مُعْتَمًّا قَدْ أَرْخَى طَرَفَي الْعِمَامَةِ بَيْنَ يَدَيْهِ)) ترجمہ: میں نے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عمامہ باندھے دیکھا، آپ نے عمامہ کے دونوں شملے سامنے رکھے ہوئے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ،فی ارخاء العمامہ بین کتفین،ج5،ص180،مکتبۃ الرشد،الریاض)

حضرت ابوامامہ کا عمامہ:

حضرت عتبہ بن الندر فرماتے ہیں:

((رَأَيْتُ أَبَا أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ قُبَاءٌ وَعِمَامَةٌ ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا ،انہوں نے قبا پہنی ہوئی

عَدَنِيَّةٌ وَقَدْ أَرْخَى الْعِمَامَةَ وَرَاءَهُ ذِرَاعًا))

تھی، ان پر عدنی عمامہ تھا اور انہوں نے عمامہ کا شملہ ایک ہاتھ پیچھے چھوڑا ہوا تھا۔

(الاحاد والمثانی لابن ابی عاصم، ذکر ابی امامہ الباہلی، ج2، ص442، دار الرایۃ، الریاض)

حضرت عمار بن یاسر کا عمامہ:

حضرت ملحان بن ثوبان فرماتے ہیں:

((كَانَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ عَلَيْنَا بِالْكُوفَةِ سَنَةً، وَكَانَ يَخْطُبُنَا كُلَّ جُمُعَةٍ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ))

ترجمہ: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک سال کوفہ میں ہمارے امیر رہے، وہ ہر جمعہ کو خطبہ دیا کرتے اور ان کے سر پر سیاہ رنگ کا عمامہ ہوتا۔

(السنن الکبری للبیہقی، بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ لِلْإِمَامِ مِنْ حُسْنِ الْهَيْئَةِ وَمَا يُعْتَمُّ، جلد 3، صفحہ 349، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

حضرت انس کا عمامہ:

حضرت سلمہ بن وردان فرماتے ہیں:

((رَأَيْتُ عَلَى أَنَسٍ عِمَامَةً قَدْ أَرْخَاهَا مِنْ خَلْفِهِ))

ترجمہ: میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک پر عمامہ دیکھا، انہوں نے اس کا شملہ پیچھے کو رکھا ہوا تھا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، فی ارخاء العمامہ بین کتفین، ج5، ص180، مکتبۃ الرشد، الریاض)

حضرت زید بن ثابت کا عمامہ:

حضرت ثابت بن عبید فرماتے ہیں:

((رَأَيْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَعَلَيْهِ إِزَارٌ، وَرِدَاءٌ، وَعِمَامَةٌ))

ترجمہ: میں نے زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا، انہوں نے ازار، چادر اور عمامہ پہنا ہوا تھا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، من یعتم بکور واحد، ج5، ص181، مکتبۃ الرشد، الریاض)

حضرت ابوذر کا عمامہ:

حضرت عبداللہ بن صامت سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

((دَخَلْتُ مَعَ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:وَعَلَى أَبِي ذَرٍّ عِمَامَةٌ فَرَفَعَ الْعِمَامَةَ عَنْ رَأْسِهِ وَقَالَ:إِنِّي وَاللّٰهِ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَا أَنَا مِنْهُمْ قَالَ ابْنُ شَوْذَبٍ: يَعْنِي مِنَ الْخَوَارِجِ))

ترجمہ: میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، حضرت ابوذر کے سر مبارک پر عمامہ شریف تھا، انہوں نے اپنا عمامہ اپنے سر سے اتارا اور کہا: امیر المؤمنین! خدا کی قسم میں خوارج میں سے نہیں ہوں۔

(تاریخ المدینہ لابن شبہ، باب تواضع عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، ج3، ص1036، طبع جدہ)

امام حسین کا عمامہ:

حضرت سُدِّی فرماتے ہیں:

((رَأَيْتُ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ وَعَلَيْهِ عِمَامَةُ خَزٍّ قَدْ خَرَجَ شَعْرُهُ مِنْ تَحْتِ الْعِمَامَةِ))

ترجمہ: میں نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا ان کے مبارک سر پر خز (اون اور ریشم سے بنے ہوئے کپڑے) کا عمامہ تھا، ان کے بال عمامہ کے نیچے سے نکلے ہوئے تھے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما، ج 3، ص100، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ)

چار صحابہ کے سروں پر عمامے:

حضرت مسلم بن زیاد سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

((رَأَيْتُ أَرْبَعَةً مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ... ترجمہ: میں نے چار صحابہ کرام ...

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، وَفَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ، وَأَبَا الْمُنِيبِ، و فروخَ بْنَ سَيَّارٍ أَوْ سَيَّارَ بْنَ فَرُّوخَ يُرْخُونَ الْعَمَائِمَ مِنْ خَلْفِهِمْ وَثِيَابِهِمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ))

مالک، فضالہ بن عبید، ابو المنیب اور فروخ بن سیار یا سیار بن فروخ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھا کہ عمامہ پہنتے اور شملہ پیچھے کی جانب چھوڑتے تھے اور ان کے کپڑے ٹخنوں تک ہوتے۔

(شعب الایمان ،فصل افی العمائم ،جلد 8،صفحہ296،مکتبۃ الرشدللنشر والتوزیع ، ریاض ☆معرفۃ الصحابہ لابی نعیم،باب ابومنیب لہ صحبۃ فیما،ج 6،ص 3031،دارالوطن للنشر،الریاض ☆اسدالغابۃ،ابو منیب،ج6،ص299،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

مہاجرین کے سروں پر عمامے:

حضرت سلیمان بن ابی عبداللہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں:

((أَدْرَكْتُ الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ يَعْتَمُّونَ بِعَمَائِمَ كَرَابِيسَ سُودٍ، وَبِيضٍ، وَحُمْرٍ، وَخُضْرٍ، وَصُفْرٍ))

ترجمہ: میں نے پہلے مہاجر صحابہ علیہم الرضوان کو سوتی سیاہ، سفید، سرخ، سبز اور زرد رنگ کے عمامے باندھتے پایا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب اللباس والزینۃ،من کان یعتم بکور واحد، جلد 5،صفحہ181،مکتبۃ الرشد،الریاض)

انصار کے سروں پر عمامے:

حضرت ریاح بن حارث نخعی فرماتے ہیں:

((كُنَّا قُعُودًا مَعَ عَلِيٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَجَاءَ رَكْبٌ مِنَ الْأَنْصَارِ عَلَيْهِمُ الْعَمَائِمُ))

ترجمہ:ہم حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں بیٹھے تھے،انصار کا ایک گروہ آیا،ان کے سروں پر عمامے تھے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی،ریاح بن حارث عن ابی ایوب،ج4،ص173،مکتبہ ابن تیمیہ،القاہرہ)

تمام صحابہ کے سروں پر عمامے:

عبید اللہ کہتے ہیں:

((أَخْبَرَنَا أَشْيَاخُنَا أَنَّهُمْ رَأَوْا أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَمُّونَ، وَيُرْخُونَهَا بَيْنَ أَكْتَافِهِمْ))

ترجمہ: ہمارے شیوخ نے ہمیں یہ خبر دی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کو عمامے پہنتے دیکھا ہے اور وہ اپنے عماموں کے شملے کندھوں کے درمیان رکھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، فی ارخاء العمامہ بین کتفین، ج5، ص180، مکتبۃ الرشد، الریاض)

تابعین سے ثبوت:

حضرت اسماعیل فرماتے ہیں:

((رَأَيْتُ عَلَى شُرَيْحٍ عِمَامَةً قَدْ أَرْخَاهَا مِنْ خَلْفِه))

ترجمہ: میں نے حضرت شریح کے سر پر عمامہ دیکھا، انہوں نے اس کا شملہ پیچھے کی طرف لٹکایا ہوا تھا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، فی ارخاء العمامہ بین کتفین، ج5، ص180، مکتبۃ الرشد، الریاض)

حضرت عبیدہ اللہ بن عمر فرماتے ہیں:

((عَنْ سَالِمٍ، وَالْقَاسِمِ: كَانَا يُرْخِيَانِ عَمَائِمَهُمْ بَيْنَ أَكْتَافِهِم))

ترجمہ: حضرت سالم اور حضرت قاسم اپنے عماموں کے شملے کندھوں کے درمیان رکھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، فی ارخاء العمامہ بین کتفین، ج5، ص180، مکتبۃ الرشد، الریاض)

حضرت سلیمان بن مغیرہ کہتے ہیں:

((رَأَيْتُ أَبَا نَضْرَةَ يَعْتَمُّ بِعِمَامَةٍ سَوْدَاءَ قَدْ أَرْخَاهَا تَحْتَ عُنُقِه))

ترجمہ: میں نے ابونضرہ کو دیکھا، انہوں نے کالا عمامہ باندھا ہوا تھا اور اس کا شملہ ٹھوڑی کے نیچے رکھا ہوا تھا۔

حضرت سلیمان کہتے ہیں:

((رَأَیْتُ الْحَسَنَ یَعْتَمُّ بِعِمَامَةٍ سَوْدَاءَ قَدْ أَرْخَی طَرَفَهَا خَلْفَه)) ترجمہ: میں نے حضرت حسن کو کالا عمامہ باندھے دیکھا، انہوں نے اس کا شملہ پیچھے کی طرف چھوڑا ہوا تھا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، فی ارخاء العمامہ بین کتفین، ج5، ص180، مکتبۃ الرشد، الریاض)

اقوال علماء:

فیض القدیر میں ہے:

''ذکرہ ابن العربی قال والعمامة سنة المرسلین وعادة الأنبیاء والسادة'' ترجمہ: ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عمامہ مرسلین کی سنت اور انبیاء علیہم السلام اور بڑے لوگوں کی عادت ہے۔

(فیض القدیر، جلد4، صفحہ429، المکتبۃ التجاریۃ الکبری، مصر)

مواہب لدنیہ شرح الشمائل الترمذیہ میں ہے:

''والعمامة سنة لا سیما للصلوٰة'' ترجمہ: عمامہ شریف باندھنا سنت مبارکہ ہے بالخصوص نماز میں۔

(مواہب لدنیہ ص 99☆ کشف الغمامہ عن سنیۃ العمامہ، ص19، مطبع حنفیہ پٹنہ)

علامہ موصلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 683ھ)، علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (855ھ)، علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 970ھ) اور علامہ شرنبلالی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1069ھ) فرماتے ہیں:

''وَالْمُسْتَحَبُّ أَنْ یُصَلِّیَ فِی ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ قَمِیصٍ وَإِزَارٍ وَعِمَامَةٍ'' ترجمہ: مستحب یہ ہے کہ مرد تین کپڑوں میں نماز پڑھے: قمیص، ازار، اور عمامہ۔

(الاختیار لتعلیل المختار، باب مایفعل قبل الصلاۃ، ج1، ص45، مطبعۃ الحلبی، القاہرہ☆ البنایہ فی

شرح الھدایہ،الاکل والشرب فی الصلاۃ،ج 2،ص447،دار الکتب العلمیہ،بیروت☆بحر الرائق،باب شروط الصلاۃ،ج 1،ص283،دار الکتاب الاسلامی،بیروت☆مراقی الفلاح،فصل فی المکروہات،ج1،ص128،المکتبۃ العصریہ،بیروت)

علامہ علاء الدین سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 540ھ)،علامہ علاء الدین کاسانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 587ھ)،علامہ برہان الدین محمد بن احمد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 616ھ)علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 743ھ)،فرماتے ہیں:

”أما الْمُسْتَحبّ فأن يُصَلِّي فِي ثَلاثَة أَثْوَاب قَمِيص وَإِزَار ورداء أَو عِمَامَة كَذَا ذكر الْفَقِيه أَبُو جَعْفَر الهندوانی عَن أَصْحَابنَا“	ترجمہ:مستحب یہ ہے کہ مرد تین کپڑوں میں نماز پڑھے قمیص،ازار اور چادر یا عمامہ میں،ایسا ہی ابوجعفر ہندوانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمارے اصحاب سے ذکر کیا ہے۔

(تحفۃ الفقھاء،باب مایستحب فی الصلاۃ،ج 1،ص146،دار الکتب العلمیہ،بیروت☆بدائع الصنائع،فصل مایستحب فی الصلوۃ،ج 1،ص219،دار الکتب العلمیہ، بیروت☆محیط برہانی،الفصل السادس فی التغنی والالحان،ج 1،ص377،دار الکتب العلمیہ،بیروت☆تبیین الحقائق،باب ما یفسد الصلاۃ،ج 1،ص162 ، المطبعۃ الکبری الامیریہ،القاہرہ)

علامہ مقدسی حنبلی (متوفی 968ھ)اور علامہ بہوتی حنبلی (متوفی 1051ھ)فرماتے ہیں:

”(وَيُسَنُّ لِرَجُلٍ وَالْإِمَامُ أَبْلَغُ) أَيْ :آكَدُ۔۔۔ (أَنْ يُصَلِّيَ فِي ثَوْبَيْنِ مَعَ سَتْرِ رَأْسِهِ) بِعِمَامَةٍ وَمَا فِي مَعْنَاهُ، لِأَنَّهُ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ كَانَ كَذَلِكَ يُصَلِّي“	ترجمہ:آدمی کے لیے اور امام کے لیے زیادہ مؤکد طور پر دو کپڑوں اور عمامہ وغیرہ سے سر کو ڈھانپ کر نماز پڑھنا سنت ہے کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسے ہی نماز پڑھی ہے۔

(الاقناع فی فقہ الامام احمد بن حنبل،ج 1،ص88،دار المعرفۃ،بیروت☆کشاف القناع فی متن

علامہ زکریا بن محمد انصاری شافعی (متوفی 926ھ) فرماتے ہیں:

”(وَ یُسْتَحَبُّ) لِلرَّجُلِ (أَنْ یَلْبَسَ لِلصَّلَاۃِ أَحْسَنَ ثِیَابِہِ وَیَتَقَمَّصَ وَیَتَعَمَّمَ)“	ترجمہ: آدمی کے لیے مستحب ہے کہ نماز کے لیے بہترین لباس پہنے، قمیص اور عمامہ پہنے۔

(اسنی المطالب فی شرح روض الطالب، الشرط السادس ترک الکلام، ج1، ص178، دار الکتاب الاسلامی، بیروت)

اس کے حاشیے ”حاشیۃ الرملی الکبیر“ میں عمامہ کے استحباب پر دلیل دیتے ہوئے لکھا ہے:

((عَنْ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَنَّہُ قَالَ صَلَاۃٌ بِعِمَامَۃٍ أَفْضَلُ مِنْ سَبْعِینَ صَلَاۃً بِلَا عِمَامَۃٍ))	ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ عمامہ کے ساتھ نماز بلاعمامہ ستر نمازوں سے افضل ہے۔

(حاشیۃ الرملی الکبیر علی اسنی المطالب فی شرح روض الطالب، الشرط السادس ترک الکلام، ج1، ص179، دار الکتاب الاسلامی، بیروت)

مذاہبِ فقہاء بالخصوص مذاہب اربعہ پر مشتمل مشہور کتاب الموسوعۃ الفقہیہ میں ہے:

”لَا خِلَافَ بَیْنَ الْفُقَھَاءِ فِی اسْتِحْبَابِ سَتْرِ الرَّأْسِ فِی الصَّلَاۃِ لِلرَّجُلِ، بِعِمَامَۃٍ وَمَا فِی مَعْنَاھَا، لِأَنَّہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ کَذٰلِکَ یُصَلِّی“	ترجمہ: اس میں فقہاء کا اختلاف نہیں کہ نماز میں مرد کے لئے سر ڈھانپنا عمامہ کے ساتھ یا جو عمامہ کے معنی میں ہو مستحب ہے۔ اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سر ڈھانپ کر ہی نماز پڑھتے تھے۔

(الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ، جلد22، صفحہ5، دار السلاسل، الکویت)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کریمہ نماز مع کلاہ و عمامہ ہے۔''

(فتاوی رضویہ، ج7، ص389، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''سرورِ عالم حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ با عمامہ نماز پڑھائی اور کسی صحیح حدیث میں وارد نہیں کہ آپ نے بغیر عمامہ امامت فرمائی بلکہ عادت شریف اور خصلت منیف تھی کہ ہر حالت میں سفر و حضر، گھر کے اندر اور گھر کے باہر، نماز اور غیر نماز میں۔۔۔ عمامہ کو رشک ماہ و مہر فرماتے رہتے حتیٰ وضو فرماتے وقت بھی عمامہ کو نہ توڑتے، نہ اسے سر منور سے اتار کر رکھتے، اس وجہ سے علماء نے عمامہ کو مطلقا خاص کر نماز میں سنت قرار دیا۔''

(کشف الغمامہ عن سنیۃ العمامہ، ص19، مطبع حنفیہ پٹنہ)

عبد القادر الکیلانی الاسکندرانی (متوفی 1362ھ) نے لکھا:

''فإن العمامة سنة من سنن الإسلام، وقد جاء في التعمم أحاديث كثيرة''	ترجمہ: بے شک عمامہ اسلام کی سنتوں میں سے ایک سنت ہے اور عمامہ باندھنے کے بارے میں کثیر احادیث آئی ہیں۔

(مجلة الحقائق، العمامة في الاسلام، ج23، ص17)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے القاب میں سے ''صاحب التاج'' یعنی عمامہ والا ہونا بھی ہے۔ چنانچہ تاریخ الخمیس میں ہے:

''وأما ألقابه صلى الله عليه وسلم فكثيرة مثل صاحب البراق وصاحب التاج المراد به العمامة لان العمائم تيجان العرب''	ترجمہ: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے القاب کثیر ہیں مثال کے طور پر صاحبِ براق (براق والا) اور صاحبِ تاج (تاج والا) اور تاج سے مراد عمامہ ہے کیونکہ عمامے عرب کے تاج ہیں۔

(تاریخ الخمیس، ذکر شمائله وصفاته، ج1، ص207، دار صادر، بیروت)

موجود ہے۔

(الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم،فصل فی تشریف اللہ تعالیٰ، ج1،ص235،دار الفکر،بیروت☆المواہب اللدنیہ،الفصل الاول،ج 1،ص472،المکتبۃ التوفیقیہ،القاہرہ☆سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد،صاحب زمزم،ج 1، ص478، دار الکتب العلمیہ،بیروت)

ننگے سر نماز پڑھنے کی ممانعت

حدیث مبارک میں ہے:

((کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یا مر بستر الراس بالعمامۃ اوالقلنسوۃ و ینھی عن کشف الرأس فی الصلوۃ))

ترجمہ:حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز میں عمامہ یا ٹوپی سے ستر سر کا حکم دیا کرتے تھے اور نماز میں سر ننگا کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔

(کشف الغمہ، جلد1،صفحہ85)

علامہ برہان الدین محمود بن احمد رحمۃ اللہ علیہ(متوفی 616ھ)فرماتے ہیں:

’’وکان یروی:أنہ لو صلی مکشوف الرأس، وھو یجد ما یستر بہ الرأس؛ إن کان تھاوناً بالصلاۃ یکرہ‘‘

ترجمہ:مروی ہے کہ اگر کسی نے سر ڈھانپنے والی چیز کے میسر آنے کے باوجود ننگے سر نماز پڑھی اگر یہ سستی اور لاپروائی کی وجہ سے ہے تو نماز مکروہ ہوگی۔

(محیط برہانی،الفصل الرابع فی الصلاۃ،ج5،ص310،دار الکتب العلمیہ،بیروت)

علامہ شمس الدین تمرتاشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

’’وَصَلَاتُہُ حَاسِرًا رَأْسَہُ لِلتَّکَاسُلِ‘‘

ترجمہ: ننگے سر نماز پڑھنا سستی کی وجہ سے ہو تو مکروہ ہے۔

جلد1،صفحہ641،دار الفکر ،بیروت)

بحر الرائق میں ہے:

''وَكَذَا مَكْشُوفُ الرَّأْسِ لِلتَّهَاوُنِ وَالتَّكَاسُلِ'' ترجمہ:ایسے ہی لاپروائی اور سستی کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے۔

(بحر الرائق،تغمیض عینیه فی الصلاۃ،ج2،ص27،دار الکتاب الاسلامی،بیروت)

مراقی الفلاح میں ہے:

''تکرہ وھو "مکشوف الرأس" تکاسلا لترك الوقار'' ترجمہ:سستی کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں ترکِ وقار ہے۔

(مراقی الفلاح،فصل فی المکروہات،ج1،ص359،دار الکتب العلمیه،بیروت)

بعض فقہائے کرام نے ننگے سر نماز پڑھنے کی تین قسمیں بیان کی ہیں:اگر سستی کی وجہ سے ہو تو مکروہ ہے اور معاذ اللہ نماز کو بے قدر اور ہلکا سمجھ کر ہو تو کفر اور بہ نیت تواضع و عاجزی ہو تو جائز ہے۔عمدۃ المتاخرین علامہ علاء الدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''(وَصَلَاتُهُ حَاسِرًا) أَيْ كَاشِفًا (رَأْسَهُ لِلتَّكَاسُلِ) وَلَا بَأْسَ بِهِ لِلتَّذَلُّلِ، وَأَمَّا لِلْإِهَانَةِ بِهَا فَكُفْرٌ'' ترجمہ:ننگے سر نماز پڑھنا سستی کی وجہ سے ہو تو مکروہ ہے اور تواضع و عاجزی کے طور پر ہو تو کوئی حرج نہیں اور نماز کی اہانت کے طور پر ہو تو کفر ہے۔

(ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الصلوٰۃ، باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ، جلد1،صفحہ 641 ، دار الفکر ،بیروت)

مخالفین کے اکابر:

میاں نذیر حسین دہلوی غیر مقلد لکھتا ہے:''ٹوپی و عمامہ سے نماز پڑھنا اولیٰ

غیر مقلد مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتا ہے ''نماز کا مسنون طریقہ وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بالدوام ثابت ہے یعنی بدن پر کپڑا اور سر ڈھکا ہوا، پگڑی یا ٹوپی سے۔'' (فتاوی ثنائیہ، جلد 1، ص 525)

ایک اور غیر مقلد مولوی نے لکھا ہے ''الحمد للہ! اہل حدیث حضرات نے کسی کے سر ننگے نہیں کروائے۔ ہم تو مرد کے لئے سر ڈھانپنے کو مستحسن عمل جانتے ہیں۔''

(تحفہ احناف بجواب تحفہ اہل حدیث، صفحہ 50، مکتبہ دفاعِ کتاب وسنت، لاہور)

قاضی شوکانی نے لکھا ہے:

''وَالْحَدِيثُ يَدُلُّ عَلَى اسْتِحْبَابِ لُبْسِ الْعِمَامَةِ'' ترجمہ: حدیث پاک عمامے کے پہننے کے استحباب پر دلالت کرتی ہے۔

(نیل الاوطار، باب ماجاء فی لبس القمیص والعمامہ، ج 2، ص 126، دار الحدیث، مصر)

سوال: بعض غیر مقلد ننگے سر نماز پڑھنے پر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل کا حوالہ دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ صحیح بخاری میں ہے:

((صَلَّى جَابِرٌ فِي إِزَارٍ قَدْ عَقَدَهُ مِنْ قِبَلِ قَفَاهُ وَثِيَابُهُ مَوْضُوعَةٌ عَلَى الْمِشْجَبِ، قَالَ لَهُ قَائِلٌ: تُصَلِّي فِي إِزَارٍ وَاحِدٍ؟، فَقَالَ: إِنَّمَا صَنَعْتُ ذَلِكَ لِيَرَانِي أَحْمَقُ مِثْلُكَ وَأَيُّنَا كَانَ لَهُ ثَوْبَانِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ))

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہی تہبند میں نماز پڑھی جس کو گردن کے پیچھے سے گرہ لگا رکھی تھی، حالانکہ ان کے کپڑے پیچھے کھونٹی پر لٹک رہے تھے۔ اس پر کسی نے اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ آپ ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھتے ہیں، تو انہوں نے جواب میں فرمایا: ہاں میں نے ایسا اس لئے کیا کہ تیرے جیسا احمق مجھے دیکھ لے، کیونکہ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہم میں سے کون تھا جس کے پاس دو کپڑے تھے۔

(صحیح بخاری،باب عقد الازار علی القفافی الصلاۃ،ج1،ص80،دارطوق النجاۃ)

جواب: جو دلیل سوال میں پیش کی گئی ہے:

اولاً: اس روایت میں سر پر کپڑا یا پگڑی نہ باندھنے کا ذکر سرے سے ہے ہی نہیں۔

ثانیاً: دوسری بات یہ کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ کام بیان جواز کے لئے تھا۔ یعنی یہ بتلانا مقصود تھا کہ ایک ایسے کپڑے میں جس میں ستر چھپ جائے بامر مجبوری نماز ہو جاتی ہے۔ اس سے ان کی مراد کپڑا ہونے کے باوجود سر پر عمامہ نہ باندھنے کی ہرگز نہیں تھی۔ اس حدیث پاک کے تحت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''فَكَأَنَّهُ قَالَ صَنَعْتُهُ عَمْدًا لِبَيَانِ الْجَوَازِ'' ترجمہ: گویا کہ انہوں نے فرمایا: میں نے بیانِ جواز کے لیے قصداً ایسا کیا ہے۔

(فتح الباری،باب عقد الازار علی القفافی الصلاۃ،ج1،ص467،دار المعرفہ،بیروت)

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں:

''الْغَرَض بَيَان جَوَاز ذَلِكَ الْفِعْل'' ترجمہ: ان کی غرض اس فعل کا جواز بیان کرنا تھی۔

(عمدۃ القاری،باب عقد الازار علی القفافی الصلاۃ،ج4،ص57،دار احیاء التراث العربی،بیروت)

ثالثاً: تیسری بات یہ ہے کہ اس روایت پر تو غیر مقلدین کا خود بھی عمل نہیں بلکہ وہ اس روایت کا بالکل ہی الٹ کرتے ہیں۔ کیونکہ نہ تو وہ ایک کپڑا لے کر گردن سے باندھتے ہیں اور نہ ہی کپڑے اتار کر کھونٹی پر لٹکاتے ہیں۔ بہر حال اس روایت

سے ننگے سر استدلال کرنا کسی جاہل اور بے وقوف ہی کا کام ہوسکتا ہے، آج تک کسی محدث، مفسر اور مجتہد نے اس روایت یا اس جیسی روایات سے ننگے سر نماز پڑھنا نہیں لیا۔

بہر حال ماقبل میں احادیث موجود ہیں کہ عمامہ باندھنا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، صحابہ کرام کی سنت ہے، فرشتوں کا شعار اور طریقہ ہے، حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے عمامہ باندھنے کی ترغیب دلائی ہے، اسے اسلام کی علامت قرار دیا ہے۔ علماء نے عمامہ سر پر رکھنے کو سنت فرمایا ہے، کسی نے بھی ننگے سر رہنے کو سنت نہیں کہا۔

رابعاً: غیر مقلدین کو چاہیے کہ اپنی مسجدوں میں کپڑے لٹکانے والی کھونٹیاں لگالیں اور جب مسجد میں آئیں تو امام و مقتدی سب کپڑے اتار کر ایک چادر سے تہبند باندھ کر حدیثِ جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ پر پورا پورا عمل کیا کریں۔

باب سوم: عمامہ کے رنگ

کون سے رنگ سے سنت ادا ہوگی

سوال: کون سے رنگ کا عمامہ باندھنے سے عمامہ باندھنے کی سنت ادا ہو جائے گی؟

جواب: کسی بھی رنگ کا عمامہ پہننے سے سنتِ عمامہ ادا ہو جائے گی۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مختلف رنگ کے عمامے باندھنا ثابت ہے جیسا کہ آگے بالتفصیل آرہا ہے۔

اسی طرح صحابہ کرام علیہم الرضوان سے مختلف رنگوں کے عمامے باندھنا ثابت ہے جیسا کہ حافظ ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ کی روایت میں ہے:

((أَدْرَكْتُ الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ يَعْتَمُّونَ بِعَمَائِمَ كَرَابِيسَ سُودٍ، وَبِيضٍ، وَحُمْرٍ، وَخُضْرٍ، وَصُفْرٍ))

ترجمہ: سلیمان بن ابی عبد اللہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے پہلے مہاجر صحابہ علیہم الرضوان کو سوتی سیاہ، سفید، سرخ، سبز اور زرد رنگ کے عمامے باندھتے پایا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب اللباس والزینۃ، جلد6، صفحہ48، مکتبہ امدادیہ، ملتان)

وَكَفٰى بِهِمْ قُدْوَةً فِي الدِّيْنِ ترجمہ: اور ان کا دین میں پیشوا ہونا دلیل کافی ہے۔

اور عمامہ کی ترغیب اور فضائل میں وارد احادیث مطلق ہیں یعنی ان میں کسی فضیلت کو کسی خاص رنگ کے ساتھ مقید نہیں کیا کہ فلاں رنگ کا عمامہ پہنو گے تو ہی یہ فضیلت حاصل ہوگی۔

نیز علماء وفقہاء نے بھی سنت عمامہ کی ادائیگی کو کسی خاص رنگ میں منحصر نہیں

کیا۔لہٰذا کسی بھی رنگ کا عمامہ باندھنے سے سنت عمامہ ادا ہو جائے گی اور عمامہ باندھنے والا احادیث میں مروی فضائل کا مستحق قرار پائے گا۔

کون کون سے رنگ ثابت ہیں

سوال: کون کون سے رنگ کا عمامہ باندھنا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے؟

جواب: حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے درج ذیل رنگوں کا عمامہ باندھنا ثابت ہے: (1) سفید (2) سیاہ (3) سبز (4) زرد (5) سرخ دھاری دار۔

الاصابہ فی معرفۃ الصحابۃ میں ہے:

((خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مُسْتَكِفُّوْنَ یَتَخَبَّرُوْنَ عَنْہُ فَخَرَجَ مُشْتَمِلاً طَرِحَ طَرَحَیْ ثَوْبَہٗ عَلٰی عَاتِقِہٖ عَاصِباً رَأْسَہٗ بِعِصَابَۃٍ بَیْضَاءَ فَقَامَ عَلَی الْمِنْبَرِ وَثَابَ النَّاسُ اِلَیْہِ حَتّٰی اِمْتَلَأَ الْمَسْجِدُ))

ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ باہر تشریف لائے جبکہ لوگ زیارت کے لئے جمع تھے اور آپ کے متعلق پوچھ رہے تھے، پس رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لپٹے ہوئے اپنے کپڑے کے دونوں کنارے اپنے کندھے پہ ڈالے اپنا سر اقدس سفید عمامہ سے لپیٹے باہر تشریف لائے، پس آپ منبر پر کھڑے ہو گئے اور لوگ آپ کے پاس اکٹھے ہو گئے یہاں تک کہ مسجد بھر گئی۔

(الاصابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، ج3، ص70)

الفائق میں ہے "اَلْعِصَابَۃُ الْعِمَامَۃُ" عصابہ کا معنی عمامہ ہے۔

(الفائق فی غریب الحدیث والاثر، ج1، ص81، دار المعرفۃ، لبنان)

صحیح بخاری میں ہے:

((صَعِدَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ، وَکَانَ آخِرَ مَجْلِسٍ جَلَسَہُ مُتَعَطِّفًا مِلْحَفَۃً عَلَی مَنْکِبَیْہِ، قَدْ عَصَبَ رَأْسَہُ بِعِصَابَۃٍ دَسِمَۃٍ))

ترجمہ: نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ منبر پر چڑھے اور وہ آخری مجلس تھی جس میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تشریف فرما ہوئے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اپنے شانوں پر لحاف اوڑھے ہوئے جبکہ اپنے سر پر سیاہ عمامہ لپیٹے ہوئے تھے۔

(صحیح بخاری ،بابمن قال فی الخطبۃ بعد الثناء اما،ج2،ص11،دارطوق النجاۃ)

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے:

’’وَقَالَ ابْنُ دُرَیْدٍ:الدسمۃ غبرۃ فِیھَا سَوَاد، والعصابۃ:الْعِمَامَۃ، سمیت عِصَابَۃ لِأَنَّھَا تعصب الرَّأْس أَی:تربطہ‘‘

ترجمہ:ابن دید نے کہا:دسمہ سے مراد ایسا مٹیالا رنگ جس میں سیاہی ہو اور عصابہ کا معنی عمامہ ہے،اسے عصابہ اس لیے نام دیا گیا کیونکہ اسے سر کے اردگرد باندھتے ہیں۔

(عمدۃ القاری،باب القعدۃ بین الخطبتین یوم الجمعۃ،ج6،ص228،دار احیاء التراث العربی،بیروت)

دسمہ کا معنی سیاہ ہے۔

(الفائق فی غریب الحدیث والاثر ،ج1،ص187،دارال معرفۃ،بیروت)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں:

((انَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ یَوْمَ فَتْحِ مَکَّۃَ، وَعَلَیْہِ عِمَامَۃٌ سَوْدَاء))

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتح مکہ والے دن مکۃ المکرّمہ میں اس حال میں داخل ہوئے کہ آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔

(صحیح مسلم،باب جواز دخول مکۃ بغیر احرام،ج 2،ص990،دار احیاء التراث العربی،بیروت☆جامع الترمذی،باب ماجاء فی العمامۃ السوداء،ج 3،ص277،دار الغرب الاسلامی،بیروت)

لباس المحبوب" میں فرماتے ہیں:

"دستار مبارك آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات سفید بود و گاهے سیاه و احیانا سبز"

ترجمہ: سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ شریف اکثر اوقات سفید ہوتا تھا، کبھی کبھی سیاہ اور کبھی کبھی سبز ہوتا تھا۔

(ضیاء القلوب فی لباس المحبوب مع خلاصۃ الفتاوی، جلد3، صفحہ153، مکتبہ حبیبیہ، کوئٹہ)

فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

((دخلت على رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم في مرضه الذي توفّي فيه، وعلى رأسه عصابة صفراء))

ترجمہ: میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرض وفات میں حاضر خدمت ہوا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سر مبارک پر زرد رنگ کا عمامہ تھا۔

(الشمائل المحمدیہ للترمذی، باب ماجاء فی اتکاء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج1، ص93، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

تاریخ مدینہ للدمشق میں ہے:

((خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ أَصْفَرٌ وَرِدَاءٌ أَصْفَرٌ وَعِمَامَةٌ صَفْرَاءُ))

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف باہر تشریف لائے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر زرد قمیص، زرد چادر اور زرد عمامہ تھا۔

(تاریخ مدینہ للدمشق، ج34، ص385)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَتَوَضَّأُ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ قِطْرِيَّةٌ، فَأَدْخَلَ يَدَهُ مِنْ

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے دیکھا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قطری عمامہ تھا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست

تَحْتِ الْعِمَامَةِ، فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِهِ، وَلَمْ يَنْقُضِ الْعِمَامَةَ)) مبارک عمامہ کے نیچے سے داخل کر کے اپنے سر کے اگلے حصہ کا مسح فرمایا اور عمامہ کو کھولا نہیں۔

(ابوداؤد، باب المسح علی العمامہ، ج 1، ص36، المکتبۃ العصریہ، بیروت ☆ابن ماجہ، باب ماجاء فی المسح علی العمامہ، ج 1، ص187، داراحیاء الکتب العربیہ، حلب ☆المستدرک علی الصحیحین ،واما حدیث عائشۃ، ج 1، ص275، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

اور قطری کپڑا سرخی والے دھاری دار کپڑے کو کہا جاتا ہے جیسا کہ علامہ ابن الاثیر ثوبِ قطری کے بارے میں فرماتے ہیں:

"هُوَ ضَرْبٌ مِّنَ الْبُرُوْدِ فِيْهِ حُمْرَةٌ وَلَهَا اَعْلَامٌ فِيْهَا بَعْضُ الْخُشُوْنَةِ" ترجمہ: وہ دھاری دار کپڑوں کی ایک قسم ہے جس میں سرخی ہوتی ہے اور ان پر نقوش ہوتے ہیں اور قدرے کھردرا ہوتا ہے۔

(النہایۃ فی غریب الأثر، قطرب، ج 4، ص80، المکتبۃ العلمیہ، بیروت)

سوال: فتح مکہ والے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کالا عمامہ سجایا تھا، اس میں کیا حکمت تھی؟

جواب: اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے علامہ محمد علی بن محمد البکری (متوفی 1057ھ) فرماتے ہیں:

"ولبسه العمامة السوداء يومئذ إشارة إلى أن هذا الدين لا يتغير كالسواد بخلاف سائر الألوان" ترجمہ: فتح مکہ والے دن سیاہ رنگ کا عمامہ پہننے میں حکمت یہ تھی کہ اس طرف اشارہ ہو جائے کہ یہ دین متغیر ہونے والا نہیں جیسا کہ کالا رنگ تبدیل نہیں ہوتا، باقی رنگ اس کے برعکس ہیں۔

(دلیل الفالحین لطرق ریاض الصالحین، باب استحباب الثوب الابیض، ج 5، ص263، دارالمعرفہ، بیروت)

ممنوع رنگ

سوال: کیا عمامہ میں کوئی رنگ منع بھی ہے؟

جواب: مرد کو کُسم سے رنگا ہوئے سرخ اور کیسر (زعفران) کے رنگا ہوا زرد رنگ کا عمامہ باندھنا ممنوع ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے کسم کے رنگے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

((إن هذه من ثياب الكفار فلا تلبسها" وفي حديث: بل احرقهما))	ترجمہ: یہ کافروں کے کپڑے ہیں تم انہیں مت پہنو۔ بلکہ انہیں جلا دو۔

(صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب النهی عن لبس الرجل، جلد 3، صفحہ 1647، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

درمختار میں ہے:

"(و كره لبس المعصفر والمزعفر الأحمر والأصفر للرجال) مفاده أنه لا يكره للنساء (ولا بأس بسائر الألوان)"	ترجمہ: کسم یا کیسر (زعفران) سے رنگے ہوئے سرخ وزرد رنگ کے کپڑے پہننا مرد کو مکروہ ہیں۔ اس کا مفاد یہ ہے کہ عورتوں کے لئے یہ دونوں ممنوع نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ بقیہ سارے رنگوں میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(درمختار، الحظر و الاباحت، فصل فی اللبس، جلد 6، صفحہ 358، دار الفکر، بیروت)

(کسم ایک قسم کا پھول ہے جس سے انتہائی سرخ قسم کا رنگ حاصل ہوتا ہے اور پھر اس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں۔ کیسر بھی ایک قسم کا پھول ہے جس سے زرد رنگ حاصل ہوتا ہے۔ اس کو زعفران بھی کہتے ہیں، فیروز اللغات)

بہار شریعت میں ہے: ''کسم یا زعفران کا رنگا ہوا کپڑا پہننا مرد کو منع ہے گہرا

رنگ ہو کہ سرخ ہو جائے یا ہلکا ہو کہ زرد رہے دونوں کا ایک حکم ہے۔ عورتوں کو یہ دونوں قسم کے رنگ جائز ہیں، ان دونوں رنگوں کے سوا باقی ہر قسم کے رنگ زرد، سرخ، دھانی ،بسنتی، چمپئی، نارنجی وغیرہا مردوں کو بھی جائز ہیں۔ اگرچہ بہتر یہ ہے کہ سرخ رنگ یا شوخ رنگ کے کپڑے مرد نہ پہنے، خصوصاً جن رنگوں میں زنانہ پن ہو مرد اس کو بالکل نہ پہنے۔

اور یہ ممانعت رنگ کی وجہ سے نہیں بلکہ عورتوں سے تشبہ ہوتا ہے اس وجہ سے ممانعت ہے، لہٰذا اگر یہ علت نہ ہو تو ممانعت بھی نہ ہوگی، مثلاً بعض رنگ اس قسم کے ہیں کہ عمامہ رنگا جاسکتا ہے اور کرتہ پاجامہ اسی رنگ سے رنگا جائے یا چادر رنگ کر اوڑھیں تو اس میں زنانہ پن ظاہر ہوتا ہے تو عمامہ کو جائز کہا جائے گا اور دوسرے کپڑوں کو مکروہ۔ (بہار شریعت، حصہ16، ص415,416، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

باب چہارم: سبز عمامہ کا ثبوت

سوال: سبز رنگ کا عمامہ باندھنا کہاں سے ثابت ہے؟ دلائل کے ساتھ بیان فرمائیں۔

جواب: سبز عمامہ باندھنا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، صحابہ کرام علیہم الرضوان اور فرشتوں سے ثابت ہے۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے سبز عمامہ کا ثبوت

محقق علی الاطلاق شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنی مشہور تصنیف ''ضیاء القلوب فی لباس المحبوب'' میں فرماتے ہیں:

''دستار مبارك آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اکثر اوقات سفید بود و گاهے سیاه و احیانا سبز''

ترجمہ: سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا عمامہ شریف اکثر اوقات سفید ہوتا تھا اور کبھی کبھی سیاہ و سبز ہوتا تھا۔

(ضیاء القلوب فی لباس المحبوب، جلد3، صفحہ153، مکتبہ حبیبیہ، کوئٹہ)

دیوبندی محقق و شارح ترمذی محمد سعید پالن پوری کے افادات پر مرتب کتاب تحفۃ الالمعی شرح سنن ترمذی میں مرقوم ہے کہ پگڑی کسی بھی رنگ کی باندھنا جائز ہے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے سیاہ پگڑی بھی باندھی ہے اور ہری (سبز) بھی اور سفید بھی، پس لال پگڑی تو مناسب نہیں باقی جس رنگ کی چاہے باندھ سکتا ہے۔

(تحفۃ الالمعی شرح سنن ترمذی، 5، ص70، مطبوعہ کراچی)

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے سبز رنگ کا عمامہ پہنا اس بات کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ بادشاہی مسجد لاہور میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی طرف منسوب جو عمامہ رکھا ہے اس کا رنگ بھی سبز ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان سے سبز عمامہ کا ثبوت

امام بخاری و مسلم علیہما الرحمہ کے استاد حافظ ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ اولین مہاجر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بارے میں ایک روایت نقل فرماتے ہیں:

((عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ اَبِي عَبْدِ اللهِ قَالَ:أَدْرَكْتُ الْمُهَاجِرِينَ الْاَوَّلِينَ يَعْتَمُّونَ بِعَمَائِمَ كَرَابِيسَ سُودٍ، وَبِيضٍ، وَحُمْرٍ، وَخُضْرٍ، وَصُفْرٍ))

ترجمہ: حضرت سلیمان بن ابو عبد اللہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: میں نے اولین مہاجر صحابہ علیہم الرضوان کو سوتی سیاہ، سفید، سرخ، سبز، زرد رنگ کے عمامے باندھتے پایا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب اللباس والزینۃ، جلد6، صفحہ48، مکتبہ امدادیہ، ملتان)

مسند اسحاق بن راہویہ میں یہ روایت اس طرح ہے:

((عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ اَبِي عَبْدِ اللهِ قَالَ:أَدْرَكْتُ الْمُهَاجِرِينَ يَعْتَمُّونَ بِعَمَائِمَ كَرَابِيسَ حُمْرٍ وَسُودٍ وَخُضْرٍ وَصُفْرٍ))

ترجمہ: حضرت سلیمان بن ابی عبد اللہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے مہاجرین صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو سرخ، سیاہ، سبز اور زرد سوتی عمامے باندھتے پایا۔

(مسند اسحاق بن راہویہ، ما یروی عن الاسود بن یزید عن عائشہ، ج 3، ص882، مکتبۃ الایمان، مدینہ منورہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

((اَصْحَابِي كَالنُّجُومِ فَبِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ))

ترجمہ: میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تو ان میں سے تم جس کی اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

(مشکوٰۃ، ص554، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

اولین مہاجر صحابہ کرام علیہم الرضوان میں خلفاء راشدین بھی ہیں ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

((عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ)) ترجمہ: تم پر میری اور خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے، اسے دانتوں سے اچھی طرح مضبوطی کے ساتھ تھام لو۔

(سنن ابی داود، ج2، ص279، آفتاب عالم پریس، لاہور)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

((اِقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ مِنْ اَصْحَابِيْ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ)) ترجمہ: لوگو! تم میرے بعد میرے صحابہ ابوبکر وعمر کی اقتداء کرنا۔

(جامع ترمذی، ج2، ص207، امین کمپنی، دہلی)

فرشتوں سے سبز عمامہ کا ثبوت

تفسیر بغوی، تفسیر خازن اور شرح البخاری للسفیری میں ہے حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں:

((كَانَتْ سِيمَا الْمَلَائِكَةِ يَوْمَ بَدْرٍ عَمَائِمَ بِيضٍ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ عَمَائِمَ خُضْرٍ)) ترجمہ: یوم بدر ملائکہ کی نشانی سفید عمامے اور حنین کے دن سبز عمامے تھے۔

(تفسیر بغوی، فی التفسیر سورۃ الانفال، سورت 8، آیت9، ج2، ص273، دار احیاء التراث العربی، بیروت ☆ تفسیر خازن، فی التفسیر سورۃ الانفال، سورت 8، آیت9، ج2، ص296، دار الکتب العلمیہ، بیروت ☆ شرح البخاری للسفیری، المجلس العشرون، ج1، ص425، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "جبریل علیہ السلام پانچ سو فرشتوں کے ساتھ اور میکائیل علیہ السلام پانچ سو فرشتوں کے ساتھ انسانی شکل وصورت میں ابلق گھوڑوں پر سوار اترے اس وقت ان کے جسموں پر سفید لباس اور ان کے سروں پر سفید عمامے اور روزِ حنین سبز عمامے تھے۔"

([illegible] 2 [illegible] 93

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سبز عمامہ کا ثبوت

الحدیقۃ الندیہ میں ہے:

"ثُمَّ یَھْبِطُ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ اِلَی الْاَرْضِ وَھُوَ مُتَعَمِّمٌ بِعِمَامَۃٍ خَضْرَاءَ"

ترجمہ: پھر حضرت **عیسیٰ** علیہ السلام اس حال میں زمین پر اتریں گے کہ آپ سبز رنگ کا عمامہ باندھے ہوئے ہوں گے۔

(الحدیقۃ الندیۃ، الباب الثانی، ج1، ص273، مکتبہ النوریہ الرضویہ، لاہور)

عقد الدرر فی اخبار المنتظر میں ہے کہ:

"ثُمَّ یَامُرُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ جِبْرِیْلَ اَنْ یُّھْبِطَ بِعِیْسٰی عَلَیْھِمَا السَّلَامُ اِلَی الْاَرْضِ وَھُوَ فِی السَّمَاءِ الثَّانِیَۃِ فَیَاْتِیْہِ فَیَقُوْلُ :یَا رُوْحَ اللّٰہِ وَکَلِمَتَہٗ رَبُّکَ یَاْمُرُکَ بِالنُّزُوْلِ اِلَی الْاَرْضِ فَیَنْزِلُ وَمَعَہٗ سَبْعُوْنَ اَلْفاً مِّنَ الْمَلَائِکَۃِ وَھُوَ بِعِمَامَۃٍ خَضْرَاءَ"

ترجمہ: پھر **اللہ** عزوجل **جناب جبریل** کو **حضرت سیدنا عیسیٰ** علیہ السلام کو زمین کی طرف اتارنے کا حکم فرمائے گا اور آپ دوسرے آسمان پر ہیں، پس **جبریل** علیہ السلام آپ کے پاس آکر عرض کریں گے: اے روح اللہ اور کلمۃ اللہ! آپ کا پروردگار آپ کو زمین کی طرف اترنے کا حکم فرماتا ہے، پس آپ علیہ السلام اس حال میں نزول فرمائیں گے کہ آپ کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہونگے اور آپ سبز عمامہ پہنے ہونگے۔

(عقد الدرر فی اخبار المنتظر، الفصل الثانی فی ماجاء من الاثار، ج1، ص342، مکتبۃ المنار، اردن)

فیض القدیر شرح جامع الصغیر میں ہے کہ:

"ثُمَّ یَھْبِطُ بِعِیْسٰی اِلَی الْاَرْضِ وَھُوَ مُتَعَمِّمٌ بِعِمَامَۃٍ

ترجمہ: پھر **حضرت عیسیٰ** علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام زمین کی جانب اتریں گے جبکہ آپ

عَلٰی فَرَسِہٖ"   گھوڑے پر سوار ہونگے۔

(فیض القدیر، ج3، ص537، المکتبۃ التجاریۃ الکبری، مصر)

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سبز عمامہ کا ثبوت

دیوبندی محقق ومؤرخ معین الدین ندوی نے حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جوکہ تابعی ہیں کے بارے میں لکھا ہے "عمامہ آپ کا سفید ہوتا تھا زعفرانی رنگ زیادہ پسند خاطر تھا، کبھی کبھی سبز بھی استعمال کرتے تھے۔" (تابعین، ص365)

سبز عمامہ کے مخالفین کے اکابرین سے سبز عمامہ کا ثبوت

دیوبندی اکابر کے پیر ومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کے حصول کا طریقہ یوں بیان کیا ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد پوری پاکی سے نئے کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر ادب سے مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور خدا کی درگاہ میں جمالِ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت حاصل ہونے کی دعا کرے اور دل کو تمام خیالات سے خالی کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کا سفید شفاف کپڑے اور سبز پگڑی اور منور چہرہ کے ساتھ تصور کرے ، اور الصلوۃ والسلام علیك یارسول الله کی داہنے اور الصلوۃ والسلام علیك یانبی الله کی بائیں اور الصلوۃ والسلام علیك یا حبیب الله کی ضرب دل پر لگائے اور متواتر جس قدر ہو سکے درود شریف پڑھے ......ان شاء اللہ مقصد حاصل ہوگا۔

(ضیاء القلوب مشمولہ کلیات امدادیہ، ص61، مطبوعہ کراچی)

مدرسہ دیوبند میں سبز عمامہ سے دستار بندی

/۱۸۷۳ء سے انتظامیہ نے دستار بندی اور عطائے سند کا سلسلہ شروع کر دیا۔
دار العلوم کے سر پرست اعلیٰ فارغ التحصیل طلبہ کے سر پر اپنے ہاتھ سے سبز دستار باندھتے اور سند عطا فرماتے۔ (ماہنامہ الرشید دار العوم دیو بند نمبر،ص 551)

انور شاہ کشمیری کا سبز عمامہ

دیو بندیوں کے محدث العصر انور شاہ کشمیری کے متعلق ان کی سوانح میں مرقوم ہے کہ اس حسین اور پر کشش جسم پر جب موسم سرما آتا سبز عمامہ زیب سر اور سبز قبا زیب بدن کرتے تو ایک فرشتہ انسانوں کی اس دنیا میں چلتا پھرتا نظر آتا۔

(حیات کشمیری "نقش دوام" ص75)

خلیل احمد انبیٹھوی کا سبز عمامہ باندھنا

دیو بندیوں کے محدث خلیل احمد انبیٹھوی کے متعلق دیو بندی محقق و مؤرخ عاشق الٰہی میرٹھی نے لکھا ہے کہ عمامہ حضرت متوسط طول کا باندھتے تھے مگر نہایت خوبصورت شملہ دو سوا دو بالشت پیچھے چھوڑتے اور اکثر مشروع بھاگلپوری کا سبز یا کاہی ہوتا تھا ہمیشہ آپ کھڑے ہو کر عمامہ باندھتے۔ (تذکرۃ الخلیل ،ص362)

حسین احمد مدنی کی سبز عمامہ سے دستار بندی

دیو بندی مذہب کا شیخ الاسلام حسین احمد مدنی خود اپنے متعلق لکھتا ہے کہ مجھ کو ایک عمامہ سبز حسبِ اصولِ مدرسہ (دیو بند) از دست حضرت شیخ الھند بندھوایا گیا۔

(نقش حیات ،ج1 ،ص147)

نوٹ: مخالفین کے اکابرین سے سبز عمامہ کا ثبوت مولانا کاشف اقبال مدنی کے مضمون بنام "سبز عمامہ کا جواز اور دیو بندی کذاب" سے لیا گیا ہے مزید تفصیلات کے لئے رسالہ کلمۂ حق شمارہ 2 اور 4 سے موصوف کے مضمون کا مطالعہ فرمائیں۔

سبز لباس سے سبز عمامہ کا ثبوت

عمامہ کے احکام کتاب اللباس میں ذکر کرتے ہیں۔

شیخِ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

''بدانکہ لباس مصدر ست بمعنی ملبوس چنانچہ کتاب بمعنی مکتوب واسم لباس شامل ست بدستار و پیراھن وجبہ و کلاہ وردا وازار وغیرہ وآنچہ در پوشش بیاید''

ترجمہ: جان لو کہ لباس مصدر بمعنی ملبوس کے ہے جیسا کہ کتاب بمعنی مکتوب اور لباس کا اسم دستار (یعنی عمامہ)، پیراہن، جبہ، ٹوپی، چادر اور ازار وغیرہ جو کچھ پہننے میں آئے سب کو شامل ہے۔

(کشف الالتباس فی استحباب اللباس، ص36، دار احیاء العلوم، باب المدینہ کراچی)

اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیراہن اقدس (لباس) میں کیا کیا کپڑے ہیں؟ تو جواباً آپ نے ارشاد فرمایا: ''ردا (یعنی چادر)، تہبند، عمامہ، یہ تو عام طور سے ہوتا تھا اور کبھی قمیص اور ٹوپی، پاجامہ ایک بار خریدنا لکھا ہے۔ پہننے کی روایت نہیں۔''

(الملفوظات، حصہ سوم، ص342، مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی)

اور سبز لباس کا پسندیدہ ہونا قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔

اھل جنت کا لباس سبز ھوگا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ يَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّ اِسْتَبْرَقٍ﴾

ترجمۂ کنزالایمان: وہ اس میں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور سبز کپڑے کریب اور قنادیز کے پہنیں گے۔

(پ15، سورۃ الکھف، آیت31)

امام قرطبی علیہ الرحمہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"وَخُصَّ الْأَخْضَرُ بِالذِّكْرِ لِأَنَّهُ الْمُوَافِقُ لِلْبَصَر" ترجمہ: اور سبز رنگ کا خصوصی طور پر اس لیے ذکر فرمایا گیا کہ وہ بینائی کے زیادہ موافق ہے۔

(الجامع الاحکام القرآن، ج10، ص397، دار الکتب المصریہ، القاہرہ)

دوسرے مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿عٰلِیَهُمْ ثِیَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّ اِسْتَبْرَقٌ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: ان کے بدن پر ہیں کریب کے سبز کپڑے اور قنادیز کے۔

(پ29، سورۃ الدھر، آیت 21)

امام ابنِ کثیر رحمہ اللہ علیہ اس آیت پاک کے تحت لکھتے ہیں:

"أَیْ: لِبَاسُ أَهْلِ الْجَنَّةِ" یعنی آیت میں مذکور سبز رنگ کے کپڑے اہلِ جنت کا لباس ہوں گے۔

(تفسیر ابنِ کثیر، سورۃ الدھر، ج8، ص293، دار طیبہ للنشر والتوزیع، بیروت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((أَیُّمَا مُسْلِمٍ كَسَا مُسْلِمًا ثَوْبًا عَلَى عُرْيٍ كَسَاهُ اللَّهُ مِنْ خُضْرِ الْجَنَّةِ)) ترجمہ: کوئی بھی مسلمان شخص کسی مسلمان بھائی بھائی کو ننگے ہونے کی وجہ سے کپڑے پہنائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے سبز لباس پہنائے گا۔

(ابو داؤد، باب فی فضل سقی الماء، ج2، ص130، المکتبۃ العصریہ، بیروت)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ رنگ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

((كَانَ أَحَبُّ الْأَلْوَانِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْخُضْرَةَ)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب رنگوں میں سے سبز رنگ زیادہ پسند تھا۔

نعیم،باب ذکر الالوان،ج1،ص312،دار ابن حزم)

علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''وَقَدْ وَرَدَ:أَنَّہُ کَانَ أَحَبُّ الْأَلْوَانِ إِلَیْہِ الْخُضْرَۃَ عَلَی مَا فِی رِوَایَۃِ الطَّبَرَانِیِّ فِی الْأَوْسَطِ''

ترجمہ:تحقیق وارد ہوا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام رنگوں میں سے سبز رنگ زیادہ پسند تھا اس روایت کے مطابق جو امام طبرانی نے المعجم الاوسط میں نقل کی ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ، کتاب اللباس،ج7،ص2763،دار الفکر،بیروت)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسلم کو سبز رنگ بہت ہی زیادہ پسند تھا۔

(تفسیر مظہری ،ج2،ص33☆مرقاۃ المفاتیح،ج4 ص415)

شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید رنگ کے بعد سبز رنگ بہت زیادہ پسند تھا۔ (شرح السعادۃ،ص431)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے،فرماتے ہیں:

((أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یحب أن ینظر إلی الخضرۃ))

ترجمہ:نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سبزے (سبز رنگ) کی طرف نگاہ کرنے کو محبوب رکھتے تھے۔

(الطب النبوی لابی نعیم،باب اختیار المجالس التی تنفسح،ج1،ص248،دار ابن حزم)

امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت اس طرح نقل کی ہے:

((أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یحب أن ینظر إلی الخضرۃ وإلی الماء الجاری))

ترجمہ:نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سبزے (سبز رنگ) اور جاری پانی کی طرف نظر کرنے کو محبوب رکھتے تھے۔

ایک اور روایت نقل کرتے ہیں:

((کان یعجبہ الخضرۃ والماء الجاری)) ترجمہ: سبزا (سبز رنگ) اور جاری پانی نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پسند تھا۔

(احیاء علوم الدین، بیان حقیقۃ المحبۃ واسبابہا، ج4، ص298، دار المعرفۃ، بیروت)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

((قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: النظر فی الخضرۃ یزید فی البصر والنظر فی الماء یزید فی البصر والنظر إلی الوجہ الحسن یزید فی البصر)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سبزے (سبز رنگ) کی طرف نگاہ کرنا بصارت میں اضافہ کرتا ہے، پانی میں دیکھنا بصارت میں اضافہ کرتا ہے اور وجہ حسن کی طرف دیکھنا بصارت میں اضافہ کرتا ہے۔

(الطب النبوی لابی نعیم، باب اختیار المجالس التی تنفسح، ج1، ص249، دار ابن حزم)

حضرت محقق علی الاطلاق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں "سبز رنگ کی طرف نظر کرنا بینائی کو زیادہ کرتا ہے۔" (ضیاء القلوب، ص3)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سبز چادر زیب تن فرمانا

حضرت ابو رِمْثَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

((رَأَیْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْہِ بُرْدَانِ أَخْضَرَانِ)) ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو سبز چادریں پہنے ہوئے دیکھا۔

(جامع ترمذی، باب ماجاء فی الثوب الاخضر، ج4، ص416، دار الغرب الاسلامی، بیروت ☆ سنن ابی داؤد، باب فی الخضرۃ، ج4، ص52، المکتبۃ العصریہ، بیروت ☆ سنن نسائی، الزینۃ للمخطبۃ للعیدین، ج3، ص185، مکتب المطبوعات الاسلامیہ، حلب ☆ مشکوۃ المصابیح

،ج12،ص21☆مسند احمد بن حنبل،حدیث ابی رمثہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ،ج11،ص687،مؤسسۃ الرسالہ،بیروت)

حضرت ابورمثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:

((خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَخْضَرَانِ))

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو سبز کپڑے پہنے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے۔

(سنن نسائی ،لبس الخضر من الثیاب،ج8،ص204،مکتب المطبوعات الاسلامیہ،حلب☆ مسند احمد بن حنبل،حدیث ابی رمثہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ،ج11،ص684،مؤسسۃ الرسالہ،بیروت)

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب لباس

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں:

((كَانَ أَحَبُّ الثِّيَابِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَلْبَسَهَا الحِبَرَةَ))

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک محبوب ترین لباس یہ تھا کہ آپ حبرہ زیب تن فرمائیں۔

(صحیح بخاری ،باب البرود والحبرۃ والشملۃ ،ج7 ،ص147،دارطوق النجاۃ)

بخاری شریف کے حاشیہ میں امام داؤدی نے حبرہ کا رنگ اور اس کی وجہ محبوبیت یوں بیان کی ہے کہ حبرہ کا رنگ سبز تھا اور محبوب اس لئے کہ یہ اہل جنت کا لباس ہے۔ (صحیح بخاری ،حاشیہ،ج2،ص865)

عظیم محدث علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کے تحت لکھتے ہیں:

"قِيلَ لِكَوْنِهَا خَضْرَاءَ وَهِيَ مِنْ ثِيَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ"

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ کپڑا اس لئے پسند تھا کہ یہ سبز رنگ کا تھا اور سبز رنگ کا لباس اہل جنت کے لباس میں سے ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب اللباس، ج7، ص2763، دار الفکر)

حجۃ الاسلام حضرت سیدنا امام محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی لکھتے ہیں:

((وکان یعجبہ الثیاب الخضر)) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سبز کپڑے پسند تھے۔

(احیاء العلوم، کتاب اداب المعیشۃ واخلاق النبوۃ، ج2، ص374، دار المعرفہ، بیروت)

کتبِ فقہ میں سبز لباس کو سنت لکھا ہے۔ جیسا کہ ردالمحتار میں ہے:

"وَلُبْسُ الْأَخْضَرِ سُنَّةٌ كَمَا فِي الشِّرْعَةِ" ترجمہ: سبز لباس سنت ہے جیسا کہ الشرعہ میں ہے۔

(ردالمحتار، فصل فی للبس، ج6، ص351، دار الفکر، بیروت)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "سبز کپڑوں کو بعض کتابوں میں سنت لکھا ہے" (بہار شریعت، حصہ16، ص409، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

فرشتوں کا لباس

حضرت مجاہد تابعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 104ھ) کی تفسیر میں ہے:

((عَنْ مُوسَى بْنِ سَالِمٍ، قَالَ: لَمْ يَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي صُورَتِهِ إِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً رَآهُ وَعَلَيْهِ ثِيَابٌ خُضْرٌ فِيهَا الدُّرُّ)) ترجمہ: حضرت موسیٰ بن سالم سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کی اپنی (اصل) صورت میں ایک مرتبہ ہی دیکھا ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا تو ان کے اوپر سبز لباس تھا جس میں موتی تھے۔

(تفسیر مجاہد، سورۃ النجم، ج1، ص626، دار الفکر الاسلامی الحدیثۃ، مصر)

ایک روایت میں دو مرتبہ آنے کا بھی تذکرہ ہے، چنانچہ اسی تفسیر مجاہد میں ہے:

((عَنْ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيِّ قَالَ: لَمَا ترجمہ: حضرت مرہ ہمدانی سے روایت ہے

أَتَى جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صُورَةِ الْمَلَائِكَةِ إِلَّا مَرَّتَيْنِ أَتَاهُ فِي خُضْرٍ مُعَلَّقٍ بِهِ الدُّرُّ))

فرماتے ہیں: جبریل علیہ السلام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں صورتِ ملائکہ میں صرف دوبار حاضر ہوئے، وہ ایسے سبز لباس میں حاضر ہوئے جس میں موتی لگے ہوئے تھے۔

(تفسیر مجاہد، سورۃ النجم، ج1، ص626، دار الفکر الاسلامی الحدیثۃ، مصر)

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں:

"ویروی عن علی بن موفق قال حججت سنة فلما كان ليلة عرفة نمت بمنى في مسجد الخيف فرأيت في المنام كأن ملكين قد نزلا من السماء عليهما ثياب خضر))

ترجمہ: حضرت علی بن موفق رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: ایک سال میں نے حج کیا، جب عرفہ کی رات تھی، میں منی میں مسجد الخیف میں سو گیا تو میں نے نیند میں دیکھا کہ دو فرشتے آسمان سے اترے ہیں انہوں نے سبز لباس پہنا ہوا ہے۔

(احیاء علوم الدین، الفصل الاول فی فضائل الحج، ج1، ص241، دار المعرفہ، بیروت)

سبز عمامہ بطور شعار پہننا

سوال: سبز عمامہ کو علامت وشعار کے طور پر استعمال کرنا کیسا ہے؟

جواب: سبز عمامہ کو علامت وشعار کے طور پر استعمال کرنے میں بھی کچھ حرج نہیں۔ کیونکہ کسی شے کو بطور شعار استعمال کرنا اس وقت منع ہے کہ جب اس شے کا استعمال فی نفسہ ناجائز ہو یا کفار وفساق کی علامت ہو اور سبز عمامہ باندھنے میں یہ دونوں باتیں معدوم ہیں کیونکہ سبز عمامہ نہ تو فی نفسہ ناجائز ہے اور نہ ہی کفار وفساق کی علامت ہے بلکہ سبز عمامہ باندھنا تو روز حنین اترنے والے فرشتوں کی نشانی ہے صحابہ وتابعین کا طریقہ ہے۔ تاجدار عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ثابت ہے اور جب حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام تشریف لائیں گے تو سبز عمامہ آپ کے سر کا تاج ہوگا۔ جیسا کہ بالدلائل گزر چکا۔

کسی شے کو بطور شعار استعمال کرنے کے جواز وعدم جواز سے متعلق تفصیلی احکام درج ذیل ہیں:

شعار کی اقسام

شِعار کی چار اقسام ہیں:

(1) شعارِ اسلام (2) شعارِ کفار وفُسّاق

(3) شعارِ صالحین (4) شعارِ مباح

(1) شعار اسلام: شعارِ اسلام سے مراد وہ عوامل ہیں جو اسلام کی پہچان ہیں جیسے مسجد، اذان، نماز، جمعہ، قربانی، عیدین، داڑھی، ختنہ، وغیرہ۔

مصنف عبدالرزاق میں ہے:

((عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ أَبَا بَكْرِنِ الصِّدِّيْقَ قَالَ اَلْاَذَانُ شِعَارٌ — امام زہری سے مروی ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اذان

الْاِیْمَانِ)) شعارِ ایمان میں سے ہے۔

(مصنف عبد الرزاق، کتاب الصلوٰۃ ،جلد1،صفحہ483،المکتب الإسلامی ،بیروت)

السنن الکبریٰ للبیہقی میں ہے:

((عَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِیِّ ، قَالَ:جَاءَ جِبْرَائِیلُ علیہ السلام إِلَی رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ:مُرْ أَصْحَابَكَ أَنْ یَرْفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بِالتَّلْبِیَةِ؛ فَإِنَّهَا شِعَارُ الْحَجِّ))

ترجمہ: حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی اپنے اصحاب کو حکم فرمائیں کہ تلبیہ کے ساتھ اپنی آوازوں کو بلند کریں کہ یہ حج کے شعار میں سے ہے۔

(السنن الکبری للبیہقی ،جلد5،صفحہ42،مکتبۃ دار الباز ،مکۃ المکرمۃ)

کیونکہ یہ شعار اسلام کی پہچان ہیں اور ان کی بقاء میں مذہب اسلام کی شان و شوکت کا اظہار ہے لہٰذا اہل اسلام پر لازم ہے کہ انہیں باقی رکھیں۔

(2)**شعارِ کفار و فُسّاق**:اس قسم میں وہ شعار داخل ہیں جو بذات خود غیر شرعی ہوں یا فی نفسہ تو جائز ہوں لیکن کفار، فساق اور بدعتی لوگوں کی علامت ہوں، یہ شعار ناجائز ہیں اور بعض صورتوں میں کفر۔ الموسوعۃ الفقہیہ میں ہے:

"ذَهَبَ الْحَنَفِیَّةُ عَلَی الصَّحِیحِ عِنْدَهُمْ، وَالْمَالِکِیَّةُ عَلَی الْمَذْهَبِ، وَجُمْهُورُ الشَّافِعِیَّةِ إِلَی أَنَّ التَّشَبُّهَ بِالْكُفَّارِ فِی اللِّبَاسِ الَّذِی هُوَ شِعَارٌ لَهُمْ بِهِ یَتَمَیَّزُونَ عَنِ الْمُسْلِمِینَ

یعنی صحیح مذہب پر احناف ،مالکیہ اور جمہور شافعیہ اس طرف گئے ہیں کہ وہ لباس جو کفار کا شعار ہو اور وہ اس کے ذریعے مسلمانوں سے ممتاز ہوتے ہوں تو اس لباس میں ان کی مشابہت اختیار

يُحكَمُ بِكُفرِ فَاعِلِهِ ظَاهِرًا'' کرنے والے پر ظاہراً کفر کا حکم ہوگا۔

(الموسوعۃ الفقھیہ،جلد1،صفحہ1،المکتبۃ الشاملۃ)

شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن **انگرکھا کے متعلق** فرماتے ہیں ''یہ بھی ایک جدید پیداوار ہے۔لیکن اس کے باوجود یہ اپنے اندر ممانعت شرعی نہیں رکھتا۔مگر جبکہ اس کے پردے کا چاک دائیں طرف ہوتو پھر ہندوؤں کی مشابہت کی وجہ سے حرام ہے۔'' آگے مزید فرماتے ہیں:''اگر کافروں یا فاسقوں سے کوئی خصوصیت رکھتا ہوتو پھر اس کا استعمال بھی ناجائز ہے۔''

(فتاوی رضویہ،جلد22،صفحہ192،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ **کے ایک تفصیلی فتوی کا خلاصہ** درج ذیل ہے''اس جنس مسائل میں حق تحقیق و تحقیق حق یہ ہے کہ تشبہ دو وجہ پر ہے:

(1)التزامی (2)لزومی۔

التزامی یہ ہے کہ یہ شخص کسی قوم کے طرز و وضع خاص اسی قصد سے **اختیار** کرے کہ ان کی سی صورت بنائے ان سے مشابہت حاصل کرے حقیقۃً تشبہ اسی کا نام ہے:

فان معنی القصد والتکلف ملحوظ فیه کمالایخفی ترجمہ:اس لئے کہ قصد اور تکلف کے مفہوم کا اس میں لحاظ رکھا گیا ہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔

اور لزومی یہ کہ اس کا قصد تو مشابہت کا نہیں مگر وہ وضع اس قوم کا **شعار خاص** ہورہی ہے کہ خواہی نخواہی مشابہت پیدا ہوگی۔

التزامی میں قصد کی تین صورتیں ہیں:

اول یہ کہ اس قوم کو محبوب و مرضی (پسندیدہ) جان کر اُن سے مشابہت پسند

حدیث:

((من تشبہ بقوم فھو منھم)) ترجمہ: جو کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے تو وہ انہی میں سے شمار ہوگا۔

(سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب لبس الشھرۃ، ج2، ص203، آفتاب عالم پریس، لاہور)

حقیقۃً صرف اسی صورت سے خاص ہے۔

دوم کسی غرض مقبول کی ضرورت سے اسے اختیار کرے وہاں اس وضع کی شناعت اور اس غرض کی ضرورت کا موازنہ ہوگا اگر ضرورت غالب ہو تو بقدر ضرورت کا وقت ضرورت یہ تشبیہ کفر کیا معنی ممنوع بھی نہ ہوگا جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی کہ بعض فتوحات میں منقول رومیوں کے لباس پہن کر بھیس بدل کر کام فرمایا اور اس ذریعہ سے کفار اشرار کی بھاری جماعتوں پر باذن اللہ غلبہ پایا، اسی طرح سلطان مرحوم صلاح الدین یوسف انار اللہ تعالیٰ برہانہ کے زمانے میں جبکہ تمام کفارِ یورپ نے سخت شورش مچائی تھی دو عالموں نے پادریوں کی وضع بنا کر دورہ کیا اور اس آتش تعصب کو بجھا دیا۔

سوم نہ تو انہیں اچھا جانتا ہے نہ کوئی ضرورت شرعیہ اس پر حامل ہے بلکہ کسی نفع دنیوی کے لئے یا یو ہیں بطور ہزل واستہزاء اس کا مرتکب ہوا تو حرام وممنوع ہونے میں شک نہیں اور اگر وہ وضع ان کفار کا مذہبی دینی شعار ہے جیسے زنّار، قشقہ، چٹیا، چلیپا، تو علماء نے اس صورت میں بھی حکم کفر دیا کما سمعت انفا (جیسا کہ تم نے ابھی سنا ۔) اور فی الواقع صورت استہزاء میں حکم کفر ظاہر ہے کما لا یخفی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔)

اور **لزومی** میں بھی حکم ممانعت ہے جبکہ اکراہ وغیرہ مجبوریاں نہ ہوں

جیسے انگریزی منڈا، انگریزی ٹوپی، جاکٹ، پتلون، اُلٹا پردہ، اگرچہ یہ چیزیں کفار کی مذہبی نہیں مگر آخر شعار ہیں تو ان سے بچنا واجب اور ارتکاب گناہ۔ ولہٰذا علماء نے فسّاق کی وضع کے کپڑے موزے سے ممانعت فرمائی۔

مگر اس کے تحقق کو اس زمان ومکان میں ان کا شعار خاص ہونا قطعاً ضرور جس سے وہ پہچانے جاتے ہوں اور ان میں اور ان کے غیر میں مشترک نہ ہو ورنہ لزوم کا کیا محل، ہاں وہ بات فی نفسہٖ شرعاً مذموم ہوئی تو اس وجہ سے ممنوع یا مکروہ رہے گی نہ کہ تشبّہ کی راہ سے۔

اس تحقیق سے روشن ہوگیا کہ تشبُّہ وہی ممنوع ومکروہ ہے جس میں فاعل کی نیت تشبہ کی ہو یا وہ شے ان بدمذہبوں کا شعار خاص یا فی نفسہٖ شرعاً کوئی حرج رکھتی ہو، بغیر ان صورتوں کے ہرگز کوئی وجہ ممانعت نہیں۔

(فتاوی رضویه ملخصاً، ج24، ص533، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

ردالمحتار میں ہے:

”وَیَجْعَلُهُ لِبَطْنِ کَفِّهٖ فِی یَدِهِ الْیُسْرَی وَقِیلَ الْیُمْنَی إلَّا أَنَّهُ مِنْ شِعَارِ الرَّوَافِضِ فَیَجِبُ التَّحَرُّزُ عَنْهُ قُهُسْتَانِیٌّ وَغَیْرُهُ“

ترجمہ: انگوٹھی کا نگینہ بائیں ہاتھ کی اندرونی سطح کی طرف ہو اور یہ بھی کہا گیا کہ دائیں ہاتھ میں پہنے۔ مگر یہ رافضیوں کا شعار (علامت) ہے۔ لہٰذا اس سے اجتناب ضروری ہے، قہستانی وغیرہ۔

(درمختار، ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، جلد9، صفحہ580، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

تنبیہ: گزشتہ زمانے میں رافضیوں کا شعار تھا اور وہ ختم ہوگیا ہے لہٰذا اب وجہ تشبیہ زائل ہوجانے کی بنا پر ممانعت نہ رہی۔

نفسہ ناجائز ہوں یا کفار وفساق یا کسی بدعتی فرقے کی علامت ہوں ان کو استعمال کرنے کی اجازت نہیں بلکہ فعل حرام اور بعض صورتوں میں کفر ہے۔

(3) شعارِ صالحین: بعض چیزیں بزرگانِ دین کے شعار سے ہوتی ہیں جیسا کہ اون کا لباس پہننا صوفیہ کا شعار ہے۔ حضور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب میں فرماتے ہیں: ''پشم اور اون وصوف کا مخصوص وضع قطع کا لباس جسے گدڑی کہتے ہیں صوفیہ کرام کا شعار ہے۔''

(کشف المحجوب ،صفحہ 71،شبیر برادرز،لاھور)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''صوف یعنی اون کے کپڑے اولیائے کاملین اور بزرگانِ دین نے پہنے اور ان کو صوفی کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ صوف یعنی اون کے کپڑے پہنتے تھے۔ اگر چہ ان کے جسم پر کالی کملی ہوتی مگر دل مخزن انوارِ الٰہی اور معدن اسرار نامتناہی ہوتا۔''

(بہارشریعت، حصۃ16، صفحہ416، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

نیلے رنگ کا لباس بھی صوفیاء کا شعار رہا ہے چنانچہ داتا حضور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اکثر سلف صالحین صوفیہ کرام کا لباس بایں وجہ نیلگون رہتا تھا کہ وہ اکثر سیر وسیاحت میں رہتے تھے چونکہ سفید لباس حالت سفر میں گرد وغبار وغیرہ سے جلد میلا ہو جاتا ہے اور اس کا دھونا بھی دشوار ہوتا ہے اس وجہ کو خاص طور پر ملحوظ رکھتے تھے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ نیلگون رنگ مصیبت زدہ اور غمزدوں کا شعار ہے۔''

(کشف المحجوب ،صفحہ 82،شبیر برادرز،لاہور)

اور بزرگانِ دین کے طریقہ پر ریا و تفاخر کے بغیر عمل مستحب ہوتا ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

''وَيُسْتَحَبُّ الْأَبْيَضُ، وَكَذَا　　سفید کپڑے پہننا مستحب ہے اسی طرح کالے

الْأَسْوَدُ لِأَنَّهُ شِعَارُ بَنِي الْعَبَّاسِ"

کپڑے پہننا مستحب ہے کہ یہ بنو عباس کا شعار ہے۔

(درمختار مع ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، جلد9، صفحہ580، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

پیوند والے کپڑے پہننا صالحین کا شعار اور متقیوں کی سنت ہے، اگر کوئی اس نیت سے پیوند والے کپڑے پہنے تو مستحب ہے چنانچہ فیض القدیر میں ہے:

"قَدْ وَرَدَ أَنَّ عُمَرَ طَافَ وَعَلَيْهِ مُرَقَّعَةٌ بِاثْنَتَيْ عَشَرَةَ رُقْعَةً فِيهَا مِنْ أَدِيمٍ وَرَقَعَ الْخُلَفَاءُ ثِيَابَهُمْ وَذٰلِكَ شِعَارُ الصَّالِحِينَ وَسُنَّةُ الْمُتَّقِينَ حَتّٰى اتَّخَذَ الصُّوفِيَّةُ شِعَارًا"

ترجمہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طواف کیا اور ان کے لباس پر بارہ چمڑے کے پیوند تھے۔ خلفاء کے کپڑے پیوند والے ہوتے تھے اور یہ صالحین کا شعار اور متقین کی سنت ہے۔ یہاں تک کہ صوفیہ نے پیوند والے کپڑوں کو اپنا شعار بنالیا۔

(فیض القدیر، جلد3، صفحہ36، المکتبۃ الشاملۃ)

یونہی اہلسنت کے شعار کہ جن سے سنیت کی پہچان ہو جیسے مساجد میں یارسول اللہ لکھنا، اذان سے پہلے اور بعدِ جمعہ صلوٰۃ وسلام پڑھنا، میلاد کے جلوس و محافل اور اس میں شرکت، وقت مولود قیام، وغیرہ یہ سب مستحب ہیں۔

(4) **شعار مباح**: کسی چیز یا لباس کو دینی یا دنیاوی مصلحت کے پیش نظر علامت بنالینا شرعاً مباح ہے، جبکہ وہ نہ تو شریعت کے مخالف ہو اور نہ ہی اسے فرض و واجب جانا جائے۔ اس پر بے شمار عقلی و نقلی دلائل موجود ہیں۔ جیسے اسکول یونیفارم، پولیس، فوج اور ملازمین کا لباس وغیرہ۔ عباسی خلفاء میں کالا عمامہ بطور شعار پہنا جاتا تھا اور اموی خلفاء میں سفید عمامہ۔ چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

بَعْدَ عِمَامَةِ الْخُلَفَاءِ الْعَبَّاسِيِّيْنَ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا اللَّوْنَ الْاَسْوَدَ شِعَارًا لَهُمْ بَيْنَمَا كَانَ اللَّوْنُ الْاَبْيَضُ شِعاراً لِلدَوْلَةِ الْاُمَوِيَّةِ ''

خلفاء کا عمامہ ہوگیا جنہوں نے کالے رنگ کو اپنا شعار بنالیا جبکہ اس وقت سفید رنگ اموی خلفاء کا شعار تھا۔

چشتی ،قادری،نقشبندی اور سہروردی سلاسل کی مخصوص ٹوپیاں ،لباس، وظائف،اسی طرح جو جس سلسلہ سے تعلق رکھتا ہو بطور علامت اس کی نسبت لکھنا جیسے چشتی ،قادری ،رضوی علماء وفقہاء سے ثابت ہے۔

اس پر نقلی دلائل بھی پیش خدمت ہیں۔کسی چیز کو شعار بنانے کا جواز احادیث سے ثابت ہے،وہ شعار چاہے وقتی ہو یا مستقل چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

((عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :إِنَّكُمْ تَلْقَوْنَ الْعَدُوَّ غَدًا فَإِنَّ شِعَارَكُمْ ﴿ حٰمٓ o لَایُنْصَرُوْنَ﴾))

ترجمہ: حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک جنگ کے موقع پر) فرمایا تم کل دشمنوں سے ملو گے تو تمہارا شعار (علامت ونشانی) ہے﴿حٰمٓ o لَایُنْصَرُوْنَ﴾

(مصنف ابن ابی شیبہ ،کتاب السیر،جلد12 ،صفحہ504،طبعۃ الدار السلفیۃ، الھندیۃ)

المعجم الکبیر للطبرانی میں ہے:

((عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، قَالَ:كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَعَلَ شِعَارَ الْمُهَاجِرِيْنَ يَا بَنِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَشِعَارَ الْخَزْرَجِ يَا بَنِي

ترجمہ: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین کا شعار یا بنی عبد الرحمٰن رکھا،خزرج کا یا بنی عبد اللہ

عَبْدِ اللّٰہِ، وَشِعَارَ الْأَوْسِ یَا بَنِی عُبَیْدِ اللّٰہِ، وَسَمَّی خَیْلَنَا:خَیْلَ اللّٰہِ ,إِذَا فَزِعْنَا))

رکھا،اوس کا شعار یا بنی عبید اللہ رکھا، ہمارے سواروں کا نام ''خیل اللہ''یعنی اللہ کے شاہسوار رکھا۔جب ہمیں بلاتے توان شعار سے بلاتے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی،جلد7،صفحہ269،مکتبۃ العلوم والحکم،الموصل)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں:

((کَانَ سِیمَا أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ بَدْرٍ الصُّوفُ الْأَبْیَضُ))

ترجمہ:بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی پہچان سفید اون کا لباس تھا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ،غزوۃ بدر الکبری،ج7،ص354،مکتبۃ الرشد،الریاض)

سنن اللبیہقی میں ہے:

((غَزَوْتُ مَعَ أَبِی بَکْرٍ رحمۃ اللہ زَمَنَ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکَانَ شِعَارُنَا أَمِتْ أَمِتْ))

ترجمہ:حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ہم نے حضرت ابو بکر کے ساتھ غزوہ میں شرکت کی تو ہمارا شعار اس میں تھا امت امت یعنی اے اللہ دشمنوں کو موت دے۔

(سنن اللبیہقی،جلد2،صفحہ 170،مجلس دائرۃ المعارف النظامیۃ الکائنۃ ، حیدر آباد)

مصنف عبدالرزاق میں ہے:

((عَنْ ھِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ، عَنْ أَبِیہِ قَالَ :کَانَ شِعَارُ أَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ مُسَیْلِمَۃَ :یَا أَصْحَابَ سُورَۃِ الْبَقَرَۃِ))

ترجمہ:حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا شعار مسلیمہ کذاب کے خلاف جنگ میں یا اصحاب سورۃ البقرہ تھا۔

اسی طرح یوم حنین میں تھا۔مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

((عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ الْيَامِيِّ، قَالَ :لَمَّا انْهَزَمَ الْمُسْلِمُونَ يَوْمَ حُنَيْنٍ نُودُوا: يَا أَصْحَابَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ))

ترجمہ:حضرت طلحہ بن مصرف الیامی سے روایت ہے،فرماتے ہیں کہ جب مسلمانوں کو حنین والے دن (عارضی طور) پرشکست ہوئی تو وہ پکارتے تھے:یا اصحاب سورۃ البقرہ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ،جلد12،صفحہ503،طبعۃ الدار السلفیۃ، الھندیۃ)

سنن ابوداؤد میں ہے:

((عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: كَانَ شِعَارُ الْمُهَاجِرِينَ عَبْدَ اللَّهِ، وَشِعَارُ الْأَنْصَارِ عَبْدَ الرَّحْمَنِ))

ترجمہ: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے مہاجرین کا شعار عبداللہ تھا اور انصار کا شعار عبدالرحمٰن تھا۔

(سنن ابو داؤد،جلد2،صفحہ38،دار الفکر، بیروت)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"بعض وارثی فقراء ہمیشہ احرام کالباس پہنتے ہیں اس میں حرج نہیں لیکن اضطباع نہ کریں اور نہ ننگے سر رہیں۔"

(مرأۃ المناجیح،جلد4،صفحہ136،نعیمی کتب خانہ، گجرات)

ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ کسی مباح چیز کو اپنا شعار بنانا بالکل جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ شرح سنن ابن ماجہ میں فرماتے ہیں:

"فَمَا كَانَ مِنْهُمَا بطريقِ الْخُيَلَاءِ فَهُوَ حرامٌ وَمَا كَانَ بِطَرِيقِ الْعُرْفِ وَالْعَادَةِ وَصَارَ شِعَارُ الْقَوْمِ لَايَحْرُمُ

ترجمہ:اگر وہ بطور تکبر ہوتو حرام ہےاور جو بطور عرف و عادت ہواور قوم کا شعار بن جائے تو حرام نہیں اور اگراس میں

وَاِنْ کَانَ الْاِسْرَافُ فِیهِ لَا یَخْلُوْ عَنْ کَرَاهَةٍ" اسراف ہوتو وہ کراہت سے خالی نہیں۔

(شرح سنن ابن ماجہ، باب لبس الثوب، جلد 1، صفحہ 255، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

سبز یا کسی بھی رنگ کے عمامہ کو اپنی علامت بنالینا ہرگز بدعت نہیں، بدعت وہ ہوتی ہے جو سنت کے خلاف ہو۔ بدعت کی تعریف بیان کرتے ہوئے علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

"قَوْلُ عُمَرَ نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هُوَ فِعْلٌ مَا لَمْ یَسْبِقْ إِلَیْهِ فَمَا وَافَقَ السُّنَّةَ فَحَسَنٌ وَمَا خَالَفَ فَضَلَالَةٌ وَهُوَ الْمُرَادُ حَیْثُ وَقَعَ ذَمُّ الْبِدْعَةِ وَمَا لَمْ یُوَافِقْ وَلَمْ یُخَالِفْ فَعَلٰی أَصْلِ الْإِبَاحَةِ"

ترجمہ: حضرت عمر فاروق کا فرمانا: یہ اچھی بدعت ہے۔ اس میں موجود بدعت سے مراد یہ ہے کہ جو پہلے نہ ہوا ہو۔ پس وہ نیا کام جو سنت کے موافق ہو وہ اچھا ہے اور جو سنت کے خلاف ہو وہ گمراہی ہے۔ اور جہاں کہیں بدعت کی مذمت کی گئی ہے اس سے مراد یہی بری بدعت ہے اور جو کام نہ سنت کے موافق ہو نہ مخالف ہو تو وہ اصل اباحت پر ہوگا۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری، مقدمۃ الفتح، جلد 01، صفحہ 84، دار المعرفۃ، بیروت)

اگر سنیت کی پہچان کی نیت سے پہنا جائے تو مستحب ہے۔ علمائے کرام کو خاص وضع قطع کا لباس پہننا کہ لوگ اس لباس کو دیکھ کر عالم سمجھیں اور ان سے مسائل پوچھیں اسے مستحب کہا گیا ہے چنانچہ درمختار میں ہے:

"یَحْسُنُ لِلْفُقَهَاءِ لَفُّ عِمَامَةٍ طَوِیلَةٍ وَلُبْسُ ثِیَابٍ وَاسِعَةٍ"

ترجمہ: فقہاء کے لئے اچھا عمل یہ ہے کہ وہ طویل عمامہ باندھیں اور کھلا لباس پہنیں۔

(درمختار مع ردالمحتار، ج 9، ص 586، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”(قَوْلُهُ لَفُّ عِمَامَةٍ طَوِيلَةٍ) لَعَلَّهُمْ تَعَافُوهَا كَذٰلِكَ فَإِنْ كَانَ عُرْفُ بِلَادٍ أُخَرَ أَنَّهَا تُعَظَّمُ بِغَيْرِ الطُّولِ يُفْعَلُ لِإِظْهَارِ مَقَامِ الْعِلْمِ وَلِأَجْلِ أَنْ يُعْرَفُوا فَيُسْأَلُوا عَنْ أُمُورِ الدِّينِ“	ترجمہ: علماء طویل عمامہ باندھیں کہ اس سے پہچانے جائیں ،اسی طرح اگر دوسرے شہروں کا عرف یہ ہو کہ وہاں غیر طویل عمامہ کے ساتھ تعظیم کی جاتی ہے تو ایسا ہی کریں تاکہ علم کے مقام کا اظہار ہو اور لوگ پہچان کر ان سے مسائل پوچھیں۔

(درمختار مع ردالمحتار، جلد9، صفحہ586، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

بہار شریعت میں ہے: ”فقہا و علماء کو ایسے کپڑے پہننے چاہیے کہ وہ پہچانے جائیں تاکہ لوگوں کو ان سے استفادہ کا موقع ملے اور علم کی وقعت لوگوں کے ذہن نشین ہو۔“ (بہار شریعت، جلد2، صفحہ43، ضیاء القرآن، لاہور)

اگر کسی لباس کو شعار بنانا ناجائز و بدعت ہوتا تو ہرگز علماء و فقراء کو خاص لباس پہننے کی اجازت نہ ہوتی۔

باب پنجم: اعتراضات کے جوابات

دجال کے پیرکاروں والا اعتراض

سوال: بعض مانعین سبز عمامہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَتَّبِعُ الدَّجَّالَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا عَلَيْهِمُ السِّيجَانُ، رَوَاهُ فِي شَرْحِ السّنة))

ترجمہ: میری امت کے ستر ہزار آدمی دجال کی پیروی کریں گے ان پر سیجان (یعنی سبز عمامے) ہوں گے، اس کو شرح السنہ میں روایت کیا ہے۔

(مشکوۃ المصابیح، الفصل الثانی، ج3، ص1515، المکتب الاسلامی، بیروت)

اس کا کیا جواب ہے؟

جواب: اس کے متعدد جوابات ہیں:

پہلا جواب: مذکورہ روایت میں سیجان کا لفظ آیا ہے جو کہ ساج کی جمع ہے اور ساج کا معنی سبز عمامہ ہرگز نہیں بلکہ کتبِ لغت میں ساج کے درج ذیل معانی لکھے ہیں:

سیاہ رنگ کی چادر، سبز رنگ کی چادر، موٹا کپڑا، تارکول والے سیاہ دھاگے سے بنا ہوا کپڑا، گول چادر، ساکھو کا درخت ہے اور مجازاً مربع یعنی چورس چادر کو بھی ساج کہا جاتا ہے۔

لسان العرب میں ہے:

"وَتَصْغِيرُ السَّاجِ: سُوَيْجٌ، وَالْجَمْعُ سِيجَانٌ. قَالَ ابْنُ الْأَعْرَابِي:

ترجمہ: ساج کی تصغیر سویج ہے اور اس کی جمع سیجان ہے، ابن عرابی نے کہا: سیجان

السِّيجانُ الطَّيالِسةُ السُّودُ، وَاحِدُها ساجٌ .وَفِي حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ،أَنَّ النَّبِيَّ، صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم، كَانَ يَلْبَسُ فِي الْحَرْبِ مِنَ الْقَلَانِسِ مَا يَكُونُ مِنَ السِّيجانِ الْخُضْرِ"

کالی چادروں کو کہتے ہیں،اوراس کا واحد ساج ہے،حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم جنگ میں ٹوپی پہنتے تھے جو سبز سیجان کی بنی ہوئی تھی۔

(لسان العرب،فصل الشين المعجمه،ج2،ص303،دار صادر ،بيروت)

تاج العروس میں ہے:

"وَالسَّاجُ الطَّيْلَسانُ الْأَخضرُ اَوِ الضَّخْمُ الْغَلِيْظُ اَوِ الْاَسوَدُ اَوِ الْمُقَوَّرُ يُنسَجُ كَذَالِكَ وَبِهٖ فُسِّرَ حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ فِي الْحَرْبِ مِنَ الْقَلَانِسِ مَا يَكُوْنُ مِنَ السِّيْجَانِ وَفِيْ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَصْحَابُ الدَّجَّالِ عَلَيْهِمُ السِّيْجَانُ"

ترجمہ:ساج سبز رنگ کی چادر کو کہا جاتا ہے ،موٹے کپڑے کو بھی بولتے ہیں، سیاہ رنگ کی چادر کو بھی کہتے ہیں اور ساج، تارکول والے سیاہ دہاگے سے بنے ہوئے کپڑے کو بھی کہا جاتا ہے اس کی وضاحت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے بھی ملتی ہے جس میں یہ ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم جنگ میں ٹوپی پہنتے تھے جو سیجان کی بنی ہوئی تھی اور حدیث ابو ہریرہ میں ہے کہ اصحابِ دجال پر سیجان (چادریں) ہوں گی۔

(تاج العروس،ماده:سوج،ج6،ص50،دار الهدايه)

مزید تاج العروس ہی میں لکھا ہے کہ:

"وَقِيلَ السَّاجُ :الطَّيْلَسانُ

ترجمہ:اور کہا گیا ہے کہ ساج گول چادر کو کہا

الـكِسَاءِ الْمُرَبّع .قُلت :وَبِه فُسِّر حديثُ جابرٍ''	چادر پر بھی ساج کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں: اسی کے ساتھ حدیثِ جابر کی تفسیر کی گئی۔

(تاج العروس، مادہ:سوج، ج6، ص50، دار الهدايه)

المعجم الوسیط میں ہے:

''(اَلسَّاجُ) ضَرْبٌ مِّنَ الشَّجَرِ يَعْظُمُ جِدًّا وَيَذْهَبُ طُوْلًا وَعَرْضًا وَلَهٗ وَرَقٌ كَبِيْرٌ (ج) سِيْجَانٌ''	ترجمہ: ساج ایک بہت بڑا درخت ہے جو طول وعرض میں پھیلا ہوا ہوتا ہے اور اس کے بڑے بڑے پتے ہوتے ہیں۔ اور سیجان، ساج کی جمع ہے۔

(المعجم الوسيط، باب السين، ج1، ص460، دار الدعوه)

ہماری زبان میں اس درخت کو ساگوان کہا جاتا ہے اس کی لکڑی بھی سیاہ ہوتی ہے۔

منجد عربی، اردو میں بھی ساج کا معنی ساکھو کا درخت اور کشادہ گول چادر لکھا ہے۔

نوٹ :مذکورہ حوالہ جات میں سیجان کی تفسیر طیلسان سے کی گئی ہے اور طیلسان کا معنی المنجد میں کالی چادر، میلا کپڑا، سبز چادر جسے علماء ومشائخ استعمال کرتے ہیں بیان کیا گیا ہے۔ یونہی فرہنگ فارسی، لغات کشوری وغیرہ میں بھی طیلسان کا یہی معنی لکھا ہے۔

دوسرا جواب :اس حدیث میں جن ستر ہزار افراد کا تذکرہ ہے وہ مسلمان نہیں بلکہ یہودی ہیں یعنی اس حدیث میں امت سے امتِ اجابت (امت مسلمہ) مراد نہیں بلکہ امتِ دعوت مراد ہے، جیسا کہ صحیح مسلم شریف کی حدیث میں

((يَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ يَهُودِ أَصْفَهَانَ سَبْعُونَ أَلْفًا عَلَيْهِمُ طَيَالِسَةٌ))''

ترجمہ: اصفہان کے ستر ہزار یہودی دجال کی پیروی کریں گے جن پر طیالس ہوگی۔

(صحیح مسلم، باب فی بقیۃ من احادیث الدجال، ج4، ص2266، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

ملا علی قاری علیہ الرحمہ **سوال میں مذکور حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:**

''مِنْ أُمَّتِي أَيْ: أُمَّةِ الْإِجَابَةِ أَوِ الدَّعْوَةِ وَهُوَ الْأَظْهَرُ لِمَا سَبَقَ أَنَّهُمْ مِنْ يَهُودِ أَصْفَهَانَ''

اس روایت میں امتِ اجابت مراد نہیں بلکہ امتِ دعوت مراد ہے اور یہ بات ظاہر ہے جیسا کہ اصفہان کے یہودیوں والی روایت گذشتہ اوراق میں گذر چکی۔

(مرقاۃ المفاتیح، باب العلامات بین یدی الساعۃ، ج8، ص3481، دار الفکر، بیروت)

شیخ محقق حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے بھی اس روایت کی شرح کرتے ہوئے اشعۃ **اللمعات** کی چوتھی جلد میں یہی ارشاد فرمایا ہے۔

لہذا اس روایت کو سبز عمامہ باندھنے والے **مسلمانوں** پر منطبق کرنا سراسر غلط ہے

تیسرا جواب: نیز مسلم شریف کی روایت سے یہ بھی پتا چلا کہ وہ ستر ہزار جو دجال کی پیروی کریں گے ان کا تعلق **اصفہان** سے ہوگا نہ کہ **پاکستان** سے۔

چوتھا جواب: سوال میں مذکور روایت موضوع و من گھڑت ہے اس روایت کی سند میں ایک راوی ابو ہارون العبدی ہے جس کا نام عمارہ بن جوین ہے، اس پر محدثین کرام نے سخت جرح فرمائی ہے۔

امام ذہبی نے اس کے بارے میں ایک قول نقل کیا ہے کہ اَكْذَبُ مِنْ

’’قال السليماني:سمعت أبا بكر بن حامد يقول:سمعت صالح بن محمد أبا علي وسئل عن أبي هارون العبدي ،فقال:أكذب من فرعون‘‘

صالح بن محمد ابو علی سے ابو ہارون العبدی کے بارے میں سوال کیا گیا،تو فرمایا:وہ فرعون سے زیادہ جھوٹا ہے۔

(میزان الاعتدال،عمارة بن جوین،ج3،ص174،دار المعرفہ،بیروت)

مزید اقوال نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’كذبه حماد بن زيد.وقال شعبة:لئن أقدم فتضرب عنقي أحب إلي من أن أحدث عن أبي هارون.وقال أحمد:ليس بشئ .وقال ابن معين:ضعيف، لا يصدق في حديثه.وقال النسائي:متروك الحديث‘‘

ترجمہ:حماد بن زید نے اس کی تکذیب کی ہے،امام شعبہ نے فرمایا:ابو ہارون سے روایت کرنے سے بہتر ہے کہ میں اپنی گردن کٹوا دوں۔امام احمد نے فرمایا:یہ کوئی چیز نہیں ہے،امام یحیی بن معین نے فرمایا:ضعیف ہے،اس کی حدیث میں تصدیق نہیں کی جائے گی،امام نسائی نے فرمایا:یہ متروک الحدیث ہے۔

(میزان الاعتدال،عمارة بن جوین،ج3،ص173،دار المعرفہ،بیروت)

مزید فرماتے ہیں:

’’قال الجوزجاني:أبو هارون كذاب مفتر‘‘

ترجمہ:جوزجانی نے کہا:ابو ہارون کذاب اور مفتری ہے۔

(میزان الاعتدال،عمارة بن جوین،ج3،ص173،دار المعرفہ،بیروت)

امام دارقطنی نے اس کے بارے میں فرمایا:

’’متلون خارجي وشيعي‘‘ ترجمہ:متلون المزاج ہے،خارجی اور شیعہ ہے۔

(میزان الاعتدال،عمارة بن جوین،ج3،ص173،دار المعرفہ،بیروت)

ابن المدینی نے یحیی بن سعید سے نقل کیا ہے:

''ضعفه شعبة وما زال بن عون یروی عنه حتی مات''

ترجمہ:امام شعبہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اور ابن عون نے اس سے کوئی روایت نہیں لی یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہوگئے۔

(تہذیب التہذیب،من اسمہ عمارہ،ج7،ص412،مطبعہ دائرۃ المعارف النظامیہ،ہند)

امام ابن حجر عسقلانی نقل کرتے ہیں:

''وقال البخاری ترکه یحیی القطان''

ترجمہ:امام بخاری نے فرمایا:ابو ہارون کو امام یحیی قطان نے ترک کردیا۔

(تہذیب التہذیب،من اسمہ عمارہ،ج7،ص412،مطبعہ دائرۃ المعارف النظامیہ،ہند)

مزید اقوال نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''وقال أبو زرعة ضعیف حدیث وقال أبو حاتم ضعیف أضعف من بشر بن حرب''

ترجمہ:امام ابو زرعہ نے کہا کہ یہ ضعیف الحدیث ہے،امام ابو حاتم نے کہا کہ ضعیف ہے،بشر بن حرب سے زیادہ ضعیف ہے۔

(تہذیب التہذیب،من اسمہ عمارہ،ج7،ص412،مطبعہ دائرۃ المعارف النظامیہ،ہند)

مزید نقل کرتے ہیں:

''عن حماد بن زید کان کذابا بالغداۃ شیء وبالعشی شیء''

ترجمہ:حماد بن زید سے مروی ہے کہ ابو ہارون کذاب ہے صبح کچھ ہوتا ہے اور شام کو کچھ۔

(تہذیب التہذیب،من اسمہ عمارہ،ج7،ص412،مطبعہ دائرۃ المعارف النظامیہ،ہند)

وہابی محدث زبیر علی ترکی نے ابو ہارون کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ راوی ضعیف،متروک اور جھوٹا تھا لہذا (اس کی) یہ روایت موضوع ہے۔

(الحدیث،جنوری 2006ء،ص1)

''دیندار جماعت'' والا اعتراض

سوال: مفتیٔ اعظم پاکستان مولانا وقار الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''وقار الفتاویٰ'' میں سبز عمامہ کو ایک بدمذہب جماعت جس کا نام ''دیندار جماعت'' ہے کا شعار لکھا ہے اور اس وجہ سے اسے پہننے سے منع کیا ہے۔

جواب: اگر کسی زمانے میں کوئی چیز کسی قسم کے بدمذہبوں کا شعار اور ان کی علامت بن جائے تو اس کے لئے حکم ممانعت ہوتا ہے اور وہ چیز بعد میں ان کا شعار وعلامت نہ رہے تو اس سے حکمِ ممانعت اٹھ جاتا ہے جیسا کہ درمختار میں ہے:

''یَجْعَلُهُ لِبَطْنِ كَفِّهِ فِي يَدِهِ الْيُسْرَى وَقِيلَ الْيُمْنَى إِلَّا أَنَّهُ مِنْ شِعَارِ الرَّوَافِضِ فَيَجِبُ التَّحَرُّزُ عَنْهُ قُهُسْتَانِيٌّ وَغَيْرُهُ . قُلْت :وَلَعَلَّهُ كَانَ وَبَانَ فَتَبَصَّرْ''	ترجمہ: (مرد) انگوٹھی بائیں ہاتھ میں ہتھیلی کی طرف کرے، اور کہا گیا دائیں ہاتھ میں پہنے، مگر یہ رافضیوں کا شعار ہے، تو اس سے بچنا ضروری ہے، (قہستانی وغیرہ) میں نے کہا یہ کسی زمانے میں رہا ہوگا پھر ختم ہوگیا، تو اس پر غور کرلو۔

(درمختار کتاب الحظرو الاباحۃ ،ج6،ص361،مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

ردالمحتار میں ہے:

''أَيْ كَانَ ذَلِكَ مِنْ شِعَارِهِمْ فِي الزَّمَنِ السَّابِقِ، ثُمَّ انْفَصَلَ وَانْقَطَعَ فِي هَذِهِ الْأَزْمَانِ، فَلَا يُنْهَى عَنْهُ كَيْفَمَا كَانَ''	یعنی وہ گزشتہ زمانے میں ان کا شعار تھا پھر ان زمانوں میں نہ رہا اور ختم ہوگیا تو اب اس سے ممانعت نہ ہوگی، جیسے بھی ہو۔

(ردالمحتار ،ج6،ص361،مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

فتاویٰ رضویہ میں ہے ''کسی طائفہ باطلہ کی سنت جبھی تک لائقِ احتراز رہتی

جاتا رہا، احتراز کیوں مطلوب ہوگا۔ (فتاوی رضویه، ج8، ص634، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

فی زمانہ نہ دیندار جماعت موجود ہے اور نہ سبز عمامہ بدمذہبوں کا شعار ہے۔ لہذا حکمِ ممانعت نہ رہا۔

مواظبت والا اعتراض

سوال: چلو مان لیا کہ سبز عمامہ پہننا حضور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ثابت اور جائز و مستحب ہے، مگر ایک مستحب کام پر ہمیشگی کرنا کیسا ہے؟

جواب: کسی مستحب کام پر مواظبت (ہمیشگی) کرنا جائز و درست ہے، اس میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ اس کو واجب سمجھ کر نہ کرے اور یہ اندیشہ بھی نہ ہو کہ لوگ اسے واجب سمجھ لیں گے۔ جیسا کہ مردے کو سفید رنگ کا کفن پہننا مستحب ہے، شامی میں ہے:

"وَيَسْتَحِبُّ الْبَيَاضُ" ترجمہ: اور سفید کفن مستحب ہے۔

(شامی، ج3، ص100، مکتبہ امدادیہ، ملتان)

مگر فی زمانہ کفن میں سفید رنگ پر مواظبت ہے ہر مسلمان کو سفید رنگ کا کفن ہی دیا جاتا ہے اور کوئی اسے غلط نہیں کہتا۔

اسی طرح فجر کی اذان میں "اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ" کہنا مستحب ہے، جیسا کہ جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فجر کے وقت یہ الفاظ کہے تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

((اِجْعَلْهُ فِيْ اَذَانِكَ)) ترجمہ: ان الفاظ کو اپنی اذان کا حصہ بنالو۔

اس کے تحت بحر الرائق میں ہے "وَهُوَ لِلنَّدْبِ" ترجمہ: اور یہ فرمانا استحباب کے لئے ہے۔ (البحر الرائق، ج1، ص256، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

اور بہارِ شریعت میں ہے ''صبح کی اذان میں فلاح کے بعد اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہنا مستحب ہے۔'' (بہار شریعت ،ج 1،حصہ3،ص470،مکتبۃ المدینہ ، کراچی)

مگر آج کوئی اذانِ فجر اس سے خالی نہیں ہوتی اور سب اسے صحیح و درست سمجھتے ہیں۔ جب ان مستحب کاموں پر مواظبت منع نہیں تو پھر سبز عمامہ پر مواظبت بھی منع نہیں۔

قیام اللیل یعنی رات کے نوافل مستحب ہیں، مگر پابندی کرنے والے کو ترک کرنا مکروہ و ناپسندیدہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں:

((قَالَ لِی رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:یَا عَبْدَ اللَّهِ، لاَ تَكُنْ مِثْلَ فُلاَنٍ كَانَ يَقُومُ اللَّيْلَ، فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ))

ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے مجھے ارشادفرمایا:اے عبداللہ!تو فلاں کی طرح نہ ہونا کہ رات میں اُٹھا کرتا تھا پھر چھوڑ دیا۔

(صحیح بخاری،باب مایکرہ من ترک قیام اللیل لمن کان یقومہ،ج2،ص54،دارطوق النجاۃ)

بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ہر عمل کے بارے میں ارشادفرمایا:

((أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللهِ تَعَالَى أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ))

ترجمہ:اعمال میں زیادہ پسند اللہ عزوجل کو وہ ہے جو ہمیشہ ہو،اگرچہ تھوڑا ہو۔

(صحیح مسلم،باب فضیلۃ العمل الدائم من قیام اللیل وغیرہ،ج1،ص541،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

اس حدیث پاک کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے روایت کیا ہے،ان کے بارے میں ماقبل راوی کہتے ہیں:

عَمِلَتِ الْعَمَلَ لَزِمَتْہُ)) اس کو اپنے اوپر لازم کر لیتیں یعنی پابندی کے ساتھ کرتیں۔

(صحیح مسلم، باب فضیلۃ العمل الدائم من قیام اللیل وغیرہ، ج 1، ص 541، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

باب ششم: خواب میں عمامہ دیکھنا

علامہ ابراہیم بن یحیی المقدسی النمیری (المتوفی 779ھ) فرماتے ہیں:

”الْعِمَامَة فِي الْمَنَام تَاج الرجل وقوته وولايته وَزَوجته فَمن رأى من الْمُلُوك أَو الْوُلَاة كَأَن عمَامَته نزلت فِي عُنُقه ادوارا فَإِنَّهُ يعْزل من ولَايَته ويُطَالب ببقايا بقيت فِي عُنُقه وَكَذَلِكَ إِذا سلبت من فَوق رَأسه وخطفها خاطف فَإِنَّهُ يعْزل من ولَايَته۔وَإِن غير وَال فَإِنَّهُ يُطلق الزَّوْجَة أَو يذهب مَاله وجاهه وَكَذَلِكَ إِذا رأى عمَامَته صَارَت ذَهَبا فَإِن ولَايَته ذَاهِبَة أَو زَوجته أَو مَاله۔الرُّؤْيَا المعبرة حِكَايَة رأى جَعْفَر الْمَنْصُور فِي مَنَامه كَأَن النَّبِي عَمه بعمامة كورها على رَأسه ثَلَاثَة وَعشْرين لفة فولي الْخلَافَة ثَلَاثَة و عشرين سنة وَكَذَلِكَ إِذا رأى إِنْسَان

ترجمہ: خواب میں عمامہ دیکھنا مرد کے تاج ،قوت، ولایت اور اس کی زوجہ کی طرف اشارہ ہے، پس بادشاہوں یا اہل عہدہ میں سے جس نے خواب میں دیکھا کہ اس کا عمامہ اس کی گردن میں لپٹا ہوا ہے تو وہ اپنی ولایت سے معزول ہوجائے گا اور اس سے ان چیزوں کا مطالبہ کیا جائے گا جو اس کی گردن پر باقی ہیں، اسی طرح عمامہ جب اس کے سر سے سلب کرلیا گیا یا اسے اچکنے والے نے اسے اچک لیا تو یہ اس بات کی نشانی ہے کہ یہ معزول ہوجائے گا۔اور اگر بادشاہ کے علاوہ کسی نے دیکھا کہ عمامہ اس کے سر سے گر گیا ہے تو وہ اپنی بیوی کو طلاق دے گا یا اس کا مال وجاہ چلا جائے گا۔اسی طرح جب اس نے خواب میں دیکھا کہ اس کا عمامہ سونے کا

كَأَن سُلطَانا حيا أَو مَيتا نَاوَلَهُ عِمَامَة فَإِنَّهُ يوليه فِي ولَايَة۔والعمامة نصْرَة لقصة نوح عليه السلام إِذ دَعَا الله تَعَالَى وانتصر علي قومه نزل عَلَيْهِ جبْرِيل عليه السلام وَعَمه بعمامة وأركبه فِي السَّفِينَة وَالْمَلَائِكَة الَّذين أمد الله بهم نبيه كَانُوا معممين وَذَلِكَ قَوْله تَعَالَى ﴿يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُم بِخَمْسَةِ آلَفٍ مِّنَ الْمَلٰئِكَةِ مُسَوِّمِينَ﴾وَقَالَ ((اعتموا تزدادوا حلما))وَمن رأى كَأَنَّهُ لبس عِمَامَة ازْدَادَ رئاسة وصناعة فَإِن كَانَت من خَز ازْدَادَ مَالا وَإِن كَانَت من صوف نَال ولَايَة وصلاحا فِي دينه۔وَإِن كَانَت من قطن فَهِيَ كالصوف وَإِن كَانَت من أبريسم فَهِيَ ولَايَة فِي فَسَاد دين وَمَالهَا حرَام۔وَمن تعمم بعمامة فَوق عمَامَته زَاد

ہوگیا ہے تو اس کی ولایت یا مال یا زوجہ چلی جائے گی۔وہ خواب جن کی حکایۃً تعبیر بیان کی گئی ہے،ابوجعفر منصور نے خواب میں دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عمامہ باندھا جس کے تیئس بل تھے،پس انہیں تیئس سال کے لئے خلیفہ بنا دیا گیا ،اسی طرح جب کسی انسان نے خواب میں دیکھا کہ زندہ یا مردہ سلطان نے اسے عمامہ دیا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ سلطان اسے کوئی عہدہ دے گا۔عمامہ نصرت (فتح) کی نشانی ہے،اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے لئے جب دعائے ضرر کی اور ان کے خلاف مدد طلب کی تو جبریل امین نازل ہوئے اور انہوں نے آپ علیہ السلام کو عمامہ باندھا اور انہیں کشتی میں سوار کیا ۔وہ ملائکہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کے لئے بھیجا وہ عمامے کی حالت میں تھے ،اور یہ اللہ

جاهه وَثَبت فِی ولَايَته وَمن رأى كَـأَنَّهُ يلف عِمَامَة على رَأسه فَإِنَّهُ يُسَافر سفرا بِقدر طول الْعِمَامَة ـ وَقيل الْعِمَامَة امْرَأَة فَمَا يرى فِيهَا من نقص أَو خرق أَو وسخ فَهُوَ فِی المراة ـ وَمن رأى عمَامَته بَيْضَاء نقية وفيهَا خرق أَو مزق فَهُوَ كَلَام يُقَال فِی زَوجته وَهِی بريئة من ذَلِك لبياض الْعِمَامَة ـ والعمامة الصَّفْرَاء مرض فِی الرَّأْس ـ والعمامة السَّوْدَاء إِذا لبسهَا غير مُعْتَاد لَهَا هم وحزن وَهِی سؤدد لمن هُوَ من أَهلهَا ـ وَإِذا رأى الْملك عمَامَته كالبيت وخاتمه كالخلخال فَإِنَّهُ يعْزل من ملكه وَإِن كَانَ واليا عزل من وِلَايَته"

تعالیٰ کے اس قول سے ثابت ہے ﴿يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُم بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِّنَ الْمَلَآئِكَةِ مُسَوِّمِينَ﴾ یعنی تمہارا رب تمہاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمامہ باندھو اس سے حلم بڑھے گا۔ جس نے خواب میں دیکھا کہ اس نے عمامہ پہنا ہے تو اس کی امیری اور کاروبار میں ترقی ہوگی، اور اگر دیکھا کہ ریشم اور اون کے کپڑے کا عمامہ باندھا ہے تو اس کے مال میں زیادتی ہوگی، اور اگر دیکھا کہ اون کا عمامہ پہنا ہے تو تو اسے کو منصب اور دین میں پرہیزگاری نصیب ہوگی۔ اور اگر عمامہ روئی کا ہے تو اس کی تعبیر اون کے عمامے ہی کی طرح ہے۔ اور اگر عمامہ ابریسم کا ہے تو یہ اس بات کی نشانی ہے کہ اسے کوئی عہدہ ملے گا جس میں دین کا نقصان ہوگا، اور اس کا مال حرام ہوگا۔ جس نے خواب میں عمامے کے اوپر

عمامہ باندھا تو اس کی عزت میں ترقی
ہوگی اور وہ اپنے عہدے پر ثابت رہے
گا،جس نے خواب میں دیکھا کہ وہ
عمامہ باندھ رہا ہے تو وہ عمامے کی لمبائی
کی مقدار سفر کرے گا۔کہا گیا ہے کہ
خواب میں عمامہ دیکھنا اپنی عورت کے
احوال دیکھنے کی طرح ہے،پس جس نے
عمامے میں کوئی کمی دیکھی یا پھٹن یا اس
می میل دیکھی تو یہ عیب اس کی عورت میں
بھی ہوں گے۔جس نے خواب میں
سفید و صاف عمامہ دیکھا اور اس میں
پھٹن تھی یا وہ پرزے پرزے نظر آیا تو یہ
اس کی عورت کے بارے میں کیئے جانے
والے کلام کی طرف اشارہ ہے،اور اس
کی عورت بریٔ الذمہ ہے جو کہ اس
عمامے کی سفیدی سے ظاہر ہورہا
ہے۔زرد رنگ کا عمامہ دیکھا تو یہ سر میں
مرض کی نشانی ہے۔خواب میں غیر معتاد
طریقہ پر کالا عمامہ باندھے دیکھا تو یہ
اس بات کی نشانی ہے کہ اسے رنج و الم

پہنچے گا، خواب میں سیاہ عمامہ دیکھنا اس بات کی نشانی ہے کہ اگر یہ سرداری کا اہل ہے تو اسے سرداری ملے گی۔ بادشاہ نے جب اپنے عمامے کو گھر کی طرح یا اپنی انگوٹھی کو پازیب کی طرح دیکھا تو وہ اپنے ملک سے معزول ہو جائے گا، اور اگر خواب دیکھنے والا گورنر ہو تو وہ اپنے عہدے سے معزول ہو جائے گا۔

(تعبیر الرؤیا، باب الحرف العین، ج1، ص208، مکتبۃ الجامعۃ الاردنیہ)

علامہ عبدالغنی نابلسی (متوفی 1143ھ) فرماتے ہیں:

”(ومن رأى) أن والياً عممه فإنه يتولى ولاية أو يتزوج زوجة تقية. (ومن رأى) أن نبياً عممه أو سلطاناً حياً أو ميتاً ناوله عمامة فإنه يوليه ولاية ومن صلى في المنام صلاة بغير عمامة ربما داخله شك في وضوئه أو نقص في ركوعه وسجوده، (ومن رأى) من المشركين أن على رأسه عمامة أسلم لما ورد:

اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ کے بادشاہ نے اسے عمامہ پہنایا ہے تو یہ اس بات کی نشانی ہے کہ یہ بادشاہ بنے گا یا کسی نیک عورت سے شادی کرے گا۔ جس نے خواب میں دیکھا کہ نبی نے یا سلطان (جو زندہ ہے یا مردہ ہے) نے عمامہ دیا تو یہ اس بات کی نشانی ہے کہ اسے کوئی عہدہ ملے گا۔ جس نے خواب میں بغیر عمامے کے نماز پڑھی تو بسا اوقات اسے نماز میں شک واقع ہو جاتا ہے یا اس کے رکوع وسجود

لا یفرق بیننا وبین المشرکین إلا العمائم علی القلانس .ومن کان خائفاً ذی سلطان ورآہ فی المنام بعمامۃ حسنۃ حلم علیہ وأمن من شرہ وکذلك إن کان علی رأسہ عمامۃ حسنۃ حلم ھو علی غیرہ وأمن غیرہ شرہ"

ناقص رہ جاتے ہیں ۔مشرکین میں سے جس نے دیکھا کہ اس کے سر پر عمامہ ہے تو وہ ایمان لے آئے گا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق ٹوپیوں پر عمامے باندھنا ہے، جب کوئی کسی حکمران سے خوف زدہ ہو اور اسے خواب میں خوبصورت عمامہ باندھے دیکھے تو یہ اس بات کی نشانی ہے کہ وہ اس پر نرمی کرے گا اور یہ اس کے شر سے محفوظ رہے گا، اسی طرح اگر اس نے اپنے آپ کو خوبصورت عمامہ باندھے دیکھا تو یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ دوسروں پر نرمی کرے گا اور لوگ اس کے شر سے محفوظ رہیں گے۔

(تعطیر الانام فی تعبیر المنام، باب العین، ج1، ص254، دار الفکر، بیروت)

باب ہفتم: لباس کے بارے میں

محبوب رنگ

سوال: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کپڑوں میں کون سا رنگ محبوب تھا؟

جواب: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لباس میں سفید رنگ زیادہ محبوب تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِلْبَسُوا الثِّيَابَ الْبَيَاضَ فَإِنَّهَا أَطْهَرُ وَأَطْيَبُ، وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ))

ترجمہ: سفید کپڑے پہنو کہ وہ زیادہ پاکیزہ اور خوب ہیں۔ اور اپنے اموات کو سفید کفن دو۔

(مسند احمد بن حنبل، ومن حدیث سمرہ بن جندب، ج 33، ص354، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت ☆ جامع الترمذی، باب ماجاء فی لبس البیاض، ج 4، ص414، دار الغرب الاسلامی، بیروت ☆ السنن الکبری للنسائی، ای الکفن خیر، ج 2، ص410، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت)

یہی حدیث پاک الفاظ مختلفہ کے ساتھ سنن ابن ماجہ، سنن ابی داؤد، سنن نسائی اور دیگر کتب احادیث میں بھی ہے۔

(سنن ابن ماجہ، باب ماجاء فیما یستحب من الکفن، ج 1، ص473، دار احیاء الکتب العربیہ، بیروت ☆ سنن ابی داؤد، باب فی البیاض، ج 4، ص 51، المکتبۃ العصریہ، بیروت ، سنن نسائی، ای الکفن خیر، ج4، ص34، مکتب المطبوعات الاسلامیہ، حلب)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "رنگ سبز و سرخ بھی ثابت ہے۔ اور محبوب تر سفید۔"

(فتاوی رضویہ، ج22، ص168تا171، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

کالے رنگ کا لباس

سوال: کالے رنگ کا لباس پہننا کیسا ہے؟

جواب: کالے رنگ کا لباس پہننا جائز ہے، چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کالا عمامہ پہنا ہے چنانچہ صحیح مسلم شریف میں ہے:

((أن النبي صلی اللہ علیہ وسلم **دخل يوم فتح مكة وعليه عمامة سوداء))**

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ نے کالا عمامہ پہن رکھا تھا۔

(صحيح مسلم، كتاب الحج، باب جوز دخول مكة، جلد 2، صفحه 990، دار احياء التراث العربي، بيروت)

اس حدیث پاک کے تحت علامہ نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

"فيه جواز لباس الثياب السود وفي الرواية الأخرى خطب الناس وعليه عمامة سوداء فيه جواز لباس الأسود في الخطبة"

ترجمہ: اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ کالے کپڑے پہننا جائز ہے۔ اور ایک دوسری روایت میں یوں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کالا عمامہ پہن کالوگوں کو خطبہ دیا۔ اس حدیث سے خطبہ میں کالا لباس پہننے کے جواز کا ثبوت ہے۔

(شرح نووی علی مسلم، كتاب الحج، باب جوز دخول مكة، جلد 9، صفحه 133، دار احياء التراث العربي، بيروت)

یونہی کتبِ فقہ مثل تبیین، بحر، بنایہ و درمختار مع ردالمحتار وغیرہ میں ہے:

واللفظ لآخر "ندب لبس السواد لأن محمدا ذكر في السير الكبير في باب الغنائم حديثا يدل على أن لبس السواد مستحب"

ترجمہ: کالا لباس مستحب ہے۔ امام محمد نے سیر کبیر باب الغنائم میں ایک حدیث نقل کی ہے جو کالا لباس پہننے کے مستحب ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

(درمختار مع ردالمحتار، كتاب الخنثى، مسائلِ شتى، جلد 6، صفحه 731، دار الفكر، بيروت)

ہیں۔فتاوی ہندیہ میں ہے:

”ولا یجوز صبغ الثیاب أسود أو أکهب تأسفا علی المیت“	میت پر اظہار افسوس کے لئے سیاہ یا مائل بہ سیاہ کپڑے پہننا جائز نہیں۔

(فتاوٰی ہندیہ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع ،جلد5،صفحہ333،دار الفکر ،بیروت)

یونہی محرم کے دنوں میں سیاہ کپڑے پہننا منع ہیں کہ بد مذہبوں کی علامت اوران سے مشابہت ہےاور ہمیں بدمذہبوں کی مشابہت سے بچنے کا حکم ہے۔سیدی اعلی حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن لکھتے ہیں ”مسلمان کو چاہئے عشرہ مبارک میں تین رنگوں سے بچے سیاہ، سبز، سرخ۔سیاہ، سبز کی وجہیں تو معلوم ہوگئیں اور سرخ آج کل ناصبی خبیث خوشی کی نیت سے پہنتے ہیں، سیاہ میں اُودا، نیلا، کاسنی۔سبز میں کاہی، دھانی، پستیء۔سرخ میں گلابی، عنابی، نارنجی سب داخل ہیں۔غرض جس پر ان میں کوئی رنگ صادق آئے اگر سوگ یا خوشی کی نیت سے پہنے جب تو خود ہی حرام ہے ورنہ ان کی مشابہت سے بچنا بہتر ہے۔“

(فتاوٰی رضویہ،جلد24،صفحہ96-492،رضا فائونڈیشن،لاہور)

سرخ لباس

سوال:مرد کے لئے سرخ رنگ کے کپڑے پہننا کیسا ہے؟

جواب:مرد کے لئے سرخ کپڑے پہننا جائز ہے مگر بہتر یہ ہے کہ نہ پہنے۔

درمختار میں ہے:

”(**ولا بأس بسائر الالوان**)وفی المجتبی و القهستانی وشرح النقایة لابی المکارم:لابأس بلبس الثوب الاحمر۔اه۔ومفاده ان	ترجمہ:مرد ہر رنگ کے کپڑے پہن سکتا ہے،مجتبی،قہستانی،شرح نقایہ لابی مکارم میں ہے کہ سرخ رنگ کا کپڑا پہننے میں حرج نہیں،اس کا مفاد یہ کہ یہ مکروہ

الکراھة تنزیھیة"　　　　تنزیہی ہے۔

(درمختار مع ردالمحتار،ج9،ص15،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

اس کے تحت ردالمحتار میں ہے:

"لان کلمة لابأس تستعمل　　**کیونکہ لابأس غالب طور پر خلافِ اولیٰ کے**

غالباً فیما ترکه اولیٰ"　　　　**لئے آتا ہے۔**

(ردالمحتار،ج9،ص15،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ **فرماتے ہیں "خالص سرخ غیر معصفر میں اضطرابِ اقوال ہے اور صحیح معتمد جواز۔۔باینہمہ انصاف یہ کہ شدتِ اختلاف کے باعث احتراز اولیٰ۔"**

(فتاوی رضویہ،ج22،ص198،رضا فائونڈیشن،لاہور)

صدرالشریعہ بدرالطریقہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ **فرماتے ہیں "کسم یا زعفران کا رنگا ہوا کپڑا پہننا مرد کو منع ہے۔۔۔ان دو رنگوں کے سوا باقی ہر قسم کا رنگ زرد، سرخ، دھانی، بسنتی، چمپئی، نارنجی وغیرہا مردوں کو بھی جائز ہیں۔اگرچہ بہتر یہ ہے کہ سرخ رنگ یا شوخ رنگ کے کپڑے مرد نہ پہنے، خصوصاً جن رنگوں میں زنانہ پن ہو مرد اس کو بالکل نہ پہنے۔"**　(بہار شریعت،حصہ16،ص415،مکتبۃ المدینہ،کراچی)

زرد لباس

سوال: زرد رنگ کپڑا امرد کو پہنا کیسا ہے؟ خصوصا جو شخص اپنے کو عالم کہے اور پھر زرد کپڑا پہنتا ہو۔

جواب: زعفران کا رنگا ہوا کپڑا امرد پر حرام ہے۔اور کسی طرح کا زرد رنگ حرام نہیں۔ہاں اگر وہ کسی ایسی وضع مخصوص پر ہے جس سے انگشت نمائی وشہرت ہو تو مطلقاً مکروہ ہے۔　(فتاوی رضویہ،ج22،ص...،رضا فائونڈیشن،لاہور)

فتاوی رضویہ میں ایک اور مقام پر ہے"کسم کا رنگا ہوا سرخ اور کیسر کا رزرد جنھیں معصفر ومزعفر کہتے ہیں مرد کو پہننا ناجائز وممنوع ہے اور ان سے نماز مکروہ تحریمی۔اوران کے سوااور رنگ کا زرد بلا کراہت مباح خالص ہے۔"

(فتاوی رضویہ،ج22،ص196،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

لباس میں ممنوع رنگ

سوال:کون سے رنگ کالباس پہننا مردوعورت کے لئے ممنوع ہے؟

جواب:عورت کو ہر رنگ کے کپڑے پہننا جائز ہے۔مرد کو کُسم سے رنگے ہوئے سرخ اور کیسر (زعفران) کے رنگے ہوئے زرد رنگے کپڑے پہننا جائز نہیں ہے۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے مجھے کسم کے رنگے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

((إن هذه من ثياب الكفار فلا تلبسها، وفي حديث"بل احرقهما)) ترجمہ: یہ کافروں کے کپڑے ہیں تم انہیں مت پہنو۔بلکہ انہیں جلادو۔

(صحیح مسلم ،کتاب اللباس ،باب النھی عن لبس الرجل ،جلد3،صفحہ1647،دار احیاء التراث العربی ،بیروت)

درمختار میں ہے:

"(وكره لبس المعصفر والمزعفر الأحمر والأصفر للرجال) مفاده أنه لا يكره للنساء (ولا بأس بسائر الألوان)" ترجمہ: کسم یا کیسر سے رنگے ہوئے سرخ و زرد رنگ کے کپڑے پہننا مرد کو مکروہ ہیں ۔اس کا مفاد یہ ہے کہ عورتوں کے لئے یہ دونوں ممنوع نہیں ہیں ۔اس کے علاوہ بقیہ سارے رنگوں میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(درمختار ،الحظر و الاباحت ،فصل فی اللبس ،جلد6،صفحہ358،دار الفکر ،بیروت)

(کسم ایک قسم کا پھول ہے جس سے انتہائی سرخ قسم کا رنگ حاصل ہوتا ہے اور پھر اس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں۔کیسر بھی ایک قسم کا پھول ہے جس سے زرد رنگ حاصل ہوتا ہے۔اس کو زعفران بھی کہتے ہیں،فیروز اللغات)

کسم یا کیسر کے علاوہ بقیہ تمام رنگ (چاہے وہ سرخ و زرد ہوں یا کوئی اور) مردوں کو فی نفسہ جائز ہیں البتہ محرم کے دنوں میں سیاہ کپڑے پہننا منع ہیں،یونہی شوخ سرخ رنگ یا جن رنگوں میں زنانہ پن کا اظہار ہو ان سے بچنا چاہیے۔امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''عورت کو ہر قسم کا رنگ جائز ہے جب تک اس میں کوئی نجاست نہ ہو،اور مرد کے لئے دو رنگوں کا استثناء ہے،معصفر ارمزعفر یعنی کسم اور کیسر،یہ دونوں مرد کو ناجائز ہیں اور خالص شوخ رنگ بھی اسے مناسب نہیں۔ حدیث میں ہے:

((إِيَّاكُمْ وَالْحُمْرَةَ فَإِنَّهَا أَحَبُّ الزِّينَةِ إِلَى الشَّيْطَانِ)) ترجمہ:سرخ رنگ سے بچو اس لئے کہ وہ شیطان کی پسندیدہ زینت ہے۔

(المعجم الکبیر،ج18،ص148،مکتبہ ابن تیمیہ،القاہرہ)

باقی رنگ فی نفسہ جائز ہیں کچے ہوں یا پکے ہاں اگر کوئی کسی عارض کی وجہ ممانعت ہو جائے تو وہ دوسری بات ہے جیسے ماتم کی وجہ سے سیاہ لباس پہننا حرام ہے۔

بلکہ ماتم کے لئے کسی قسم کی تغییر وضع حرام ہے۔''

(فتاوی رضویہ ملخصا،ج22،ص185،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں ''کسم یا زعفران کا رنگا ہوا کپڑا پہننا مرد کو منع ہے گہرا رنگ ہو کہ سرخ ہو جائے یا ہلکا ہو کہ زرد رہے دونوں کا ایک حکم

رنگ زرد، سرخ، دھانی، بسنتی، چمپئی، نارنجی وغیرہا مردوں کو بھی جائز ہیں۔ اگرچہ بہتر یہ ہے کہ سرخ رنگ یا شوخ رنگ کے کپڑے مرد نہ پہنے خصوصاً جن رنگوں میں زنانہ پن ہو مرد اس کو بالکل نہ پہنے۔ اور یہ ممانعت رنگ کی وجہ سے نہیں بلکہ عورتوں سے تشبہ ہوتا ہے اس وجہ سے ممانعت ہے لہذا اگر یہ علت نہ ہو تو ممانعت بھی نہ ہوگی، مثلاً بعض رنگ اس قسم کے ہیں کہ عمامہ رنگا جا سکتا ہے اور کرتا پاجامہ اسی رنگ سے رنگا جائے یا چادر رنگ کر اوڑھیں تو اس میں زنانہ پن ظاہر ہوتا ہے تو عمامہ کو جائز کہا جائے گا اور دوسرے کپڑوں کو مکروہ۔" (بہار شریعت، جلد2، حصہ 16، صفحہ 415، مکتبۃ المدینہ)

قمیص

کرتے کی لمبائی

سوال: حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کرتہ شریف کتنا نیچا تھا؟

جواب: کرتہ اور قمیض مبارک کی لمبائی نصف پنڈلی تک ہوتی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے:

((انَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَبِسَ قَمِیصًا وَکَانَ فَوْقَ الْکَعْبَیْنِ))

ترجمہ: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ایسا کرتہ زیب تن فرمایا جو ٹخنوں سے اوپر تک لمبا تھا۔

(المستدرک للحاکم، کتاب اللباس، ج4، ص217، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

مواہب اللدنیہ میں ہے:

((کان ذیل قمیصه وردانه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی انصاف الساقین))

ترجمہ: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قمیص مبارک کا دامن اور چادر مبارک یعنی تہبند یہ دونوں آدھی پنڈلیوں تک ہوا کرتے تھے۔

(المواہب اللدنیہ، المقصد الثالث، النوع الثانی، ج2، ص185، المکتبۃ التوفیقیہ، القاہرہ)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "قمیص مبارک نیم ساق (آدھی پنڈلی) تک تھی۔" (فتاوی رضویہ، ج22، ص168تا171، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "سنت یہ ہے کہ دامن کی لمبائی آدھی پنڈلی تک ہو اور آستین کی لمبائی زیادہ سے زیادہ انگلیوں کے پوروں تک اور چوڑائی ایک بالشت ہو۔ (بہار شریعت، حصہ16، ص409، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

آستین کی لمبائی اور چوڑائی

جواب: سنت یہ ہے کہ آستین کی لمبائی زیادہ سے زیادہ انگلیوں کے پوروں تک اور چوڑائی ایک بالشت ہو۔ جیسا کہ بہار شریعت میں ہے ”سنت یہ ہے کہ۔۔۔آستین کی لمبائی زیادہ سے زیادہ انگلیوں کے پوروں تک اور چوڑائی ایک بالشت ہو۔“ (بہار شریعت، حصہ16، ص409، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

قمیض کا گریبان کہاں ؟

سوال: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قمیض کا گریبان مبارک سینہ اقدس پر تھا یا دائیں بائیں؟

جواب: گریبان مبارک سینہ اقدس پر تھا۔ اشعۃ اللمعات میں ہے:

”جیب قمیص آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بر سینہ مبارک وے بود چنانکہ احادیث بیسار برآں دلالت دارد وعلمائے حدیث تحقیق ایں نمودہ اند“

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قمیص مبارک کا گریبان آپ کے سینہ مبارک پر تھا۔ چنانچہ بہت سی احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں اور محدثین حضرات نے اس کی تحقیق کی ہے۔

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ، کتاب اللباس، الفصل الثانی، ج، ص، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر)

اسی میں ہے:

”تحقیق آنست کہ گریبان پیراہن نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بر سینہ بود“

ترجمہ: تحقیق یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک کرتے کا گریبان آپ کے سینہ مبارک پر تھا۔

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ، کتاب اللباس، الفصل الثانی، ج، ص، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر)

سوال: کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کرتے کے دامن کے چاک مبارک کھلے تھے؟

جواب: دامن کے چاک کھلے ہونا ثابت ہے کہ ان پر ریشمی کپڑے کی گوٹ تھی اور گوٹ کھلے ہوئے چاکوں پر لگاتے ہیں۔ صحیح مسلم میں اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے:

((فَأَخْرَجَتْ إِلَيَّ جُبَّةَ طَيَالِسَةٍ كِسْرَوَانِيَّةٍ لَهَا لِبْنَةُ دِيبَاجٍ، وَفَرْجَيْهَا مَكْفُوفَيْنِ بِالدِّيبَاجِ))

انہوں (حضرت اسماء) نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا ایک طیاسی کسروانی جبہ (لوگوں کو دکھانے کے لئے) باہر نکالا جس کے گریبان پر ریشمی کپڑے کی گوٹ لگی ہوئی تھی اور اس کی دونوں اطراف ریشم گھری ہوئی تھیں۔

(صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم استعمال اناء الذھب، ج3، ص1641، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

بٹن یا گھنڈی

سوال: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک کرتے میں بٹن لگے ہوئے تھے یا گھنڈی؟

جواب: اس زمانہ میں گھنڈی تکمے ہوتے جن کو زر وعروہ کہتے بٹن ثابت نہیں۔ نہ ان میں کوئی حرج ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج22، ص168تا171، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سونے کے بٹن

سوال: قمیض میں سونے چاندی کے بٹن لگانا کیسا ہے؟

جواب: سونے چاندی کے بٹن لگانا جائز ہے۔ صدرالشریعہ مفتی امجد علی

ہے، جس طرح ریشم کی گھنڈی جائز ہے۔ یعنی جبکہ بٹن بغیر زنجیر ہوں اور اگر زنجیر والے بٹن ہوں تو ان کا استعمال ناجائز ہے کہ یہ زنجیر زیور کے حکم میں ہے، جس کا استعمال مرد کو ناجائز ہے۔ (بہار شریعت، حصہ16، ص415، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

پاجامہ اور تہبند

تہبند

سوال: کیا تہبند باندھنا سنت ہے؟

جواب: اصل سنت جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لگاتار اپنایا وہ تہبند ہی ہے، امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اصل سنت کہ مستمرہ فعلیہ حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیہم اجمعین ازار یعنی تہبند ہے۔''

(فتاوی رضویہ ،ج22،ص155تا159 ،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

پاجامہ (شلوار)

سوال: کیا پاجامہ (شلوار) پہننا بھی سنت ہے؟

جواب: جی ہاں! پاجامہ پہننا بھی سنت ہے۔فتاوی عالمگیری میں ہے:

''لُبْسُ السَّرَاوِیلِ سُنَّةٌ، وَهُوَ مِنْ أَسْتَرِ الثِّیَابِ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، کَذَا فِی الْغَرَائِبِ''

ترجمہ: پاجامہ (شلوار) سنت ہے اور یہ مردوں عورتوں دونوں اصناف کے لئے زیادہ ستر پوش ہے یونہی الغرائب میں مذکور ہے۔

(فتاوی ہندیہ ،کتاب الکراھیۃ ،الباب التاسع ،ج5،ص333،نورانی کتب خانہ، پشاور)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں'' بالجملہ پاجامہ پہننا بلاشبہہ مستحب بلکہ سنت ہے،ان لم یکن فعلا فقولا والافلا اقل من الستنان تقریر اکماعلمت ۔اگر فعلی سنت نہ بھی ہوتو قولی سنت ضرور ہےاوراگر یہ بھی نہ ہوکم ازکم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تقریری سنت تو لامحالہ ہے۔

(فتاوی رضویہ ،ج22،ص155تا159 ،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

مزید اس پر دلائل دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''ایک حدیث میں مروی

کیا۔حضور پاجامہ پہنتے ہیں۔فرمایا:

((نَعَمْ، وَبِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَفِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ، فَإِنِّي أُمِرْتُ بِالتَّسَتُّرِ، فَلَمْ أَجِدْ شَيْئًا أَسْتَرَ مِنْهُ))

ترجمہ:ہاں سفر وحضر میں شب و روز پہنتا ہوں اس لئے کہ مجھے ستر کا حکم ہوا ہے میں نے اس سے زیادہ ساتر کسی شیء کو نہ پایا۔

(المعجم الاوسط للطبرانی،من اسمہ محمد،ج6،ص349،دارالحرمین،القاہرہ ☆ مجمع الزوائد،کتاب اللباس، باب فی السراویل،ج 5،ص122، مکتبۃ القدسی،القاہرہ)

مگر یہ حدیث بشدت ضعیف ہے۔

حتی ان ابا الفرج اوردہ علی عادتہ فی الموضوعات والصواب کما بینہ الامام السیوطی، واقتصر علیہ الحافظ ابن حجر وغیرہ انہ ضعیف فقط۔ تفرد بہ یوسف بن زیاد الواسطی واہ۔

ترجمہ:یہاں تک کہ حافظ ابوالفرج ابن جوزی نے اپنی عادت کے مطابق اسے موضوعات میں ذکر کیا ہے۔لیکن ٹھیک بات جیسا کہ امام سیوطی نے بیان فرمائی اور حافظ ابن حجر وغیرہ نے اسی پر اکتفاء کیا وہ یہ ہے کہ وہ صرف ضعیف ہے چنانچہ یوسف بن زیاد واسطی اسے روایت کرنے میں متفرد (یعنی تنہا) ہے اور وہ کمزور ہے۔

ہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسے خریدنا بسندِ صحیح ثابت ہے۔سوید بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں:

((فَجَاءَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي فَسَاوَمَنَا بِسَرَاوِيلَ،

ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لا کر ہمارے ساتھ چلے،ہم سے

فَبِعْنَاہ)) پاجامے (شلوار) کا سودا کیا، ہم نے انہیں شلوار فرخت کی۔

(سنن ابی داؤد، باب فی الرجحان فی الوزن، ج3، ص245، المکتبۃ العصریہ، بیروت ☆سنن ابن ماجہ، باب لبس السراویل، ج2، ص1185، داراحیاء الکتب العربیہ، بیروت ☆جامع الترمذی، باب ماجاء فی الرجحان فی الوزن، ج2، ص589، دارالغرب الاسلامی، بیروت)

نسائی کے الفاظ یہ ہیں:

((فَاشْتَرَی مِنَّا سَرَاوِیل)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم سے شلوار خریدی۔

(سنن نسائی، الرجحان فی الوزن، ج7، ص284، مکتب المطبوعات الاسلامیہ، حلب)

اور ظاہر ہے یہی ہے کہ خریدنا پہننے ہی کے لئے ہوگا۔

بہر حال اس میں شک نہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم زمانہ اقدس میں باذنِ اقدس پاجامہ پہنتے کما فی الھدیٰ والمواھب وشرح سفر السعادۃ وغیرھا (جیسا کہ الہدیٰ، المواہب اور شرح سفر السعادۃ وغیرہ میں مذکور ہے۔)

مواہب اللدنیہ کی عبارت یہ ہے:

"وکانوا یلبسونہ فی زمانہ وبإذنہ" ترجمہ: صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے پاجامہ (شلوار) پہنتے تھے۔

(مواہب اللدنیہ، النوع الثانی فی لباسہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج2، ص213، المکتبۃ التوفیقیہ، القاہرہ)

امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزِ شہادت پاجامہ پہنے ہوئے تھے:

کما فی تھذیب الامام النووی وغیرہ جیسا کہ تہذیب الاسماء امام نووی وغیرہ میں مذکور ہے۔

المواہب اللدنیہ،النوع الثانی فی لباسہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،ج2 ، ص212،المکتبۃ التوفیقیہ،القاہرہ)

ایک حدیث میں ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام روز مکالمہ طور اون کا پاجامہ پہنے ہوئے تھے۔چنانچہ حدیث پاک میں ہے:

((عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:كَانَ عَلَى مُوسَى يَوْمَ كَلَّمَهُ رَبُّهُ كِسَاءُ صُوفٍ وَجُبَّةُ صُوفٍ وَكُمَّةُ صُوفٍ وَسَرَاوِيلُ صُوفٍ وَكَانَتْ نَعْلَاهُ مِنْ جِلْدِ حِمَارٍ مَيِّتٍ))

ترجمہ:حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا تو اس دن وہ اون کی بنی ہوئی چادر، اونی جبہ ،اونی ٹوپی اور اونی شلوار میں ملبوس تھے اور ان کے جوتے مردہ گدھے کی کھال کے بنے ہوئے تھے۔

(جامع الترمذی،باب ماجاء فی لبس الصوف،ج3،ص276،دارالغرب الاسلامی،بیروت☆ المستدرک علی الصحیحین،تفسیر سورۂ طٰہٰ، ج2 ، ص 411،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

دوسری حدیث میں ہے کہ سب میں پہلے جس نے پاجامہ پہنا ابراھیم خلیل اللہ صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ ہیں، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اول من لبس السراويل ابراهيم الخليل))

ترجمہ: سب سے پہلے جس نے شلوار پہنی وہ حضرت ابراھیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر،ج6،ص201،دارالفکر للطباعۃ والنشر،بیروت)

تیسری حدیث میں ہے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت سے پاجامہ پہننے والی عورتوں کے لئے دعا مغفرت کی اور مردوں کو تاکید فرمائی کہ خود بھی پہنیں اور اپنی عورتوں کو بھی پہنائیں کہ اس میں ستر زیادہ ہے۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِمُتَسَرْوِلاتِ أُمَّتِي، يَقُولُهَا ثَلاثًا، يَا أَيُّهَا النَّاسُ! اتَّخِذُوا السَّرَاوِيلاتِ فَإِنَّهَا مِنْ أَسْتَرِ ثِيَابِكُمْ وَ خُصُّوا بِهَا نِسَاءَكُمْ إِذَا خَرَجْنَ))

ترجمہ: اے اللہ! میری امت سے پاجامہ پہننے والی عورتوں کو بخشش فرما۔ اے لوگو، پاجامہ (یعنی شلوار) پہنا کرو کیونکہ یہ تمھارا لباس ہے سب سے زیادہ ستر پوش لباس ہے، شلوار سے اپنی عورتوں کو محفوظ کرو جب وہ باہر نکلیں۔

(کنز العمال بحوالہ البزار، ادب اللباس، ج 15، ص463، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت☆الکامل لابن عدی، ترجمہ ابراہیم بن زکریا العلم، ج 1، ص413، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

بالجملہ پاجامہ پہننا بلاشبہہ مستحب بلکہ سنت ہے: ان لم یکن فعلا فقولا والافلا اقل من الستنان تقریر اکماعلمت۔ اگر فعلی سنت نہ بھی ہو تو قولی سنت ضرور ہے اور اگر یہ بھی نہ ہو کم از کم آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تقریری سنت تو لامحالہ ہے۔

لاجرم فتاوی عالمگیریہ میں فرمایا:

"لُبْسُ السَّرَاوِيلِ سُنَّةٌ، وَهُوَ مِنْ أَسْتَرِ الثِّيَابِ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، كَذَا فِي الْغَرَائِبِ"

ترجمہ: پاجامہ (شلوار) سنت ہے اور یہ مردوں عورتوں دونوں اصناف کے لئے زیادہ ستر پوش ہے یونہی الغرائب میں مذکور ہے۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع، ج 5، ص333، نورانی کتب خانہ، پشاور☆فتاوی رضویہ ملخصاً، ج22، ص155تا159، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

شلوار کا پائچہ فراخ یا تنگ

سوال: پاجامے (شلوار) میں فراخ پائچہ سنت ہے یا تنگ پائچہ؟

جواب: امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''روایات میں کوئی تخصیص پائچہ فراخ وتنگ کی نظر سے نہ گزری، یہ عاداتِ قوم وبلد پر ہے مگر فراخ کے یہ معنی کہ عرض کے پائچے، نہ غرارے دار جس میں کلیاں ڈال کر گھیر بڑھایا جاتا ہے۔ یہ مردوں کے لئے بلاشبہ ناجائز ہے کہ ان بلاد میں کلیوں دار پائچے خاص لباس عورات ہیں اور عورتوں سے تشبیہ حرام، مرد اگر پہنتے ہیں تو وہی زنانے یا نقال یا بدوضع فساق، ان لوگوں سے بھی مشابہت ممنوع۔

یونہی طول میں نہ ٹخنوں سے زائد ہوں کہ لٹکتے ہوئے پائچے اگر براہ تکبر ہوں تو حرام وگناہ کبیرہ ورنہ مردوں کے لئے مکروہ وخلاف اولی۔

گھٹنوں کے قریب ہو جیسا کہ آج کل جہال وہابیہ نے اختراع کیا ہے کہ فراخ پائچے جب اتنے چھوٹے ہوں گے تو بیٹھنے لیٹنے میں ران کا کوئی حصہ کھل جانا مظنون بلکہ مشاہد ہے۔ شرح مطہر کی عادت کریمہ ہے کہ ایسی جگہ جب ایک مقدار کو فرض فرماتی ہے اس کی تکمیل وتوثیق کے لئے ایک حد معتدل تک اس سے زیادت سنت بتاتی ہے عورتوں کا سارا پاؤں عورت تھا تو انھیں ایک بالشت ازار یا پائچے لٹکانے کا حکم عزیمت اور دو بالشت تک رخصت ہوئی کہ قدم ہی تک رکھتیں تو حرکات میں بعض حصہ ساق یا کعب کھل جاتا۔

یوہیں مرد کا ستر عورت کے گھٹنے کے نیچے تک ہے تو فراخ پائچہ جب وہیں تک ہوگا حرکات میں کوئی حصہ زانوں یا ران منکشف ہوجائے گا لہذا نیم ساق (آدھی پنڈلی) تک عزیمت اور کعبین تک رخصت ہوئی کہ تقریبا وہی ایک اور دو بالشت کا حساب ہے۔

یونہی تنگ پائچے بھی نہ چوڑی دار ہوں نہ ٹخنوں سے نیچے، نہ خوب چست بدن سے سلے۔ کہ یہ سب وضع فساق ہے۔ اور ساتر عورت (شرم کی جگہ کو چھپانے

والے لباس) کا ایسا چست ہونا کہ عضو کا پورا انداز بتائے۔ یہ بھی ایک طرح کی بے ستری ہے۔حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو پیشگوئی فرمائی کہ ((نساء کاسیات عاریات)) ہوں گی یعنی کپڑے پہنے ننگیاں ،اس کی وجوہ تفسیر سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کپڑے ایسے تنگ چست ہوں گے کہ بدن کی گولائی فربہی انداز اوپر سے بتائیں گے جیسے بعض لکھنؤ والیوں کی تنگ شلواریں چست کرتیاں۔

نہ بہت اونچے گھٹنوں کے قریب ہوں کہ تنگ پاچوں میں اگر چہ احتمال کشف نہیں مگر پاؤں کے لباس میں جو حد مسنون ہے اس سے تجاوز یہ افراط ہوا۔

یہ افراد بدعت وہابیہ ہند ہے تو ان سے تشبیہ مکروہ ہے۔غرض ڈھیلے پائچے جب ان قباحتوں اور تنگ ان شناعتوں سے پاک ہوں تو دونوں شرعا مرخص وپسند اور ادائے مستحب میں کافی وبسند ہیں ہاں غالب عادات علماء واولیاء میں وہی عرض کے پائچے دیکھے گئے اور انھیں کو اصل سنت فعلیہ یعنی تہبند سے زیادہ مشابہت۔

(فتاوی رضویہ ملخصاً،ج22،ص155تا159،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

ٹخنوں سے نیچے شلوار

سوال:مرد کے لیے شلوار کے پائنچے ٹخنوں سے نیچے رکھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب:اس کی دو صورتیں ہیں:

(1)تکبر کی وجہ سے رکھنا حرام ہے۔(2)بغیر تکبر کے مکروہ تنزیہی وخلافِ اولیٰ ہے۔چنانچہ حدیث پاک میں ہے:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:مَنْ جَرَّ ثَوْبَہُ خُیَلَاءَ،لَمْ یَنْظُرِ اللّٰہُ إِلَیْہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:جو تکبر کی وجہ سے اپنا کپڑا زمین پر گھسیٹے اللہ عزوجل قیامت کے دن اس کی

فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ أَحَدَ شِقَّيْ ثَوْبِي يَسْتَرْخِي، إِلَّا أَنْ أَتَعَاهَدَ ذَلِكَ مِنْهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّكَ لَسْتَ تَصْنَعُ ذَلِكَ خُيَلَاءَ))	کی طرف نظر نہیں فرمائے گا۔تو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا تہبند ایک طرف سے ڈھیلا ہو جاتا ہے جب تک کہ میں اس کا خاص خیال نہ رکھوں تو ارشادفرمایا:: تم ان میں نہیں ہو جو براہ تکبر ایسا کریں۔

(صحیح بخاری، باب من جرازارہ من غیر خیلاء، جلد5، صفحہ6، مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن لکھتے ہیں ''پائچوں کا کعبین سے نیچا ہونا جسے عربی میں اسبال کہتے ہیں اگر راہ عجب وتکبر ہے تو قطعاً ممنوع وحرام ہے اوراس پر وعید شدید وارد۔''

(فتاوی رضویہ، جلد22، صفحہ7-166، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مزید فرماتے ہیں ''(اسی طرح جن احادیث میں) علی الاطلاق وارد ہوا کہ (اس پر وعید ہے) اس سے (بھی) یہی صورت مراد ہے کہ بتکبر اسبال (ٹخنوں سے نیچے پائچے) کرتا ہو ورنہ ہرگز یہ وعید شدید اس پر وارد نہیں۔ مگر علماء درصورت عدمِ تکبر حکم کراہت تنزیہی دیتے ہیں۔''

(فتاوی رضویہ، جلد22، صفحہ7-166، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مزید فرماتے ہیں ''بالجملہ اسبال اگر براہ عجب وتکبر ہے حرام ورنہ مکروہ اور خلاف اولیٰ، نہ حرام مستحق وعید۔''

(فتاوی رضویہ، جلد22، صفحہ7-166، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

فتاوی ہندیہ میں ہے:

''اسبال الرجل ازارہ اسفل من	ترجمہ: کسی آدمی کا ٹخنوں سے نیچے تہبند

الکعبین ان لم یکن للخیلاء ففیہ کراھۃ تنزیہ کذا فی الغرائب“

لٹکانا اگر تکبر کی بنا پر نہ ہوتو مکروہ تنزیہی ہے۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الکراہیۃ، الباب التاسع، جلد5، صفحہ333، دار الفکر، بیروت)

سوال: اگر نماز میں شلوار ٹخنوں سے نیچے ہو، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر تکبر کی وجہ سے شلوار نیچے لٹکائی ہوتو نماز مکروہ تحریمی ہوگی ورنہ مکروہ تنزیہی۔ امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ”ازار کا گٹّوں سے نیچے رکھنا اگر برائے تکبر ہو حرام ہے اور اس صورت میں نماز مکروہ تحریمی ورنہ صرف مکروہ تنزیہی، اور نماز میں بھی اس کی غایت خلافِ اولیٰ۔“

(فتاوی رضویہ، جلد7، صفحہ388، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

شلوار ٹخنوں سے اوپر

سوال: مرود کو شلوار کے پائنچے کہاں تک رکھنے چاہئے ٹخنوں کے اوپر یا پنڈلی تک؟

جواب: آدھی پنڈلی تک پائنچوں کا ہوتا بہتر و عزیمت ہے اور آدھی پنڈلی سے لیکر ٹخنوں کے اوپر تک رکھنے کی اجازت و رخصت ہے۔ حدیث پاک میں ہے:

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ :مَرَرْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي إِزَارِي اسْتِرْخَاءٌ، فَقَالَ:يَا عَبْدَ اللهِ، ارْفَعْ إِزَارَكَ، فَرَفَعْتُهُ، ثُمَّ قَالَ:زِدْ، فَزِدْتُهُ، فَمَازِلْتُ

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا اور میرا ازار ڈھیلا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے عبداللہ! اپنا ازار اوپر کرو، میں نے اوپر کیا۔

الْقَوْمِ: إِلَى أَيْنَ؟ فَقَالَ: أَنْصَافِ السَّاقَيْنِ))

مسلسل اسے کھینچتا رہا، تو لوگوں میں سے کسی نے پوچھا کہاں تک (کھینچتے رہے)؟ ارشاد فرمایا: دونوں پنڈلیوں کے نصف تک۔

(صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب تحریم جر الثوب، جلد 3، صفحہ 1653، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

حضرت **ابوسعید** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے **روایت** ہے وہ فرماتے ہیں:

((سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِزْرَةُ الْمُؤْمِنِ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ، لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ، وَمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فِي النَّارِ))

ترجمہ: میں نے **حضور اکرم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ مسلمانوں کا تہبند دونوں پنڈلیوں کے نصف تک ہونا چاہئے، اس پر کوئی حرج نہیں کہ نصف پنڈلی اور ٹخنوں کے درمیان ہو، اور ٹخنوں سے نیچے ہے تو جتنا نیچے ہے ٹخنوں سے نیچے اتنا حصہ آگ میں ہے۔

(ابن ماجہ، کتاب اللباس، باب موضع الازار این ھو، جلد 2، صفحہ 1183، دار احیاء الکتب العربیہ، بیروت)

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ **فرماتے** ہیں:

"فَالْمُسْتَحَبُّ نِصْفُ الساقين والجائز بلا كراهة ماتحته إِلَى الْكَعْبَيْنِ"

ترجمہ: مستحب ہے کہ تہبند (یا شلوار) پنڈلیوں کے نصف تک ہو اور بغیر کراہت جائز ہے کہ نیچے ٹخنوں تک ہو۔

(شرح صحیح مسلم للنووی، کتاب اللباس، باب تحریم جر الثوب، ج 14، ص 62,63، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

الْـكَـعْبَيْـنِ إِلَى نِصْفِ السَّاقِ	اوپر نصف پنڈلی تک ہو اور مردوں کے حق
وَهٰذَا فِي حَقِّ الرِّجَالِ''	میں ہے۔

(فتاوٰی ہندیہ، کتاب الکراھیۃ، الباب السابع، ج5،ص333،دار الفکر،بیروت)

امام اہل سنت امام احمد خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ہاں اس میں شبہہ نہیں کہ نصف ساق (آدھی پنڈلی) تک پائنچوں کا ہونا بہتر وعزیمت ہے اکثر ازار پر انوار سید الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہیں تک ہوتی تھی......امام نووی فرماتے ہیں:

''فالمستحب نصف الساقین	ترجمہ: مستحب ہے کہ ازار (تہبند) پنڈلیوں
والجائز بلا کراھۃ ماتحتہ الی	کے نصف تک ہو اور بغیر کراہت جائز ہے کہ
الکعبین''	نیچے ٹخنوں تک ہو۔

وفی الفتاوٰی العالمگیریۃ	ترجمہ: اور فتاوٰی عالمگیریہ میں ہے کہ مناسب
ینبغی ان یکون الازار فوق	ہے کہ ازار ٹخنوں سے اوپر نصف پنڈلی تک
الکعبین الی نصف الساق۔	ہو۔''

(فتاوٰی رضویہ،جلد22،صفحہ168،رضا فائونڈیشن،لاہور)

ہاں شلوار وغیرہ کو نصف پنڈلی سے زیادہ اوپر کرنا ممنوع ومکروہ ہے کہ یہ مقدار سنت پر افراط (زیادتی) اور بد مذہبوں سے مشابہت ہے۔صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں'' کپڑوں میں اسبال یعنی اتنا نیچا کرتہ، جبہ، پاجامہ،تہبند پہننا کہ ٹخنے چھپ جائیں ممنوع ہے، یہ کپڑے آدھی پنڈلی سے لے کر ٹخنے تک ہوں یعنی ٹخنے نہ چھپنے پائیں۔مگر پاجامہ یا تہبند بہت اونچا پہننا آج کل وہابیوں کا طریقہ ہے،لہٰذا اتنا اونچا بھی نہ پہنے کہ دیکھنے والا وہابی سمجھے۔اس زمانے میں بعض لوگوں نے پاجامے بہت نیچے پہننے شروع کر دیے ہیں کہ ٹخنے تو کیا ایڑیاں

بھی چھپ جاتی ہیں، حدیث میں اس کی بہت سخت ممانعت آئی ہے، یہاں تک کہ ارشادفرمایا: ٹخنے سے جو نیچا ہو، وہ جہنم میں ہے۔''

(بہار شریعت، حصہ16، ص416,417، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

عورتوں کا پاجامہ ٹخنوں سے نیچے

سوال: عورتوں کو پاجامہ ٹخنوں سے اوپر رکھنا چاہیے یا ٹخنے ڈھانپ کر؟

جواب: عورات کے گٹے ستر عورت میں دخل ہیں غیر محرم کو ان کا دیکھنا حرام ہے۔ عورت کو حکم ہے کہ اس کے پائچے خوب نیچے ہوں کہ چلتے میں ساق (پنڈلی) یا گٹے کھلنے کا احتمال نہ رہے۔ ردالمحتار میں ہے:

''(اعضاء عورۃ الحرۃ) السَّاقَانِ مَعَ الْکَعْبَیْنِ، وَالثَّدْیَانِ''

آزاد عورت کا محل ستر (چھپانے کی جگہوں میں سے) ٹخنوں سمیت دو پنڈلیاں اور دو چھاتیاں ہیں۔

(ردالمحتار، کتاب الصلوۃ، باب شروط الصلوۃ، ج1، ص409، دارالفکر، بیروت)

حدیث پاک میں ہے:

((فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: فَکَیْفَ یَصْنَعْنَ النِّسَاءُ بِذُیُولِهِنَّ؟ قَالَ: یُرْخِینَ شِبْرًا، فَقَالَتْ: إِذًا تَنْکَشِفُ أَقْدَامُهُنَّ، قَالَ: فَیُرْخِینَهُ ذِرَاعًا، لَا یَزِدْنَ عَلَیْهِ))

ترجمہ: سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بارگاہ رسالت میں عرض کی (جبکہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تہبند کا ذکر فرمایا) یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! عورت کا کیا حکم ہے؟ ارشاد فرمایا: وہ بالشت بھر (اپنا تہبند) لٹکائے رکھے، عرض کی: پھر اس کا پاؤں برہنہ ہوگا۔ ارشاد فرمایا: ایک ہاتھ چھوڑ دے (یعنی لٹکائے) لیکن اس سے زیادہ تو نہ ہو۔

نسائی،ذیول النساء،ج8،ص209،مکتب المطوعات الاسلامیہ،حلب)

کفِ ثوب

سوال:شلوار یا پاجامے کو نیفے سے فولڈ کر کے نماز پڑھنا کیسا؟اسی طرح پینٹ لمبی ہونے کی وجہ سے نیچے سے تہہ کر کے نماز پڑھنا کیسا؟

جواب:شلوار یا پاجامے کے نیفے سے تہہ (فولڈ) کرنا اور پینٹ کو نیچے سے تہہ کرنا کفِ ثوب ہے اور نماز میں کفِ ثوب مکروہ تحریمی ہے۔حدیث مبارک میں ہے:

((عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال امر النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ان یسجد علی سبعة اعضاء ولا یکف شعرا ولاثوبا الجبهة والیدین والرکبتین والرجلین))

ترجمہ:حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا اور بال اور کپڑا نہ سمیٹنے کا حکم دیا گیا پیشانی دونوں ہاتھ دونوں گھٹنے دونوں پاؤں۔

(صحیح بخاری،ج1،ص182،مکتبہ رحمانیہ،لاہور)

درمختار میں ہے:

"کرہ کف ای رفعه ولو لتراب کمشمر کم او ذیل"

کپڑے کا اٹھانا اگرچہ مٹی کی وجہ سے ہو مکروہ ہے جیسا آستین اور دامن چڑھانا۔

(الدرالمختار،ج1،ص91،مطبع مجتبائی،دہلی)

ردالمحتار میں ہے:

"حرر الخیر الرملی مایفید ان الکراهة فیه تحریمیة"

شیخ خیرالدین رملی کی عبارت اس بات کی مفید ہے کہ اس میں کراہت تحریمی ہے۔

(ردالمحتار،ج1،ص473،مصطفی البابی،مصر)

فقیہ اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''یعنی بال یا کپڑے کو غیر معتاد طریقے سے سمیٹنا، مثلا بالوں کا جوڑا (مردوں کے لیے) باندھنا یا ان کو سمیٹ کر عمامے کے اندر کرلینا یا آستین چڑھا لینا یا تہبند اور پائجامے کو گھرس لینا اس سے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔''

(نزھۃ القاری شرح صحیح البخاری ،ج2، ص64، فرید بک سٹال، لاہور)

مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا مفتی وقار الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''پائجامہ، تہبند، شلوار، پتلون یا کسی اور کپڑے کو نیچے سے موڑ دینا یا اوپر اٹھا کر اڑس لینا کفِ ثوب ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں کفِ ثوب کے بارے میں ایک مستقل باب باندھا ہے اور اس باب میں ایک حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے:

((امرت ان اسجد علی سبعة اعظم لااکف شعراولا ثوبا)) یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے اور بال اور کپڑے نہ سمیٹنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اسی حدیث کی بناء پر ہمارے تمام فقہاء نے کفِ ثوب یعنی کپڑے سمیٹنے کو مکروہ تحریمی لکھا ہے۔ علامہ علاء الدین حصکفی متوفی 1088ھ نے در مختار میں لکھا:

''کرہ کف ای رفعه ولو لتراب کمشمر کم او ذیل'' کپڑے کو اڑسنا یعنی اوپر اٹھانا جس طرح آستین اٹھائی یا دامن سمیٹا یا دامن سمیٹا جاتا ہے، مکروہ ہے۔ اگرچہ مٹی سے بچنے کی خاطر ایسا کیا جائے۔

یہ خیال رہے کہ جو نماز کراہتِ تحریمی کے ساتھ پڑھی جائے گی اس کو دوبارہ پڑھنا واجب ہوتا ہے۔'' (وقار الفتاوٰی، ج2، ص243، بزم وقار الدین ، کراچی)

چوڑی دار پاجامہ

ہوا پاجامہ پہننے کا کیا حکم ہے؟

جواب: امام اہل سنت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اس طرح کے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں ''چوڑی دار پاجامہ پہننا منع ہے کہ وضع فاسقوں کی ہے۔ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''آداب اللباس'' میں فرماتے ہیں:

''سراویل کہ در عجم متعارف است کہ اگر زیر شتالنگ باشد یا دوسہ چین واقع شود بدعت و گناہ است۔	ترجمہ: شلوار جو عجمی علاقوں میں مشہور ومعروف ہے اگر ٹخنوں سے نیچے ہو یا دو تین انچ (شکن) نیچے ہو تو بدعت اور گناہ ہے۔

یونہی بوتام لگا کر پنڈلیوں سے چمٹا ہوا بھی ثقہ لوگوں کی وضع نہیں۔ آدمی کو بدوضع لوگوں کی وضع سے بھی بچنے کا حکم ہے یہاں تک کہ علماء درزی اور موچی کو فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص فاسقوں کے وضع کے کپڑے یا جوتے سلوائے نہ سیے اگر چہ اس میں اجر کثیر ملتا ہو۔ فتاوٰی امام قاضی خان میں ہے:

''الاسکاف او الخیاط اذا استوجر علی خیاطة شیء من زی الفساق ویعطی له فی ذلك کثیر الاجر لایستحب له ان یعمل لانه اعانة علی المعصیة''	اگر موچی یا درزی سے جب فاسقوں کی وضع کے مطابق کوئی چیز بنوانے یا سلوانے کے لئے اجارہ دی جائے تو اس کام کے لئے اسے بہت اجرت دی جائے تو اس کے لئے یہ کام کرنا بہتر نہیں اس لئے کہ یہ گناہ کے سلسلے میں امداد ہے۔

(فتاوٰی قاضی خاں، کتاب الحظر والاباحۃ، ج، ص، نولکشور، لکھنؤ ☆ فتاوی رضویہ، ج22، ص، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

متفرقات

ریشمی کپڑے پہننا

سوال: مرد کے لیے ریشمی کپڑے پہننے کا کیا حکم ہے؟

جواب: مرد کو ریشمی کپڑے پہننا حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيرَ، فَإِنَّهُ مَنْ لَبِسَهُ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ)) ترجمہ: ریشم نہ پہنو کہ جو اسے دنیا میں پہنے گا آخرت میں نہ پہنے گا۔

(صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم استعمال اناء الذهب والفضة، ج 3، ص 1641، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے:

((وَمن لم يلْبسهُ فِي الْآخِرَة لم يدْخل الْجنَّة)) ترجمہ: اور جو آخرت میں نہیں پہنے گا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

(الترغیب والترهیب، ترهيب الرجال من لبسهم الحرير، ج3، ص69، دار الکتب العلمیه، بیروت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا تَشْرَبُوا فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالفِضَّةِ، وَلَا تَلْبَسُوا الحَرِيرَ وَالدِّيبَاجَ، فَإِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَكُمْ فِي الآخِرَةِ)) ترجمہ: سونے چاندی کے برتنوں نہ پیو، ریشم نہ پہنو کہ یہ دنیا میں کافروں کے لیے ہے اور آخرت میں تمہارے لیے۔

(صحیح بخاری، باب آنية الفضه، ج7، ص113، دار طوق النجاة)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لَا ترجمہ: ریشم وہ پہنے گا جس کے لئے آخرت

خَلَاقَ لَہٗ فِی الآخِرَۃِ)) میں کچھ حصہ نہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب لبس الحریر ،ج 2،ص4، دارطوق النجاۃ☆صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم استعمال اناء الذھب والفضۃ، ج3، ص1639، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

ایک حدیث میں ہے حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ حَرِیرٍ، أَلْبَسَہُ اللہُ ثَوْبًا مِنَ النَّارِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ)) ترجمہ: جو ریشم پہنے گا اللہ عزوجل اسے قیامت کے دن آگ کا کپڑا پہنائے گا۔

(مسند امام احمد بن حنبل، حدیث جویریۃ نبت الحرث، ج44، ص339، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

((من لبس ثوب حَریر ألبسہُ اللہ یَوْمًا من نَار لَیْسَ من أیامکم وَلَکِن من أَیَّام اللہ الطوَال)) ترجمہ: جو ریشم پہنے اللہ تعالیٰ اسے ایک دن کا مل آگ پہنائے گا وہ دن تمھارے دنوں میں سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے ان لمبے دنوں سے ہے۔

(الترغیب والترھیب، ترھیب الرجال من لبسھم الحریر، ج3، ص72، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی حدیث میں ہے میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور نے اپنے دہنے ہاتھ میں ریشم اور بائیں ہاتھ میں سونا لیا پھر فرمایا:

((إِنَّ ھٰذَیْنِ حَرَامٌ عَلَی ذُکُورِ أُمَّتِی)) ترجمہ: بیشک یہ دونوں (ریشم اور سونا) میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔

(سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی الحریر النساء، ج، ص، آفتاب عالم پریس، لاہور)

سلک کے کپڑے

سوال: سلک کے کپڑے کیا ریشمی کپڑے ہوتے ہیں؟

جواب: سلک کو بعض نے کہا کہ انگریزی میں ریشم کا نام ہے۔ اگر ایسا ہو بھی تو اعتبار حقیقت کا ہے نہ کہ مجرد نام کا، بربنائے تشبیہ بھی ہوتا ہے جیسے ریگ ماہی مچھلی نہیں۔ جرمن سلور چاندی نہیں۔ جو کپڑے رام بانس یا کسی چھال وغیرہ چیز غیر ریشم کے ہوں اگرچہ صناعی سے ان کو کتنا ہی نرم اور چمکیلا کیا ہو مرد کو حلال ہیں اور اگر خالص ریشم کے ہوں یا بانا ریشم ہو اگرچہ تانا کچھ ہو تو حرام ہے۔ یہ امر ان کپڑوں کو دیکھ کر یا ان کا تار جلا کر واقفین سے تحقیق کر کے معلوم ہو سکتا ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج22، ص194، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

ریشمی رومال

سوال: مرد کے لیے ریشمی رومال استعمال کرنا یعنی ہاتھ میں یا کندھے پر رکھنا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: ہاتھ میں لینا جیب میں رکھنا، اس سے منہ پوچھنا یہ سب جائز (اگر بہ نیت تکبر نہ ہو کہ اس نیت سے تو کوئی روا نہیں) اور کندھے پر ڈلنا مکروہ تحریمی۔ اصل یہ ہے کہ ہمارے امام مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک ریشم کا پہننا ہی مرد کو ممنوع ہے نہ کہ باقی طرق استعمال، اور رومال حسب معمول کندھے پر ڈالنا ایک نوع لبس (پہننے کی قسم) ہے۔ ہاتھ یا جیب میں رکھنا پہننا نہیں۔

(فتاوی رضویہ، ج22، ص، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

چوری کے کپڑے

سوال: چوری کا کپڑا پہن کر نماز کا کیا حکم ہے؟

گالان الفساد مجاور (کیونکہ فساد نماز سے باہر ہے) مگر نماز مکروہ تحریمی ہوگی لالاشتمال علی المحرم (حرام چیز پر مشتمل ہونے کی وجہ سے) کہ جائز کپڑے پہن کر اس کا اعادہ واجب، کالصلوۃ فی الارض المغصوبۃ سواء بسواء (جس طرح مغصوبہ زمین پر نماز کا حکم اور یہ برابر ہے)۔

(فتاوی رضویہ، ج7، ص392تا396، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

منگل کو کپڑا کاٹنا

سوال: منگل کو کپڑا قطع کرنا کیسا ہے؟

جواب: جو کپڑا منگل کے دن قطع ہوتا ہے اس کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ وہ جلے گا یا ڈوبے گا یا چوری ہو جائے گا، لہذا منگل کے دن کپڑے قطع کرنے سے بچنا ہی چاہئے۔ امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا ارشاد ہے کہ جو کپڑا منگل کے دن قطع ہو وہ جلے گا یا ڈوبے گا یا چوری ہو جائے گا۔"

(ملفوظات اعلیٰ حضرت، حصہ 2، ص268، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

فتاوی رضویہ میں ہے "کپڑے کے استعمال یا درزی کو دینے کے لئے کوئی خصوصیت نہیں، ہاں منگل کے دن کپڑا قطع نہ کیا جائے۔ مولا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: جو کپڑا منگل کے روز قطع کیا جائے وہ جلے یا ڈوبے یا چوری ہو جائے۔"

(فتاوی رضویہ، ج22، ص، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

پینٹ شرٹ پہننے کا حکم

سوال: پینٹ شرٹ پہننے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر پینٹ تنگ ہو اور اعضاء سے اس طرح چپکی ہو کہ اعضاء کی

طرف دیکھنا جائز نہیں۔صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں: ''دبیز کپڑا جس سے بدن کا رنگ نہ چمکتا ہو مگر بدن سے بالکل ایسا چپکا ہوا ہے کہ دیکھنے سے عضو کی ہیئت معلوم ہوتی ہے ایسے کپڑے سے نماز ہو جائے گی مگر اس عضو کی طرف دوسروں کو نگاہ کرنا جائز نہیں۔اور ایسا کپڑا لوگوں کے سامنے پہننا بھی منع ہے اور عورتوں کے لئے بدرجہ اُولیٰ ممانعت۔بعض عورتیں جو بہت چست پاجامے پہنتی ہیں اس مسئلہ سے سبق لیں۔''

(بہارشریعت،نماز کا بیان،نماز کی شرطوں کا بیان،جلد 01،حصہ 03،صفحہ 480،مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اگر پینٹ تنگ نہ ہو بلکہ اتنی کھلی ہو کہ بدن کے اعضاء کی ہیئت نظر نہ آئے تو مردوں کیلئے اس کا پہننا اگرچہ جائز تو ہے لیکن مکروہ و ناپسندیدہ ہے فتاوی بریلی میں ہے: ''اب جبکہ انگریزی لباس مثلاً پینٹ شرٹ وغیرہ کا پہننا انگریزوں کے ساتھ خاص نہ رہا بلکہ دیگر قوموں کے ساتھ مسلمانوں میں بھی عام ہو گیا تو اب یہ کسی ایک قوم کا وضع مخصوصہ اور شعار قومی نہ رہا اور نہ ہی اب یہ انگریزوں کا شعار قومی کہلائے گا لہٰذا اب وہ حکم سابق نہ رہا البتہ اسے پہننا اب بھی کراہت سے خالی نہیں کہ یہ وضع صلحاء نہیں بہر حال وضع فساق ہے کہ لباس مذکور ابھی اتنا عام نہیں ہوا کہ صلحاء علما اور متقین بھی استعمال کرتے ہوں بلکہ اکثر فساق ہی استعمال کرتے ہیں ان میں بھی کچھ ایسے ہوتے ہیں جو بدرجہء مجبوری اسے استعمال کرتے ہیں بلکہ بعض پہننے والے خود بھی اسے کوئی اچھا لباس نہیں تصور کرتے اور لوگوں کا سے معیوب سمجھنا ہی اس کی کراہت کو کافی لہٰذا ایسی صورت میں مطلقاً مکروہ تنزیہی کا حکم ہے۔''

(فتاوی بریلی ،صفحہ 208،شبیر برادرز ،لاہور)

لہٰذا ایسی پینٹ بھی پہننے سے بچنا ہی بہتر ہے

سنن زوائد

سوال: روایت مشہورہ میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ تہبند ہی استعمال فرمایا اور قمیص بلا بٹن یعنی گھنڈی دار پہنی ہیں تو یہ سنت ہوا اور جب یہ سنت ہوا تو اگر کوئی شخص پاجامہ پہنے یا قمیص پر بٹن لگائے یا کالر لگائے یہ سب خلاف سنت ہے۔ تو کیا وہ مخالف سنت کہلایا جائے گا اور مثلاً آپ نے یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو کی روٹی ہی تناول فرمائی ہے تو جو شخص اپنے مکان پر گندم کی روٹی کھائے اور جو کی روٹی نہ کھائے تو مخالفین سنت میں داخل ہوگا؟

جواب: یہ سنن زوائد ہیں بہ نیتِ اتباع اجر ہے ورنہ:

﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ﴾ ترجمہ: فرمادیجئے اللہ تعالیٰ کی زیب و زینت کس نے حرام ٹھہرائی جو اس نے بندوں کے لیے نکالی (یعنی ظاہر فرمائی) اور ستھری روزی۔

(سورۃ الاعراف، آیت 32)

ہاں یہ ضرور ہے کہ کفار یا بدمذہبوں یا فساق کی وضع نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی رضویہ، ج22، ص186، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

کفار کا لباس

سوال: ایسا لباس پہننا جس سے فرق کافر مسلمان کا نہ رہے شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟

جواب: امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس طرح کے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: ''حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ)) ترجمہ: جو کوئی کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ ان ہی میں سے ہے۔

بلکہ اس میں بہت صورتیں کفر ہیں۔ جیسے زنار باندھنا۔ بلکہ شرح الدرر للعلامۃ عبدالغنی النابلسی بن اسمعیل رحمہما اللہ تعالیٰ میں ہے:

''لبس زی الافرج کفر علی الصحیح''	ترجمہ: یعنی صحیح مذہب یہ ہے کہ فرنگیوں کی وضع پہننا کفر ہے۔

(الحدیقہ الندیہ، النوع التاسع، مع انواع الستین السخریۃ، ج2، ص230، مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد)

فتاوٰی خلاصہ میں ہے:

''امرأۃ شدت علی وسطھا حبلا وقالت ھذا زنار تکفر''	ترجمہ: کسی عورت نے اپنی کمر میں رسی باندھی اور کہا یہ زنار (جنیو) ہے کافرہ ہوگئی۔

(خلاصہ الفتاوٰی، کتاب الفاظ الکفر، الجنس السادس، ج 4، ص387، مکتبہ حبیبیہ، کوئٹہ ☆ (فتاوی رضویہ، ج 22، ص 193,194، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

جوتے

سوال: عورتوں کو مردوں والے اور مردوں کو عورتوں والے جوتے پہننا کیسا ہے؟

جواب: عورتوں کو مردوں والا اور مردوں کو عورتوں والا جوتا پہننا ناجائز ہے۔ حدیث پاک میں ہے:

((لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ))

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت کی ان عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت پیدا کریں اور ان مردوں پر جو عورتوں سے تشبہ کریں۔

(صحیح البخاری ، کتاب اللباس، باب المتشبهین بالنساء ، ج7، ص159، مطبوعہ دارطوق النجاۃ ☆ سنن ابن ماجہ ، ابوب النکاح ، باب فی المخنثین، ج 1، ص614، داراحیاء الکتب العربیہ، بیروت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

((لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ))

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت کی اس مرد پر جو عورت جیسا لباس پہنے اور عورت پر بھی لعنت کی جو مرد جیسا لباس پہنے۔

(سنن ابی داؤد، باب فی لبس النساء، ج4، ص60، المکتبۃ العصریہ، بیروت ☆ المستدرک للحاکم، ج4، ص215، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

سنن ابو داؤد میں ہے:

((قِيلَ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: إِنَّ امْرَأَةً تَلْبَسُ النَّعْلَ،

ترجمہ: ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کی گئی ایک عورت مردانہ جوتا پہنتی

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَۃَ مِنَ النِّسَاءِ)) لعنت فرمائی مردانی عورتوں پر۔

(سنن ابی داؤد، باب فی لباس النساء، ج4، ص60، المکتبۃ العصریہ، بیروت)

مرقاۃ میں ہے:

"(تَلْبَسُ النَّعْلَ)، أَيِ الَّتِي يُخْتَصُّ بِالرِّجَالِ" ترجمہ: تلبس النعل یعنی عورت اگر ایسا جوتا پہنتی ہے جو مردوں کے لئے مختص ہے۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، کتاب اللباس، باب الترجل، ج7، ص2836، دار الفکر، بیروت)

پیلے رنگ کے جوتے

سوال: زرد (پیلے) رنگ کا جوتا پہننا کیسا ہے؟

جواب: پیلے رنگ کا جوتا پہننا راحت وخوشی کا سبب ہے اور اس سے غم کم ہوتے ہیں۔ علامہ سمعانی (متوفی 489ھ) حدیث پاک نقل کرتے ہیں:

((وَقَدْ قَالَ النَّبِي :من لبس نعلا صفراء لم يزل فِي سرُور حَتَّى يَنْزِعهَا)) ترجمہ: نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو پیلے جوتے پہنے گا وہ ہمیشہ خوش رہے گا جب تک انہیں نہ اتارے۔

(تفسیر سمعانی، سورۃ البقرہ، ج1، ص92، دار الوطن، الریاض)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

((من لبس نعلا صفراء قل همه لقوله تَسُرُّ النَّاظِرِينَ)) ترجمہ: جس نے پیلا جوتا پہنا اس کے غم کم ہوں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پیلے رنگ کی گائے دیکھنے والوں کو خوش کرتی ہے۔

(تفسیر النیشابوری، سورۃ البقرہ، ج1، ص310، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

ایسا ہی علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تفسیر روح البیان میں نقل کیا ہے۔

(تفسیر روح البیان، سورۃ البقرہ، ج1، ص160، دار الفکر، بیروت)

علامہ آلوسی تفسیر روح المعانی میں نقل کرتے ہیں:

((کان علی کرم اللہ تعالی وجھہ یرغب فی النعال الصفر ویقول من لبس نعلا أصفر قل ھمہ)) ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ پیلے جوتے پہننے میں رغبت فرماتے اور فرماتے کہ جو پیلے جوتے پہنے گا اس کے غم کم ہوں گے۔

(تفسیر روح المعانی، سورۃ البقرہ، ج1، ص289، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''زرد جوتا مورث سرور و فرحت۔

قالہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما واستند بقولہ تعالی ﴿صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَوْنُهَا تَسُرُّ النَّاظِرِينَ﴾ ترجمہ: چنانچہ زرد جوتے کے متعلق (یہ بات کہ اس سے فرحت ملتی ہے) سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ارشاد فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس قول ''اس گائے کا رنگ خالص زرد ہے جو دیکھنے والوں کو خوش کرتی ہے'' سے استدلال فرمایا۔ (فتاوی رضویہ، ج22، ص196، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

کالے رنگ کے جوتے

سوال: کالے رنگ کے جوتے پہننا کیسا ہے؟

جواب: کالے جوتا پہننا غم لاتا ہے۔ علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((نھی ابن الزبیر ومحمد بن کثیر عن لباس النعال السود لانھا تھم)) ترجمہ: ابن زبیر اور محمد بن کثیر نے سیاہ جوتے پہننے سے منع کیا ہے کیونکہ یہ غمگین کرتے ہیں۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں:

((ونھی ابن الزبیر ویحیی بن أبی کثیر عن لباس النعال السود لأنھا تغم))

ترجمہ: ابن زبیر اور یحیی بن ابی کثیر نے سیاہ جوتے پہننے سے منع کیا کہ یہ غم لاتے ہیں۔

(تفسیر روح المعانی، سورۃ البقرہ، ج1، ص289، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

بحمدہ تعالیٰ

اعتذار

حتی الامکان کوشش کی گئی ہے کہ پروف ریڈنگ کی کوئی غلطی نہ ہو لیکن بتقاضائے بشریت اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو قارئین سے التماس ہے کہ ناشر سے رجوع فرمائیں ان شاء اللہ آئندہ اس کو درست کر دیا جائے گا۔

ماخذ و مراجع

القرآن، کلامِ باری تعالیٰ

کتب التفاسیر

الكتاب :تفسير مجاهد،المؤلف :أبو الحجاج مجاهد بن جبر التابعي المكي القرشي المخزومي (المتوفى 104ھ،المحقق :الدكتور محمد عبد السلام أبو النيل،الناشر :دار الفكر الإسلامي الحديثة، مصر

الكتاب :الدر المنثور،المؤلف :عبد الرحمن بن أبي بكر جلال الدين السيوطي (المتوفى 911ھ ،الناشر:دار الفكر ،بيروت

الكتاب :معالم التنزيل في تفسير القرآن المروف بتفسير البغوي،المؤلف : محيي السنة ، أبو محمد الحسين بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوي الشافعي (المتوفى 510ھ،المحقق :عبد الرزاق المهدي،الناشر:دار إحياء التراث العربي،بيروت

الكتاب :لباب التأويل في معاني التنزيل،المؤلف :علاء الدين علي بن محمد بن إبراهيم بن عمر الشيحي أبو الحسن، المعروف بالخازن (المتوفى 741ھ،المحقق :تصحيح محمد علي شاهين،الناشر :دار الكتب العلمية -بيروت

الكتاب:تفسير ابنِ كثير،المؤلف :أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي (المتوفى 774ھ،المحقق :سامي بن محمد سلامة،الناشر :دار طيبة للنشر والتوزيع ،بيروت

تفسیر مظہری ،مؤلف علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی متوفی 1225ھ

الكتاب :روح البيان،المؤلف :إسماعيل حقي بن مصطفى الإستانبولي الحنفي الخلوتي(المتوفى 1127ھ،مكتبة القدس، کوئٹہ

كتب الاحاديث

الكتاب :صحيح البخاري،المؤلف :محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي(المتوفى 256ھ)،المحقق :محمد زهير بن ناصر الناصرالناشر :دار

الکتاب :صحیح مسلم،المؤلف :مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشیری النیسابوری (المتوفی 261ھ،قدیمی کتب خانہ، کراچی)
الکتاب :سنن الترمذی،المؤلف :محمد بن عیسی بن سَوْرة بن موسی بن الضحاك، الترمذی، أبو عیسی (المتوفی 279ھ،المحقق :بشار عواد معروف،الناشر :دار الغرب الإسلامی -بیروت
الکتاب :سنن أبی داود،المؤلف :أبو داود سلیمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو الأزدی السِّجِسْتانی (المتوفی 275 ھ،المحقق: محمد محیی الدین عبد الحمید،الناشر :المکتبة العصریة، صیدا -بیروت
الکتاب :المجتبی من السنن السنن الصغری للنسائی،المؤلف :أبو عبد الرحمن أحمد بن شعیب بن علی الخراسانی، النسائی (المتوفی 303ھ، تحقیق :عبد الفتاح أبو غدة،الناشر :مکتب المطبوعات الإسلامیة -حلب
الکتاب :سنن ابن ماجه،المؤلف :ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن یزید القزوینی،(المتوفی273ھ،تحقیق :محمد فؤاد عبد الباقی
الناشر :دار إحیاء الکتب العربیة،بیروت
الکتاب :مشکاة المصابیح،المؤلف :محمد بن عبد الله الخطیب العمری، أبو عبد الله، ولی الدین، التبریزی (المتوفی 741ھ، المحقق :محمد ناصر الدین الألبانی،الناشر :المکتب الإسلامی -بیروت
الکتاب :الموطألامام مالك،المؤلف :مالك بن أنس بن مالك بن عامر الأصبحی المدنی (المتوفی 179ھ،المحقق :محمد مصطفی الأعظمی، مؤسسة الرسالہ،بیروت)
الکتاب :مسند الإمام أحمد بن حنبل،المؤلف :أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشیبانی (المتوفی 241ھ،المحقق :شعیب الأرنؤوط -عادل مرشد، وآخرون،الناشر :مؤسسة الرسالة،بیروت
الکتاب :مسند إسحاق بن راهویه -مسند ابن عباس
المؤلف :أبو یعقوب إسحاق بن إبراهیم بن مخلد بن إبراهیم الحنظلی المروزی المعروف بـ ابن راهویه (المتوفی 238ھ)،المحقق :محمد مختار

الكتاب :المعجم الكبير،المؤلف :سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم الطبراني (المتوفى 360ھ، المحقق :حمدی بن عبد المجيد السلفی،دار النشر :مكتبة ابن تيمية -القاهرة
الكتاب :المصنف لعبد الرزاق،المؤلف :أبو بكر عبد الرزاق بن همام بن نافع الحميری اليمانی الصنعانی (المتوفى 211ھ،المحقق :حبيب الرحمن الأعظمی،الناشر :المكتب الإسلامی -بيروت
الكتاب :الكتاب المصنف فی الأحاديث والآثار،المؤلف :أبو بكر بن أبی شيبة، عبد الله بن محمد بن إبراهيم بن عثمان بن خواستی العبسی (المتوفى 235ھ،المحقق : كمال يوسف الحوت،الناشر :مكتبة الرشد - الرياض
الكتاب : كنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال،المؤلف :علاء الدين علی بن حسام الدين ابن قاضی خان القادری الشاذلی الهندی البرهانفوری ثم المدنی فالمكی الشهير بالمتقی الهندی (المتوفى 975ھ،المحقق :بكری حيانی -صفوة السقا،الناشر :مؤسسة الرسالة،بيروت
شعب الایمان،امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی متوفی(458ھ)،مکتبۃ الرشد للنشر والتوزئع ،ریاض)
(المستدرك علی الصحیحین،امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری متوفی405ھ ،دارالکتب العلمیہ،بیروت)
الكتاب :مسند أبی داود الطيالسی،المؤلف :أبو داود سليمان بن داود بن الجارود الطيالسی البصری (المتوفى 204ھ،المحقق :الدكتور محمد بن عبد المحسن التركی،الناشر :دار هجر -مصر
الكتاب :العظمة،المؤلف :أبو محمد عبد الله بن محمد بن جعفر بن حيان الأنصاری المعروف بأبِی الشيخ الأصبهانی (المتوفى 369ھ،المحقق :رضاء الله بن محمد إدريس المباركفوری،الناشر :دار العاصمة -الرياض
الكتاب :المجالسة وجواهر العلم،المؤلف :أبو بكر أحمد بن مروان الدينوری المالكی (المتوفى 333ھ،المحقق :أبو عبيدة مشهور بن حسن

الكتاب :الطب النبوي،المؤلف :أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد بن إسحاق بن موسى بن مهران الأصبهاني (المتوفى 430ھ، المحقق :مصطفى خضر دونمز التركي،الناشر :دار ابن حزم
الكتاب :المعجم الأوسط،المؤلف :سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم الطبراني (المتوفى 360ھ)، المحقق :طارق بن عوض الله بن محمد ,عبد المحسن بن إبراهيم الحسيني،الناشر :دار الحرمين -القاهرة
الكتاب :شرح معاني الآثار،المؤلف :أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة بن عبد الملك بن سلمة الأزدي الحجري المصري المعروف بالطحاوي (المتوفى 321ھ)،حققه وقدم له :(محمد زهري النجار -محمد سيد جاد الحق) من علماء الأزهر الشريف
راجعه ورقم كتبه وأبوابه وأحاديثه :د يوسف عبد الرحمن المرعشلي - الباحث بمركز خدمة السنة بالمدينة النبوية
الناشر :عالم الكتب
الكتاب :حلية الأولياء وطبقات الأصفياء ،المؤلف :أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد بن إسحاق بن موسى بن مهران الأصبهاني (المتوفى430ھ)،الناشر: دار الكتاب العربي -بيروت
الكتاب :السنن الكبرى،المؤلف :أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر البيهقي (المتوفى 458 :ھ)،المحقق: محمد عبد القادر عطا،الناشر :دار الكتب العلمية، بيروت -لبنات
الكتاب :الآحاد والمثاني،المؤلف :أبو بكر بن أبي عاصم وهو أحمد بن عمرو بن الضحاك بن مخلد الشيباني (المتوفى 287ھ)،المحقق :باسم فيصل أحمد الجوابرة،الناشر :دار الراية -الرياض
الكتاب :تاريخ المدينة لابن شبة،المؤلف :عمر بن شبة (واسمه زيد) بن عبيدة بن ريطة النميري البصري، أبو زيد (المتوفى 262 :ہ(
حققه :فهيم محمد شلتوت،طبع على نفقة :السيد حبيب محمود أحمد ،جدة

الكتاب :عمدة القاری شرح صحيح البخاری،،المؤلف :أبو محمد محمود بن أحمد بن موسى بن أحمد بن حسين الغيتابى الحنفى بدر الدين العينى (المتوفى855ھ،الناشر :دار إحياء التراث العربى -بيروت
الكتاب :مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح،المؤلف :على بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروى القارى (المتوفى1014ھ)،الناشر :دار الفكر، بيروت
الكتاب :الاستذكار،المؤلف :أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمرى القرطبى (المتوفى463ھ
تحقيق :سالم محمد عطا، محمد على معوض،الناشر :دار الكتب العلمية - بيروت
الكتاب :التمهيد لما فى الموطأ من المعانى والأسانيد،المؤلف :أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمرى القرطبى (المتوفى463 :ھتحقيق :مصطفى بن أحمد العلوى ,محمد عبد الكبير البكرى،الناشر :وزارة عموم الأوقاف والشؤون الإسلامية -المغرب
الكتاب :فيض القدير شرح الجامع الصغير،المؤلف :زين الدين محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفين بن على بن زين العابدين الحدادى ثم المناوى القاہرى (المتوفى1031ھ،الناشر :المكتبة التجارية الكبرى -مصر
الكتاب :التيسير بشرح الجامع الصغير،المؤلف :زين الدين محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفين بن على بن زين العابدين الحدادى ثم المناوى القاہرى (المتوفى1031ھ)،الناشر :مكتبة الإمام الشافعى -الرياض
الكتاب :دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين،المؤلف :محمد على بن محمد بن علان بن إبراہيم البكرى الصديقى الشافعى (المتوفى1057ھ)،اعتنى بها :خليل مأمون شيحا،الناشر :دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت
الكتاب :نيل الأوطار،المؤلف :محمد بن على بن محمد بن عبد الله الشوكانى اليمنى (المتوفى 1250ھ،تحقيق :عصام الدين الصبابطى،الناشر :

الكتاب :شرح البخاري للسفيري،المؤلف :شمس الدين محمد بن عمر بن أحمد السفيري الشافعي (المتوفى 956ھ،حققه وخرج أحاديثه :أحمد فتحي عبد الرحمن،الناشر :دار الكتب العلمية، بيروت -لبنان

الكتاب :شرح سنن ابن ماجه،مجموع من 3شروح: -1مصباح الزجاجة للسيوطي (ت 911ھ، -2إنجاح الحاجة لمحمد عبد الغني المجددي الحنفي (ت 1296ھ، -3ما يليق من حل اللغات وشرح المشكلات لفخر الحسن بن عبد الرحمن الحنفي الكنكوہی 1315ھ،الناشر :قديمي كتب خانة - كراتشي

فتح الباري شرح صحيح البخاري،المؤلف :أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل العسقلاني الشافعي،الناشر :دار المعرفة -بيروت

(اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ المصابیح،الشیخ عبدالحق محدث دہلوی(1052ھ)،مطبع نولکشور، لکھنؤ)

(مرأة المناجیح،حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی متوفی 1391ھ،نعیمی کتب خانہ، گجرات)

(تحفة الالمعی شرح سنن ترمذی،مطبوعہ کراچی)

كتب الفقه

(فتاوی رضویہ،اعلی حضرت امام احمد رضا خان(المتوفی 1340ھ)،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

الكتاب :رد المحتار على الدر المختار،المؤلف :ابن عابدين، محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين الدمشقي الحنفي (المتوفى 1252 :ھ،الناشر :دار الفكر-بيروت

(تنویر الابصار مع ردالمحتار على الدرالمختار،علامہ شمس الدین محمد بن عبد اللہ بن احمد تمرتاشی، متوفی 1004ھ،دارالفکر ،بیروت)

(درمختار مع ردالمحتار ،محمد بن علی المعروف بعلاء الدین حصکفی متوفی 1088ھ،مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

(فتاوی امجدیہ،علامہ مفتی امجد علی اعظمی(المتوفی 1367ھ)،مکتبہ

(فتاوی فقیہ ملت ،مفت جلال الدین امجدی(1422ھ)،شبیر برادرز ،لاہور)
الکتاب :الفتاوی الھندیة،المؤلف :لجنة علماء برئاسة نظام الدین البلخی،الناشر :دار الفکر
(طحطاوی علی مراقی الفلاح،علامہ احمد بن محمد اسماعیل طحطاوی(1241ھ)،قدیمی کتب خانہ، کراچی)
الکتاب :الھدایة فی شرح بدایة المبتدی،المؤلف :علی بن أبی بکر بن عبد الجلیل الفرغانی المرغینانی، أبو الحسن برھان الدین (المتوفی593ھ)،دارالکتب العلمیہ،بیروت
(بہارشریعت،علامہ مفتی امجد علی اعظمی(المتوفی 1367ھ)،مکتبة المدینہ، کراچی)
الکتاب :الأصل المعروف بالمبسوط،المؤلف :أبو عبد الله محمد بن الحسن بن فرقد الشیبانی (المتوفی189ھ،دارالمعرفة،بیروت)
الکتاب :بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ،المؤلف :علاء الدین، أبو بکر بن مسعود بن أحمد الکاسانی الحنفی (المتوفی 587ھ، الناشر :دار الکتب العلمیة
الکتاب :البنایة شرح الھدایة،المؤلف :أبو محمد محمود بن أحمد بن موسی بن أحمد بن حسین الغیتابی الحنفی بدر الدین العینی (المتوفی855ھ،الناشر :دار الکتب العلمیة -بیروت، لبنان
الجامع الوجیز(الفتاوی البزازیہ)۔۔۔حافظ الدین محمد بن محمد بن المعروف بابن بزار متوفی 827ھ نورانی کتب خانہ ،پشاور)
الکتاب :المحیط البرھانی فی الفقه النعمانی ،المؤلف :أبو المعالی برھان الدین محمود بن أحمد بن عبد العزیز بن عمر بن مَازَةَ البخاری الحنفی (المتوفی 616 :ھ،المحقق :عبد الکریم سامی الجندی،الناشر :ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة ، کراچی
الکتاب :تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق وحاشیة الشِّلْبِیِّ،المؤلف :عثمان بن علی بن محجن البارعی، فخر الدین الزیلعی الحنفی (المتوفی 743

بن يونس الشِّلْبِيُّ (المتوفى 1021هـ، الناشر :المطبعة الكبرى الأميرية ، القاہرة
الكتاب :مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر،المؤلف :إبراهيم بن محمد بن إبراهيم الحَلَبي الحنفي (المتوفى 956هـ،المحقق :خرج آياته وأحاديثه خليل عمران المنصور،الناشر :دار الكتب العلمية -لبنان/ بيروت
الكتاب :مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر،المؤلف :عبد الرحمن بن محمد بن سليمان المدعو بشيخي زاده ,يعرف بداماد أفندي (المتوفى 1078هـ،الناشر :دار إحياء التراث العربي
الكتاب :الاختيار لتعليل المختار،المؤلف :عبد الله بن محمود بن مودود الموصلي البلدحي، مجد الدين أبو الفضل الحنفي (المتوفى 683هـ،عليها تعليقات :الشيخ محمود أبو دقيقة (من علماء الحنفية ومدرس بكلية أصول الدين سابقا،الناشر :دار الكتب العلمية -بيروت
الكتاب :البحر الرائق شرح كنز الدقائق،المؤلف :زين الدين بن إبراهيم بن محمد، المعروف بابن نجيم المصري (المتوفى 970هـ، وفي آخره :تكملة البحر الرائق لمحمد بن حسين بن علي الطوري الحنفي القادري (ت بعد 1138هـ،وبالحاشية :منحة الخالق لابن عابدين،الناشر :دار الكتاب الإسلامي
الكتاب :مراقي الفلاح شرح متن نور الإيضاح،المؤلف :حسن بن عمار بن علي الشرنبلالي المصري الحنفي (المتوفى 1069هـ، اعتنى به وراجعه :نعيم زرزور،الناشر :المكتبة العصرية
الكتاب :تحفة الفقهاء ،المؤلف :محمد بن أحمد بن أبي أحمد، أبو بكر علاء الدين السمرقندي (المتوفى : 540هـ،الناشر :دار الكتب العلمية، بيروت
الكتاب :الإقناع في فقه الإمام أحمد بن حنبل،المؤلف :موسى بن أحمد بن موسى بن سالم بن عيسى بن سالم الحجاوي المقدسي، ثم الصالحي، شرف الدين، أبو النجا (المتوفى 968هـ،المحقق :عبد اللطيف محمد موسى السبكي،الناشر :دار المعرفة بيروت -لبنان
الكتاب : كشاف القناع عن متن الإقناع،المؤلف :منصور بن يونس بن صلاح

الكتب العلمية
الكتاب :أسنى المطالب فى شرح روض الطالب،المؤلف :زكريا بن محمد بن زكريا الأنصارى، زين الدين أبو يحيى السنيكى (المتوفى 926ه،الناشر: دار الكتاب الإسلامى
الكتاب :حاشية الرملى على أسنى المطالب فى شرح روض الطالب،المؤلف :زكريا بن محمد بن زكريا الأنصارى، زين الدين أبو يحيى السنيكى (المتوفى 926ه،الناشر :دار الكتاب الإسلامى
الكتاب :الموسوعة الفقهية الكويتية،صادر عن :وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية -الكويت،دارالسلاسل -الكويت
(فتاوى نذيريه)
(فتاوى ثنائيه،ثناء الله امرتسرى)

التراجم والطبقات

الكتاب :معرفة الصحابة،المؤلف :أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد بن إسحاق بن موسى بن مهران الأصبهانى (المتوفى 430ه، تحقيق :عادل بن يوسف العزازى،الناشر :دار الوطن للنشر، الرياض
الكتاب :أسد الغابة فى معرفة الصحابة،المؤلف :أبو الحسن على بن أبى الكرم محمد بن محمد بن عبد الكريم بن عبد الواحد الشيبانى الجزرى، عز الدين ابن الأثير (المتوفى 630ه،المحقق :على محمد معوض -عادل أحمد عبد الموجود،الناشر :دار الكتب العلمية
الكتاب :مختصر تاريخ دمشق لابن عساكر،المؤلف :محمد بن مكرم بن على، أبو الفضل، جمال الدين ابن منظور الانصارى الرويفعى الإفريقى (المتوفى 711ه،المحقق :روحية النحاس، رياض عبد الحميد مراد، محمد مطيع،دار النشر :دار الفكر ،بيروت
الكتاب :الكامل فى ضعفاء الرجال،المؤلف :أبو أحمد بن عدى الجرجانى (المتوفى 365ه،تحقيق :عادل أحمد عبد الموجود-على محمد معوض شارك فى تحقيقه :عبد الفتاح أبو سنة،الناشر :الكتب العلمية -بيروت-لبنان

محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (المتوفى 748 :ھ،تحقيق :علی محمد البجاوی،الناشر :دار المعرفة للطباعة والنشر، بيروت -لبنان

متفرقات

الكتاب :الفردوس بمأثور الخطاب،المؤلف :شيرويه بن شهردار بن شيرو يه بن فناخسرو، أبو شجاع الديلميّ الهمذانی (المتوفی 509 :ھ،المحقق: السعيد بن بسيونی زغلول،الناشر :دار الكتب العلمية -بيروت
الكتاب :إحياء علوم الدين،المؤلف :أبو حامد محمد بن محمد الغزالی الطوسی (المتوفی 505ھ،الناشر :دار المعرفة -بيروت
الكتاب :الشمائل المحمدية،المؤلف :محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذی، أبو عيسى (المتوفى 279ھ، الناشر :دار إحياء التراث العربی -بيروت
الكتاب :مجمع الزوائد ومنبع الفوائد،المؤلف :أبو الحسن نور الدين علی بن أبی بكر بن سليمان الهيثمی (المتوفى 807ھ،المحقق :حسام الدين القدسی،الناشر :مكتبة القدسی، القاہرة
الكتاب :السير لأبی إسحاق الفزاری،المؤلف :أبو إسحاق إبراہيم بن محمد بن الحارث بن أسماء بن خارجة بن حصن الفزاری (المتوفى 188ھ،تحقيق: فاروق حمادة،الناشر :مؤسسة الرسالة -بيروت
الكتاب :تاريخ الخميس فی أحوال أنفس النفيس،المؤلف :حسين بن محمد بن الحسن الدِّيار بَكْری (المتوفى 966ھ،الناشر :دار صادر -بيروت
الكتاب :تہذيب التہذيب،المؤلف :أبو الفضل أحمد بن علی بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلانی (المتوفى 852ھ،الناشر :مطبعة دائرة المعارف النظامية، الہند
الكتاب :الشفا بتعريف حقوق المصطفى،المؤلف :عياض بن موسى بن عياض بن عمرون اليحصبی السبتی، أبو الفضل (المتوفى 544 :،الناشر :دار الفيحاء -عمان
الكتاب :المواہب اللدنية بالمنح المحمدية،المؤلف :أحمد بن محمد بن أبی

(المتوفی 923ھ،الناشر :المکتبة التوفیقیة، القاہرة -مصر
الکتاب :سبل الہدی والرشاد، فی سیرة خیر العباد، وذکر فضائلہ وأعلام نبوتہ وأفعالہ وأحوالہ فی المبدأ والمعاد،المؤلف :محمد بن یوسف الصالحی الشامی (المتوفی 942ھ،تحقیق وتعلیق :الشیخ عادل أحمد عبد الموجود، الشیخ علی محمد معوض،الناشر :دار الکتب العلمیة بیروت
الکتاب :الفائق فی غریب الحدیث والأثر،المؤلف :أبو القاسم محمود بن عمرو بن أحمد، الزمخشری جار اللہ (المتوفی 538ھ، المحقق :علی محمد البجاوی -محمد أبو الفضل إبراہیم،الناشر :دار المعرفة -بیروت
الکتاب :النہایة فی غریب الحدیث والأثر،المؤلف :مجد الدین أبو السعادات المبارک بن محمد بن محمد بن محمد ابن عبد الکریم الشیبانی الجزری ابن الأثیر (المتوفی 606ھ،الناشر :المکتبة العلمیة -بیروت
الکتاب :عقد الدرر فی أخبار المنتظر وہو المہدی علیہ السلام،المؤلف: یوسف بن یحیی بن علی بن عبد العزیز المقدسی السلمی الشافعی (المتوفی 658ھ،حققہ وراجع نصوصہ وعلق علیہ وخرج أحادیثہ :الشیخ مہیب بن صالح بن عبد الرحمن البورینی
الناشر :مکتبة المنار، الأردن
(الملفوظات،اعلی حضرت امام احمد رضا خان(المتوفی 1340ھ)،باب المدینہ کراچی)
(کشف المحجوب ،حضرت علی بن عثمان المعرف داتا گنج بخش،شبیر برادرز،لاہور)
الکتاب :لسان العرب،المؤلف :محمد بن مکرم بن علی، أبو الفضل، جمال الدین ابن منظور الأنصاری الرویفعی الإفریقی (المتوفی 711 :ھ،الناشر :دار صادر -بیروت
الکتاب :تاج العروس من جواہر القاموس،المؤلف :محمّد بن محمّد بن عبد الرزّاق الحسینی، أبو الفیض، الملقّب بمرتضی، الزَّبیدی (المتوفی 1205ھ،المحقق :مجموعة من المحققین،الناشر :دار الہدایة

مصطفى / أحمد الزيات / حامد عبد القادر / محمد النجار(
الناشر :دار الدعوة،قاہرہ
(الحديث ،جنوری 2006ء،ص1)
الكتاب :تعبير الرؤيا (مخطوط)،المؤلف :إبراہيم بن يحيى بن غنام، أبو طاہر الحرانى المقدسى النميرى الفقيہ الحنبلى المُعَبِّر (المتوفى :نحو 779ھ،الناشر :صورة مخطوطة -مكتبة الجامعة الأردنية
الكتاب :تعطير الأنام فی تعبير المنام،المؤلف :عبد الغنى بن إسماعيل بن عبد الغنى النابلسى (المتوفى1143ھ،الناشر :دار الفكر -بيروت
(نور الانوار،علامہ احمد ابن ابی سعید حنفی المعروف بملا جیون(المتوفی1130ھ)،مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)
(جامع الرموز،اسلامیہ گنبد قاموس،ایران)
(کشف الالتباس فی استحباب اللباس،الشیخ عبدالحق محدث دہلوی(1052ھ)، باب المدینہ کراچی)
(ضیاء القلوب فی لباس المحبوب مع خلاصة الفتاوی،الشیخ عبدالحق محدث دہلوی(1052ھ)، مکتبہ حبیبیہ ، کوئٹہ)
(شرح شرعة الاسلام ،فصل فی سنن اللباس،،مکتبہ الاسلامیہ ، کوئٹہ)
(عین العلم،الباب السابع فی الاتباع فی المعیشة،مطبع امرت پریس ،لاہور)
(شرح عین العلم لملا علی قاری،علامہ ملا علی بن سلطان قاری ،متوفی1014ھ،مطبع امرت پریس، لاہور)
(الحدیقةالندیة،عارف باللہ سیدی عبد الغنی نابلسی حنفی متوفی1141ھ،مکتبہ النوریہ الرضویہ ،لاہور)
(لسان المیزان حرف العین ،ترجمہ العباس بن کثیر ، مطبوعہ دائرة المعارف النظامیہ،حیدر آباد دکن)
(کشف الغمامہ عن سنیة العمامہ،مطبع حنفیہ پٹنہ)
(مجلة الحقائق،العمامة فی الاسلام)
(تابعین)

(حیات کشمیری ''نقش دوام '')

(تذکرۃ الخلیل)

(نقش حیات)

(شرح السعادۃ

مصابیح السنۃ

(تحفہ احناف بجواب تحفہ اہل حدیث،مکتبہ دفاعِ کتاب وسنت،لاہور)